ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ هديتنا

الحمد والمنة که کتاب فیض انتساب از تصنیف لطیف حضرت علامہ زمان فاضل اجل ... مولانا محمد انوار اللہ صاحب

انوار الحق

حسب فرمایش حامی الشرع و العلوم جناب الحاج محمد مظفر الدین صاحب معلی ...

در مطبع شمس الاسلام واقع حیدرآباد طبع شد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العلمین والصلوۃ والسلام علی سیدنا محمد وآلہ واصحابہ اجمعین ۔ کچھ
پیشتر ایک رسالہ مسمی بافادہ الافہام لکہنے کا اتفاق ہوا تھا جسمین ازالہ الاوہام کے اون استدلالو
جواب دیا گیا جو مرزا صاحب نے آیات قرانی سے کیا۔ اسکے بعد تائید الحق مصنفہ مولوی حسن علی صاحب لکچرار
دیکھنے مین آئی جسمین اُنہون نے ایک لمبی چوڑی تمہید کرکے مدبرانہ انداز سے مرزا صاحب کی تائید کی اس
تقریر کا یہ اثر دیکہا گیا کہ ہمارے ہم مشرب بعض حضرات بھی اوسکی تحسین کرنے لگے اور تعجب نہین کہ
اوس نے بہتون کو متزلزل کردیا ہو اسمین شک نہین کہ بعض جادو بہری تقریرین ایسے ہی پرتاثیر ہوا کرتی ہین
کہ دلون کو ہلا دیتے ہین چنانچہ حدیث شریف مین ارشاد ہے ان من البیان لسحرا مگر جب اہل انصاف طالبین حق کے
روبرو اصلی واقعات اور ملمع سازیان مقررون کی بیان کیجاتی ہین تو وہ فوراً اپنے خیال سے رجوع
کرجاتے ہین اور جو لوگ نفسانیت کی راہ سے سخن پروری مین پڑجاتے ہین وہ اُسی خیال پر اڑے
رہتے ہین یہی وجہ ہے کہ پُراثر تقریرون کے زور سے مذاہب باطلہ بکثرت بنتے گئے اور عوام الناس
کبہی اونکے دام مین آہی گئے تو علما کے سمجہانے سے پہر راہ راست پر آگئے لیکن چند سخن پرور انہین
خیالات پر جمے رہتے تہے جنکے اتباع اون مذاہب کو زندہ رکہنے والے ابتک موجود ہین اور ہر وقت

اس کوشش مین لگے ہوئے ہین کہ ان باطل مذاہب کو ترقی دین الحاصل جب کبھی کسی نئے مذہب کی بنیاد
پڑی ہے تو علماء حقانی نے اوسکا قلع وقمع کی فکر کی اور بفضلہ تعالیٰ اوسکا اثر بھی ہوتا گیا کہ عموماً وہ
مذاہب باطل کے اتباع کے ساتھ مشہور رہے اور اہل انصاف وحق پسند اوس سے محترز رہے۔ فی الواقع
یہ علما کا فرض منصبی ہے کہ بقدر وسع حق کی تائید مین کمی نکرین ہرچند اس نوایجاد مذہب قادیانی کے
رد کی طرف بعض علما متوجہ ہین مگر بحسب اقتضائے زمانہ جو احادیث صحیحہ سے ثابت ہے کہ آخری زمانہ
مین باطل کا شیوع ہوگا کچھ تو عموماً طبائع ہی ایسے امور کی طرف مائل و متوجہ ہین اور کچھ تقاعد علما کی
وجہ سے اس مذہب کی روزافزون ترقی مین کمی نہین ہوئی چونکہ ایسی بدعت تازہ کے شیوع کیوقت
ہر شخص کو ضرور ہے کہ جہانتک ہوسکے رد کرنے کی فکر کرے اور یہ خیال نکرے کہ آخری زمانہ مین ہر
قسم کے فتنون کا شیوع لازمی ہے کیونکہ کچھ نہو تو اتنا تو ضرور ہوگا کہ من کثر سواد قوم فہو منہم کا مصداق
بنیگا اسلئے مینے مناسب سمجھا کہ تائید الحق کا بھی جواب لکھون اور اوسکے ضمن مین ازالۃ الاوہام کے
بعض مباحث پر بحسب ضرورت بحث کرون جس سے حقیقت اس نئے مذہب کی کھل جائے اور
اہل انصاف وطالبین حق کے بکار آمد ہو واللہ یقول الحق وہو یہدی السبیل وما علینا الا البلاغ۔
مولوی صاحب نے تمہید مین پہلا عنوان یہ قایم کیا کہ سچے خیر خواہون کے ساتھ ہمیشہ کیسا سلوک ہوا ہے اسمین
بہت سی نظیرین پیش کین جن سے مقصود یہ ہے کہ مرزا صاحب کی تکفیر وتفسیق ہو رہی ہے وہ بھی اسی قسم
کی ہے اس موقع مین ہم یہ بیان کرنا نہین چاہتے کہ مرزا صاحب کیسے شخص ہین اور ان القاب کے مستحق
ہین یا نہین اسوقت ہمارا روے سخن صرف اوس تمہید کی طرف ہے کہ آیا وہ مسکت خصم ہے یا نہین
کتب تواریخ سے ظاہر ہے کہ صحابہ کے زمانہ سے اب تک کوئی زمانہ نہین گذرا جسمین مفتری کذاب
بے دین پیدا نہوے اور اوس زمانہ کے عمائد دین اور علمائے حقانی نے اونکی تکفیر نہین کی جتنے مذاہب
باطلہ آج کے زمانہ مین پائے جاتے ہین سب کے موجد زمانہ سابقہ ہی کے لوگ ہین اسکا کوئی انکار
نہین کرسکتا کہ ایسے لوگ اوس زمانہ مین نہین نکلے یا اونکی تکفیر نہین ہوتی تہ یہ کوئی کہ سکتا ہے کہ اون کی
تکفیر بے موقع تھی کیا وہ اپنے مذاہب کی اشاعت کیلئے اپنی مظلومی بیان کرکے اسی قسم کے

استدلال کرتے ہونگے۔ پہر کیا اس قسم کے نظائر حقانیت پر دلیل ہو سکتے ہین ہرگز نہین بلکہ ایسے لوگون کے ساتھ جو بدسلوکیان کی گئین وہ ایک قسم کا عذاب الہی تھا جسکی طرف اشارہ اس آیتہ شریفہ مین ہے (ولنذیقنهم من العذاب الادنیٰ دون العذاب الاکبر لعلهم یرجعون) یعنے چکہاتے ہین ہم انکو چہوٹے عذاب سواے بڑے عذابونکے کہ شاید وہ رجوع کرین اور فرماتا ہے (واما الذین فی قلوبهم مرض فزادتهم رجسا الی رجسهم وماتوا وهم کافرون اولا یرون انهم یفتنون فی کل عام مرة او مرتین ثم لایتوبون ولاهم یذکرون) یعنے جنکے دلمین بیماری ہے سو انکو بڑہا ای گندگی پر گندگی اور مرے جبتک وہ کافر ہے یہ نہین دیکہتے کہ وہ آزمانے مین آتے ہین ہر برس ایک بار یا دوبار پہر توبہ نہین کرتے اور نصیحت نہین قبول کرتے۔ اس سے ظاہر ہے کہ نفاق وغیرہ سے توبہ کرنیکے لئے بھی عذاب کیا جاتا ہے تاکہ وہ خدا کیطرف رجوع کرین الحاصل نظیرین دونون قسم کی موجود ہین بلکہ اس قسم کی نظیرین دس بیس ملین تو ا ہا باطل کی تکفیر تفسیق و تعذیب کی نظیرین ہزارہا ملینگی۔ غرض یہ نظائر مولوی صاحب کے مفید مدعا نہین ہو سکتین۔

مولویصاحب جو لکہتے ہین کہ یہ جہان دار الامتحان ہے اس عالم مین سب باتین کہولکر دکہائی نہین جاتین فی الحقیقت عادت اللہ ایسی ہی جاری ہے کہ حق و باطل اس جہان مین مشتبہ اور ملتبس رہا کیے سحر و استدراج کو ہمیشہ معجزہ اور کرامت کی ہمسری کا دعوی اور کلام الہی پر سحر بیان کا دہوکا لگا رہا اصل یہ ہے کہ حق تعالی کے صفات کو کبہی تعطل و بیکاری نہین خواہ یہ عالم ہو خواہ دوسرا اسلیے صفات جلال و جمال ہمیشہ اپنے کامونمین مصروف و مشغول ہین۔ اگرچہ بظاہر افراد بنی نوع انسان سے ہدایت اور شیاطین سے ضلالت متعلق ہے مگر جبتک حق تعالی نہ چاہے نہ ہدایت ہوتی ہے اور نہ ضلالت جسکو خدا تعالی ہدایت کرنا چاہے اوسے کوئی گمراہ نہین کرسکتا اور جسکو گمراہ کرنا چاہے اوسے کوئی ہدایت نہین کرسکتا قال تعالی (ومن یهد الله فلا مضل له ومن یضلله فلا هادی له) انہین صفات کا ظہور ہے کہ ہر زمانہ مین حق تعالی کسی ایسے شخص کو پیدا کردیتا ہے جس سے بہت سے ہدایت پاتے ہین اور بہت گمراہ ہوتے ہین۔ انبیا کو خاص ہدایت کیلیے مبعوث تہے مگر انکو نہ ماننے والے گمراہ ہو

اور بہت سے مفتری کذاب کو گمراہ کرنیکے واسطے پیدا ہوے ہین مگر ان سے بھی صفت جلال اپنا کام لیتی ہے کہ اونکی بات ماننے والے ہدایت پر سمجھے جاتے ہین جسکو خدا تعالیٰ ہدایت کرنا چاہتا ہے اوسکا سینہ حق بات کے ماننے کیلئے وسیع اور کشادہ ہوجاتا ہے اور جسکی گمراہی منظور ہوتی ہے اوسکا سینہ تنگ ہوجاتا ہے کما قال تعالیٰ فمن یرد اللہ ان یھدیہ یشرح صدرہ للاسلام ومن یرد ان یضلہ یجعل صدرہ ضیقا حرجا کانما یصعد فی السماء وسعت سینہ کی یہ دلیل ہے کہ ہدایت کی بات اوسمین سماجائے علی ہذا القیاس تنگی سینہ کی یہ دلیل ہے کہ وہ بات اوسکے سینے مین گنجایش نکرے اور یہ ظاہر ہے کہ اہل باطل کا سینہ باطل کیلئے کشادہ اور اہل حق کا دل اوس سے تنگ ہوتا ہے اس سے معلوم ہوا کہ وسعت وتنگی دونون کیلئے ہوا کرتی ہے اسوجہ سے کوئی شخص حق وباطل مین اپنے دل کے مشورہ سے تمیز نہین کرسکتا بلکہ وہ جس بات کا قائل ہوتا ہے اوس چیز کو حق سمجھنے لگتا ہے جس سے پوچھئے اوسکا یہی دعوی ہے کہ مین حق پر ہون اور اوس سے نہایت خوش رہتا ہے کما قال تعالیٰ کل حزب بما لدیھم فرحون اور صرف سمجھتا ہی نہین بلکہ چاہتا بھی ہے کہ سارا جہان اپنا ہم مشرب ہوجائے اسکا تصفیہ باہم ممکن نہین کہ کون حق پر ہے اور کون باطل پر کیونکہ جس مسئلہ مین دو فریق ہوجائین تو ہر ایک اپنے کو حق پر سمجھے گا اور تیسرا حکم بنے تو کسی ایک فریق مین شریک ہوجائیگا یا وہ بھی ایک فریق نیا بنکر اپنی ہی کو حق پر سمجھنے لگے گا۔ غرض اس عالم مین اسکا تصفیہ ممکن نہین کہ شرح صدر کسکا حق پر ہے اور کسکا باطل پر حق تعالیٰ ہی قیامت کے روز اسکا فیصلہ فرماویگا کما قال تعالیٰ ان ربک یفصل بینھم یوم القیامۃ فیما کانوا فیہ یختلفون۔ اب مولویصاحب جو اپنا اطمینان اور شرح صدر مرزا صاحب کی حقانیت پر ظاہر فرماتے ہین وہ کیونکر اس امر کی دلیل ہوسکے کہ مرزا صاحب سچ مچ عیسی موعود ہین ہمین اسمین کلام نہین کہ مرزا صاحب بڑے مرتاض ہونگے مگر مشکل یہ ہے کہ جتنے مفتری دغاباز جعلساز ہوتے ہین جبتک وہ اچھے عادات اچھے حالات اور مستند لوگون کی صورتوں مین اپنے کو ظاہر نہین کرتے اونکی طرف کوئی توجہ نہین کرتا۔ قرامطہ کا حال آپنے تواریخ مین دیکھا ہوگا کہ ابتدا کیا تھی اور انتہا کیسی ہوئی۔

حال قرامطہ

تاریخ دول اسلامیہ مین لکہا ہے کہ ایک شخص خوزستان سے سواد کوفہ مین آکر ایک مدت تک اظہار
تقدس مین مشغول رہا زہد و تقوی اور کثرت صلوۃ کی یہ صورت کہ تمام اقران و معاصرین مین ممتاز اکل
حلال کی یہ کیفیت کہ اپنے ہاتھ سے بوریا بنکر اوس سے اوقات بسر کرتا کسی سے کچھہ قبول نکرتا جب
کوئی اوسکے پاس جاتا تو سواے وعظ و نصیحت کے کسی بات سے سروکار نہین غرض تقوی طہارت
زہد ریاضت مین اوسکو وہ شہرت حاصل ہوی کہ کسی زاہد و عابد کو اوسکے مقابلہ مین فروغ نرہا جب
دیکہا کہ لوگون کے دلون مین اپنی بات کا پورا اثر ہونے لگا تو مشہور مشہور مسائل نماز وغیرہ مین تصرف کرکے خلاف
اجماع و مذاہب تعلیم شروع کی جب اوسمین بہی کامیابی ہوگئی تو آہستہ آہستہ خیر خواہانہ یہ تمہید کی کہ
طالبین حق کو ضرور ہے کہ کسی ایسے امام کے ہاتھ پر بیعت کرین جو اہل بیت نبوی سے ہو غرض پوری
طور پر اپنے مقصود کی تمہید ذہن نشین کرکے شام کو چلا گیا وہان بہی یہی طریقہ اختیار کرکے لوگون کو امام
برحق کا مشتاق بنا دیا چونکہ دعوت اوسکی کسی معین شخص کے طرف نہتہی اسلئے بعضون کا خیال تہا کہ محمد
بن اسمعیل امام وقت ہون گے اور بعض کسی دوسرے کو خیال کرتے تہے بہرحال سبکو یہی انتظار تہا کہ امام
وقت اب ظاہر ہونا چاہتے ہین کہ ایک شخص قرامطہ سے جنمین یہ شخص تہا ظاہر ہوکر مہدویت کا
دعوی کیا اس مہدی کا اصلی نام ذکرویہ یحیی تہا مگر اپنا نام محمد بن عبداللہ بن اسمعیل ابن جعفر صادق ظاہر کیا
حالانکہ اسمعیل ابن جعفر کا کوئی فرزند عبداللہ نام نہ تہا ضرورت اس جعلسازی کی اسلئے ہوی کہ احادیث مین
امام مہدی کا نام محمد ابن عبداللہ وارد ہے جو لوگ صرف امام کے منتظر تہے اونکو امام مہدی موعود کا مل جانا
ایک نعمت غیر مترقبہ تہی اوسکے نکلتے ہی کل ہم مشرب اکٹہے ہوگئے اور یہ رای قرار پائی کہ اصلاح قوم کی
فکر کیجاے چنانچہ بڑے بڑے گذرگاہون پر فوجین روانہ ہوئین اور حرمین وغیرہ کے راستون مین
رہزنی شروع کردیگئی اور تمام ملک حجاز و شام و مصر وغیرہ مین آتش فتنہ و فساد مشتعل ہوئی چنانچہ
اونہین سے ایک شخص ابوطاہر نام مع فوج کثیر مکہ معظمہ پر مسلط ہوا کسی کو وہان یہ طاقت نہ تہی کہ اس
سیلاب بلا کو روک سکے۔ ابوطاہر گہوڑے کو دوڑا کر خاص حرم شریف کے اندر گہس آیا اور خانہ کعبہ
دروازے پر کہڑا ہوا اور اس غرض سے سیٹی دی کہ گہوڑا بول و براز کرے چنانچہ ایسا ہی ہوا پہر اوس نے

پکار کر کہا کہ کہان ہین وہ لوگ جو خدا کا کلام پڑھ پڑھکر سنایا کرتے تھے کہ ومن دخلہ کان امنا یہ کہکر قتل عام کا حکم دیا۔ لکہتے ہین کہ تخمیناً تیس ہزار مسلمان مکہ معظمہ مین شہید کئے گئے جنمین ستر اسوخاص مین بیت اللہ مین شہادت سے سیراب ہوسے اور کشتون کے سر کاٹ کر صرف سرون سے چاہ زمزم بہر دیا گیا اور تمام لاشین بغیر کفن ازبار وسکے اندر وان بیرون شہر کے کوون اور گڑہون مین ڈالدی گئی تہین حجر اسود اکہاڑ لیا گیا جسکی وجہ سے بائیس سال تک کعبہ شریف حجر اسود سے خالی رہا تمام مکانات لوٹے گئے غرضکہ مکہ معظمہ مین اس مہدی کا یہ فتنہ ایسا ہوا کہ اوسکی نظیر کسی تاریخ مین مل نہین سکتی۔

الحاصل بدنام ہونا یرسے کہلانا سنرائین یا ناحقانیت پر قرینہ نہین ہوسکتا ورنہ جعلساز دغاباز بدمعاش جن سے جیلخانے ہمیشہ بہرے رہتے ہین سبکو اہل اللہ کہنا پڑیگا اور نہ اظہار تقدس اوسکا قرینہ ہے جیسا کہ قرامطہ وغیرہ کے حال سے ظاہر ہے۔

مولویصاحب نے جہان اسلام کے موجودہ دشمن فرقون کی فہرست لکہکر اونکی روز افزون ترقی اور اوسکی وجہ سے مرزا صاحب کی ضرورت ثابت کی ہے اونمین مولوی اور مشایخون کو بھی شریک کیا اور اونکو یہ خطاب عطا فرمائے۔

شیطان حشرات الارض زرپرست نفس پرست کم بخت موذی نایب شیطان ناپاک مجموعہ صفات ذمیمہ شریر فتنہ پرداز مسلمانون کے گمراہ کرنیوالے شیطان کے شاگرد رشید مکار وغیرہ اسبات مین مولویصاحب اپنے پیر کی سنت پر عمل کر رہے ہین کیونکہ مرزا صاحب بھی علما اور مشایخین کو ایسے خطابون سے ذکر کیا کرتے ہین چنانچہ اونکی تصانیف مین یہ موجود ہین۔ اسے بدذات فرقہ مولویان تمنے جس بے ایمانی کا پیالہ پیا ہے وہی عوام کو بھی پلایا علماء السوء اندہیرے کے کیڑو کتے گدہے حمار عقارب عقب الکلب یعنے کتے کے بچے خنزیر سے زیادہ پلید ایمان و انصاف سے دور بہاگنے والے احمق پلید دجال مفتری اشرار اذل الکافرین اوباش بے ایمان بے حیا بددیانت فتنہ انگیز تمام دنیا سے بدتر جہوٹ کا گوہ کہایا جاہل جعلساز چمار ڈومون کیطرح مسخرہ دشمن قرآن روسیاہ سفلے سیاہ دل سفہا شریر مکار شیخ نجدی عدو العقل غول الاغوال غدار سرشت فرعون رنگ کینہ ور کمینہ مادرزاد اندہے

گندے مردارخوار نااہل نکمے حرام ناہنجار نالایق نااہل ایمان سے دور بھاگنے والے ابولہب فرعون بدذات خبیث زندیق علیہم تعالیٰ لعن اللہ لعنۃ الف مرۃ وغیرہ وغیرہ جسکو صاحب عصائے موسیٰ نے مرزا صاحب کی کتابون سے نقل کیا ہے۔

غرض کوئی گالی ان حضرت نے اٹھا نرکھی اور عذر یہ کیا کہ کمال جوش اور حرارت اسلامی مین یہ سب گالیان دی گئین گویا اس جوش نے اونکو مرفوع القلم بنا دیا ان گالیون سے [illegible] تشبیہ کردی ہے کہ مسلمان قوم اپنی قوم کو بعض وقت بہت سخت الفاظ مین مخاطب کرتے [illegible] ان سخت الفاظ کے اندر محبت اور شفقت بھری رہتی ہے۔ اسکا مطلب یہ ہوا کہ آپ مسلمان قوم مین جس قدر گالیان دین اونکے مستحق ہین چونکہ صاحب قوم اعلیٰ درجہ کی عادت ہے اور سخت کو ست کہنا اوس کا ذریعہ ہے یا اوس وجہ سے مولویصاحب اونکے پیر اوسکو عبادت اور باعث تقرب الٰہی سمجھتے ہونگے اس موقع مین واقعہ حرہ اور مسلم بن عقبہ کی کارگزاری یاد آتی ہے تاریخ دانون پر یہ امر پوشیدہ نہین کہ اہل مدینہ منورہ جب یزید کے مخالف ہوگئے تو اوسنے مسلم بن عقبہ کو اونکی تادیب و تعذیب کیلئے مامور کیا وہ مقام حرہ مین جو مدینہ کے پاس ہے بارہ ہزار سپاہیون کے ساتھ آپہنچا اور بعد سوال وجواب کے قتل عام وغارت کا حکم دیا اور تین روز تک مدینہ منورہ کو لشکریون پر مباح کردیا تاریخ الخلفا اور جذب القلوب وغیرہ مین لکھا ہے کہ ہزار باکرہ لڑکیون کا بکر حرام سے زائل کیا گیا اور تمام شہر کے گھر لوٹے گئے جہان کوئی ملتا مارا جاتا حضرت علما سات سو شہید کئے گئے جنمین تین سو صحابہ تھے مسجد نبوی مین گھوڑے دوڑائے گئے خاص روضۂ شریف گھوڑون کی لید اور پیشاب سے متلطخ رہا۔ یہ سب مسلم بن عقبہ کے حکم سے ہوا اب اوسکی خوش اعتقادی سنئے جب اوسکی موت کا وقت آپہونچا تو آخری دعا یہ کی اللھم انی لما عمل قط بعد شہادۃ ان لا الہ الا اللہ وان محمدا عبدہ ورسولہ عملا احب الی من قتلی اہل المدینۃ ولا ارجی عندی فی الآخرۃ ذکرہ ابن اثیر فی تاریخہ الکامل یعنے یا اللہ بعد شہادت کلمہ طیبہ کے جو کچھ اعمال صالحہ مین نے اپنی عمر مین کئے اون سب سے زیادہ مجھے وہ عمل پسند ہے جو مدینہ کے لوگونکو مینے قتل کیا اور اوسی عمل سے مجھے زیادہ توقع ہے کہ آخرت مین کام آئیگا۔

مسلم بن عقبہ کو صرف تادیب اہل مدینہ پر ناز تھا ہمارے مرزا صاحب کو اوس سے زیادہ ناز و فخر ہونا چاہیے
کیونکہ وہ تمام اہل اسلام کی تادیب فرما رہے ہین اور وہان صرف جراحات سنان تھین یہان جراحات
لسان ہین جو التیام پذیر نہین - جراحات السنان لہا التیام ولا یلتام ما جرح اللسان -
پھر یہ گالیان لنکو دئیے جا رہے ہین عوام الناس بازاریون کو نہین جنکی عادت مین گالیان دینا اور سننا
داخل ہے بلکہ ان افراد قوم کو جنکو قوم نے اپنا رہبر مربی اور حامی دین بنا رکھا ہے اور ہر ایک اون پر
سو جان سے فدا ہے - معزز اور شریف لوگ قوم کے اسکا اندازہ کر سکتے ہین کہ یہ گالیان سنکر قوم کا
کیا حال ہوتا ہوگا - سبکو جانے دیجیے خود مولوی صاحب اور اونکے پیر ہی غور کرین کہ کوئی ارذل یا اونکا
ہمسر اونکے والد بزرگوار یا پیر کی شان مین یہ الفاظ کہے تو اونکا کیا حال ہوگا اگر غیرت دار ہون تو کیا اوس
ذلت کے مقابلہ مین مرجانا آسان نہوگا - عرف مین ایسا شخص بڑا ہی بے شرم سمجھا جاتا ہے کہ اوسکے باپ
یا اوستاد یا پیر کو کوئی گالی دے اور وہ چپ رہے - نہایت افسوس اور شرمناک حالت ہے جس کے
مرتکب مولویصاحب اور مرزا صاحب ہوئے ہین - حق تعالی فرماتا ہے ولا تسبوا الذین
یدعون من دون اللہ فیسبوا اللہ ؛ یعنے بتون کو گالیان مت دو کہ وہ اللہ کو گالیان دینگے
ہادی برحق اور نبی صادق کو حق تعالی تعلیم فرماتا ہے ادع الی سبیل ربک بالحکمۃ
والموعظۃ الحسنۃ وجادلہم بالتی ھی احسن یعنے بلاؤ اپنے رب کی راہ پر حکمت اور اچھی نصیحت
کیساتھ اور الزام دو اونکو جسطرح بہتر ہو - کیا مصلح قوم کی یہی شان ہے کہ اشتعال انگیز پیدا کرنیوالے
الفاظ سے طبیعتون کو مشتعل کرے اور اس قابل بنا دے کہ حق بات سننے کی بھی صلاحیت باقی نرہے
مولویصاحب نے اپنے آپکو جو مصلح قوم قرار دیا ہے وہ خود انہی کی تقریر سے باطل ہو گیا وہ نہ شرعاً اس
قابل ہے کہ مصلح قوم سمجھے جائین نہ عرفاً پھر یہ جو شکایت ہو رہی ہے کہ مولویون کی وجہ سے
مسلمان ذلیل ہو رہے ہین سچ ہے جس قوم کے مصلح رذالت کے کام لین اوسکو ذلت نہو تو کیا ہو -
یہان مجھے ایک واقعہ یاد آیا جو میرے ایک دوست کا دیکھا ہوا ہے کہ تراویح کی جماعت کسی مسجد مین
ہو رہی تھی جسمین وہ بھی شریک تھے اونکے قریب ایک شخص نے عین نماز مین اپنے بازو والے سے

کچھ بات کہی ایک شخص نے نماز ہی کی حالت مین اوس سے کہا کہ نماز مین بات کرنیسے نماز ٹوٹ جاتی ہے تیسرے نے کہا تمہاری نماز کب باقی رہی چوتھے نے کہا الحمد للہ مینے تو کوئی بات نکی۔ ایسا ہی مولویصاحب جو اورون پر الزام لگارہے ہین اسمین خود بھی مبتلا ہین مگر سمجھتے نہین علماے ربانی وہ ہین جو اپنے عیوب کی تفتیش کرکے اپنے نفس کی اصلاح کرتے رہتے ہین اور حتی الوسع دوسرنکے عیوب پر نگاہ نہین ڈالتے اور اگر امر بالمعروف کی ضرورت سمجھتے ہین تو اس ملایم اور دلنشین طریقہ سے کرتے ہین جسکا اثر ظاہر ہو عموماً تعلیم الٰہی امر بالمعروف کے بارہ مین یہی رہی ہے کہ نہایت نرمی و سہولت سے کام لیا جائے۔ باوجودیکہ اژدہاے خونخوار موسیٰ علیہ السلام کی مدد کیلئے ساتھ دیا گیا تھا مگر ارشاد یہی ہوا کہ فرعون کے ساتھ نہایت نرمی سے گفتگو کیجاے کما قال تعالیٰ فقولا لہ قولا لینا لعلہ یتذکر او یخشی یعنے کہو اوس سے بات نرم شاید وہ سوچ کرے یا ڈرے۔ اور ان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد ہوا کہ

ادفع بالتی ہی احسن فاذا الذی بینک وبینہ عداوۃ کانہ ولی حمیم وما یلقیھا الا الذین صبروا وما یلقیھا الا ذو حظ عظیم ترجمہ جواب مین کہئے اوس سے بہتر پھر جو آپ دیکھو تو جسمین آپ مین دشمنی تھی وہ ایسا ہوگا جیسے دوست دارناتے والا اور یہ بات ملتی ہے اونہین کو جو صبر کرتے ہین اور یہ بات ملتی ہے اوسکو جسکی بڑی قسمت ہی انتہی۔ اسیوجہ سے ہر شخص امر بالمعروف کا اہل نہین سمجھا جاتا کیونکہ امر بالمعروف مین عیوب پر مطلع کرنا ہوتا ہے اور قاعدہ کی بات ہے کہ جسکا عیب ظاہر کرین وہ دشمن ہوجائیگا جس سے مخالفت اور جھگڑا پیدا ہونیکا سخت اندیشہ ہے جو ممنوع ہے کما قال تعالیٰ ولا تنازعوا فتفشلوا وتذہب ریحکم یعنے آپسمین نہ جھگڑو پھر نامرد ہوجاوٴگے اور جاتی رہیگی تمہاری ہوا حق تعالیٰ فرماتا ہے یا ایہا الذین امنوا علیکم انفسکم لا یضرکم من ضل اذا اهتدیتم یعنے اے ایمان والو تم پر لازم ہے فکر اپنے جانکی تمہارا کچھ نہین بگاڑتا جو کوئی بہکا جب تم راہ پر ہوے۔ باوجودیکہ امر بالمعروف کی ضرورت دوسری آیات سے ثابت ہے مگر اس آیت شریفہ مین جو اوسکی ممانعت ہے اوسکی تطبیق کی صورت یہ معلوم ہوتی ہے کہ عوام الناس اوس سے روکے گئے ہین اور خواص کو اوسکی اجازت ہے جن سے اصلاح کی امید ہے بعضے صحابہ نے اس آیتہ شریفہ کا مضمون حضرت سے دریافت کیا تو فرمایا تم لوگ

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کئے جاؤ اوسوقت تک کہ لوگ دنیا اختیار کرلین اور خود رای کرنے لگین تو اوسوقت صرف اپنا فکر کرو اور انکو چہوڑدو۔

بہرحال مولویصاحب کا یہ امر بالمعروف کرنا اس زمانہ مین کسیطرح بجا اور برمحل نہین ہوسکتا پہر یہ امر بالمعروف بھی کس مسئلہ مین کہ مرزا صاحب عیسیٰ موعود ہین جسکا ثبوت نہ قران سے ہے نہ حدیث سے نہ اور کسی علم سے حالانکہ امر بالمعروف کے لفظ سے ظاہر ہے کہ اسبات کا امر کیا جاے جو دین مین معروف ہو۔

اب غور فرمائیے کہ اگر مولویصاحب کو مدراس کے علما دسنے وعظ سے روک دیا تو کیا بُرا کیا خود خدا اور رسول انکو ایسے وعظ سے روک رہے ہین وعظ سے روکنے والونکا استدلال اس حدیث سے ہوگا جو سنن دارمی مین مروی ہے

عن اسماء بن عبید قال دخل رجلان علی ابن سیرین فقالا یا ابابکر نحدثك بحدیث قال لا قالا فنقرأ علیك آیة من کتاب اللہ قال لا لتقومان عنی او لاقومن قال فخرجا فقال بعض القوم یا ابابکر وما کان علیك ان تقرء علیك ایۃ من کتاب اللہ تعالی قال انی خشیت ان یقرأ علی ایۃ فیحرفانها فیقر ذالك فی قلبی

یعنے اسماء بن عبید کہتے ہین کہ دو شخص صحاب ہوا ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آئے اور کہا انہون نے کہ ہم آپسے ایک حدیث کہتے ہین فرمایا مین نہین سنتا انہون نے کہا ایک آیۃ قران کی پڑہتے ہین کہا مین نہین سنتا یا تم یہان سے اوٹھ جاؤ یا مین اوٹھ جاتا ہون کسی نے ان سے پوچہا کہ اگر وہ آیۃ قران کی پڑہتے تو آپکا کیا نقصان تھا فرمایا کہ مجھے خوف اسبات کا ہوا کہ وہ آیۃ پڑہین اور کچہہ الٹ پلٹ کردین جو میرے دل مین جم جاے اور دوسری روایت اوسی دارمی مین ہے عن الحسنین وابن سیرین انهما قالا لا تجالسوا اصحاب الاهواء ولا تجادلوهم ولا تسمعوا منهم وهکذا قال ابو قلابۃ رضی اللہ یعنے حسن بصری اور ابن سیرین رحمہما اللہ نے فرمایا کہ صحاب ہوا کے ساتھ نہ بیٹھو نہ اون سے مناظرہ کرو اور نہ انسے کوئی بات سنو۔

مرزا صاحب نے جو یہ دعوی کیا ہے وہ بالکل نیا ہے تیرا سو برس کے عرصہ مین نہ کسی نے ایسا دعوی کیا نہ یہ کہا کہ عیسیٰ علیہ السلام مرگئے اور جنکے آنیکی خبر احادیث صحیحہ سے ثابت ہے اونکا قائم مقام کوئی دوسرا شخص ہوگا اہل ہوا ایسے ہی لوگون کو کہتے ہین جو نئی نئی باتین اپنی خواہش کے مطابق دین مین تراش لیتے ہین صحیح صحیح

احادیث سے ثابت ہے کہ جو نئی بات نکالی جاوے وہ مردود ہے اوس سے احتراز اور اجتناب کیا جاۓ
اسیوجہ سے صحابہ ایسے لوگون سے جو نئی بات نکالتے نہایت احتراز کیا کرتے چنانچہ ابن عمرؓ کے پاس ایک
شخص آیا اور کہا کہ فلان شخص نے آپکو سلام کہا ہے فرمایا مینے سُنا ہے کہ اس نے کوئی بات نئی نکالی ہے
اگر یہ سچ ہے تو اوسکو سلام کا جواب نہ پہونچانا کما فی الدارمی عن ابن عمرؓ انہ جاءہ رجل فقال ان فلانا
یقرأ علیک السلام قال بلغنی انہ قد احدث فان کان قد احدث فلا تقرأ علیہ السلام
عرفجہ رضی اللہ عنہ کہتے ہین مین خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہون کہ فرماتے تھے قریب ہے کہ فتنے اور
نئی نئی باتین پیدا ہون گے جو کوئی اس امت کی اجتماعی حالت مین تفرقہ ڈالنا چاہے جو کوئی ہوا اسکو تلوار سے
مار ڈالو کما فی مسلم عن عرفجہ رضہ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ستکون
هنات وهنات فمن اراد ان یفرق امر هذه الامة وهی جمیع فاضربوه بالسیف کائنا من کان غرض اس قسم کے
اسباب سے نئی نئی باتون کے کہنے سننے سے روکدینا علما کا فرض منصبی ہے اگر انہون نے ایسے وعظ سے روکدیا
تو یہ کوئی برہم ہونیکی بات نہین ہے بلکہ اس سے اونکو ممنون ہونا چاہئیے ورنہ اگر یہ راستہ بالکلیہ کہل جاۓ تو اس آخری
زمانے مین جو دین پہ ہر طرف سے حملے ہو رہے ہین مخالفین دین کو موقع ملجائیگا اور ہر شخص نئی نئی باتین ایجاد
کرکے دین مین داخل کردیگا جبتک مرزا صاحب ادیان باطلہ کے رد کے طرف متوجہ تھے سب اونکے مداح تھے
بلکہ اونکو مجدد بھی سمجھتے ہون تو تعجب نہین اور اب بھی اس حد تک کوئی برا نہین سمجھتا جسمین تائید دین ہو اگر یہ
چند نئی باتین چہوڑ دین تو ابھی کل اہل حق اونکے رفیق و مددگار ہو جاتے ہین ورنہ یہ ناحق کا جہگڑا جس سے نہ دین کا
فائدہ ہے نہ دنیا کا مسٹ کر کا نہم بنیان مرصوص کا مضمون صادق آجاتا ہے اور یہ کچہہ بڑی بات نہین
مرزا صاحب خود ازالہ الاوہام مین فرماتے ہین ممکن ہے ایسا مسیح بھی آجاۓ جسپر حدیثون کے بعض ظاہری الفاظ بھی
صادق آجائین جب یہ خود تسلیم کرتے ہین تو پھر اس مشکوک دعوی پر اصرار کرکے مسلمانون کے ساتھ دشمنی قایم
کرنے سے کیا فائدہ فنسال اللہ التوفیق وهو بالاجابۃ جدیر
مولویصاحب اسلام اور مسلمانون پر کمال دلسوزی ظاہر کرکے ایک مرثیہ رونے اور چلانیکے لئے لکھتے ہین جسکا
خلاصہ یہ ہے کہ اس زمانہ مین مسلمانون کا قحط ہو گیا ہے اور دین اسلام گردش مین اور کفر کا زور و شور ہے

اس مرثیہ مین اتنی کسر رہگئی کہ چند بند مرزا صاحب کی عیسویت پر بھی پڑہ دیتے کہ ہائے عیسیٰ ابن مریم بھی اترکے بیس برس ہوگئے مگر بچا نسکے کہ اون سے دین کی ترقی ہوتی کفر ہی کو ترقی ہوگئی اور ہورہی ہے اگرچہ مقتضائے حسن ظن یہ ہے کہ یہ اظہار دلسوزی مولویصاحب کی نیک نیتی پر حمل کی جاتی مگر مشکل یہ ہے کہ سرسید صاحب اور اونکے اتباع بھی اس سے زیادہ نوحے ورداویلے لکہتے پڑہتے ہین۔ حالانکہ اونکی نیک نیتی کے قائل مولویصاحب بھی نہین ہین بلکہ اونکو دشمن اسلام قرار دیا ہے۔ اس امر کی تصدیق کیونکر ہو کہ وہ فی الواقع اہل اسلام کے دوست اور مسلمانون کے خیرخواہ ہین انکا مقصود تو صرف یہ ثابت کرنا ہے کہ اگر مسلمان ہین تو چند قادیانی ہین جسکا مطلب یہ ہوا کہ باقی سب بے دین ہین چنانچہ صاف لکھے کہ مسلمانون کا قحط ہوگیا ہے۔

اس طریقہ کی ایجاد ابتدا سے اسلام ہی مین ہوچکی ہے چند لوگ ایسے پیدا ہوے کہ کمال درجہ کا زہد تقوی پرہیزگاری ایمانداری ظاہر کرکے کل صحابہ وتابعین کو بے دین قرار دیا اور ظاہری حالت اونکی دیکھکر بہت سے ظاہرین اونکے طرف مائل اور اونکے ہم خیال ہوتے گئے یہانتک کہ ایک بڑی جماعت بن گئی جنکے قلع قمع کی طرف سلطنت کو متوجہ ہونا پڑا اور پھر بھی نہو سکا اون سب کا اعتقاد یہی تہا کہ اگر مسلمان ہین تو ہم ہین باقی سب صحابہ اور تابعین کافر ہین نعوذ باللہ من ذالک ان لوگون کے واقعات وحالات بہت ہین مگر تہوڑا سا حال بقدر ضرورت یہان لکہا جاتا ہے جس سے طرز رفتار معلوم ہوجائے۔ جو واقعات یہان لکھے جاتے ہین فضائل سیدنا علی کرم اللہ وجہہ مولفہ امام نسائی مستدرک حاکم کنز العمال اور تاریخ کامل وغیرہ معتمد معتبر کتابون سے ماخوذ ہین وہی ہذہ

قصہ حکم

جب حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور معاویہؓ مین بہت سے لڑائیان ہوئین اور طرفین سے ہزارون اہل اسلام شہید ہوے تو یہ رای قرار پائی کہ دونون طرف سے دو شخص معتمد علیہ حکم قرار دئے جائین وہ جو کچھ فیصلہ کرین نافذ ہو اور باہمی جھگڑے مٹ جائین چنانچہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے طرف سے ابو موسی اشعریؓ اور معاویہؓ کے جانب سے عمرو بن عاصؓ مقرر ہوے اور طرفین سے عہدنامہ لکہا گیا اور اشعث بن قیس اس کام پر مامور ہوے کہ وہ عہدنامہ ہر قبیلہ مین جاکر سناوین جب وہ قبیلۂ بنی تمیم مین جاکر عہدنامہ سنائے تو عروہ بن ادیہ تمیمی نے کہا کہ عجیب بات ہے یہ لوگ آدمیون کو حکم بناتے ہین حالانکہ اللہ کے سوائے کوئی حکم نہین کرسکتا حق تعالی

فرماتا ہے ان الحکم الا للہ اور یہانتک برہم ہوا کہ تلوار کہینچکر اشعث پر حملہ کیا وہ تو بچگیے مگر اونکا گہوڑا
زخمی ہوا۔ حضرت علی کرم اللہ وجہ کو جب یہ خبر پہونچی تو فرمایا بات تو سچی ہے مگر مقصود اوس سے باطل ہے
پھر فرمایا کہ اگر وہ ہم سے مقابلہ کرین تو ہم اول اون سے تقریر کر کے قائل کرینگے اور نہ مانین تو قتل کر ڈالینگے
زید ابن عاصم محاربی جو اوس مجلس مین موجود تھا یہ سُنکر اوٹھ کہڑا ہوا اور خطبہ پڑہا کہ یا اللہ ہم تجھسے پناہ مانگتے ہین
اسبات سے کہ اپنے دین مین دنارت اختیار کرین اور کم ہمتی کو عمل مین لائین ۔ اے علی کیا تم ہمکو قتل سے ڈراتے ہو
ہوشیار رہو واللہ ہم تمہین قتل کر ڈالینگے اوسوقت تمہین معلوم ہوگا کہ خدا کی راہ پر تم چلتے ہو یا ہم پھر تو اوسکے
بہائی بندے ایک جماعت فراہم کی جنمین عبد اللہ بن وہب راسبی بھی تھا اوسنے خطبہ پڑہا کہ ہمکو پہاڑون یا دوسرے
شہرونمین جانا ضرور ہے تاکہ گمراہ کرنیوالے بدعتون سے ہمارا انکار ثابت ہوجائے پھر دنیا کی بے ثباتی اور
متقیون کے فضائل بیان کر کے سبکو شہر سے کوچ کرنے پر امادہ کیا اوسکے بعد یہ مسئلہ پیش ہوا کہ امیر کون قرار
دیا جائے بعد اختلاف کے یہ امر طے ہوا کہ عبد اللہ بن وہب ہی اس کام کیلئے منتخب کیا جائے اوس نے اول تو
انکار کیا لیکن بعد رد و قدح کے یہ کہکر قبول کیا کہ مجھے مطلقاً خواہش دینوی نہین نہ مین امارت چاہتا ہون نہ
مجھے اوس سے کوئی خوف ہے اللہ کیواسطے یہ خدمت قبول کرتا ہون اگر اسمین مرجاون تو کوئی پروا نہین
پھر اوس نے کہا کہ اب ایسا شہر تجویز کرنا چاہئے کہ جسمین ہم سب جمع ہون اور اللہ کا حکم جاری کرین کیونکہ اہل حق
اب تمہین لوگ ہو چنانچہ نہروان تجویز ہوا اور یہ سب خوارج وہان چلے گئے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہ نے انکے
نام خط لکھا کہ اب بھی چلے آؤ انہون نے جواب دیا کہ اگر تم اپنے کفر پر گواہی دیتے ہو اور نئے سرے سے
توبہ کرتے ہو تو دیکھا جائیگا اب تو ہم نے تمکو دور کر دیا ہے کیونکہ اللہ تعالی خیانت کرنیوالون کو دوست نہین رکہتا
زیاد بن اُمیہ نے عروہ بن ادیہ خارجی سے پوچھا کہ ابوبکرؓ اور عمرؓ کا کیا حال تھا کہا اچھے تھے پھر عثمانؓ کا حال
دریافت کیا کہا ابتدا مین چھ سال تک اونکو مین بہت دوست رکہتا تھا جب انہون نے بدعتین شروع کین
اون سے علحدہ ہوگیا اسلئے کہ وہ آخر عمر مین کافر ہوگئے تھے پھر علی رضی اللہ عنہ کا حال دریافت کیا کہا کہ
وہ بھی اوائل مین اچھے تھے آخر مین کافر ہوگئے بعد معاویہ رضی اللہ تعالی عنہ حال پوچھا اونکو سخت گالی
دی پھر زیاد ابن امیہ نے اپنا حال پوچھا کہا تو اوائل مین اچھا تھا اور آخر مین گزندہ ہوگیا اور دونون ہاتھوں کے

بھیجین تو اپنے رب کا نافرمان رہا زیاد نے اوسکی گردن مارنیکا حکم دیا پھر اوسکے غلام کو بلا کر پوچھا کہ اس شخص کا مختصر حال بیان کر کہا جب مین اسکے پاس کھانا لیجاتا یا اور کسی کام کیلئے جاتا تو اوسکا یہی اعتقاد اور اجتہاد اور دلسوزی یا تاغرض ضرورت سے زیادہ دلسوزی بھی علت سے خالی نہین۔ خوارج حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے صرف دو باتون پر بگڑے جنمین ظاہرا کمال دینداری معلوم ہوتی ہے ایک حکم کا مقرر کرنا جسکو انہون نے شرکت قرار دیا تھا اسوجہ سے کہ حکم خدا تعالیٰ کا خاصہ ہے دوسرا اوسمین شریک نہین ہوسکتا کما قال تعالیٰ ان الحکم الا للہ دوسرے یہ کہ مسلمانون سے اونہون نے لڑائی کیون اگر لڑنا ضرور تھا تو اونکا مال غنیمت کیون نہ بنا حالانکہ یہ دونون امر قرآن سے ثابت ہین اونکے زہد و تقوی کی یہ حالت تھی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ جب چھ ہزار خوارج ایک مقام مین جمع ہوئے تو مین حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اجازت لیکر عمدہ لباس پہنکر اونکے پاس گیا اونہون نے دیکھتے کہا کہ اے ابن عباس یہ لباس کیسا مینے جواب تو دیدیا مگر اونکی حالت یہ دیکھی کہ عبادت اور ریاضت مین کسی قوم کو اونکا نظیر نہین پایا نہ صحابہ کو نہ تابعین کو اونکے چہرے شب بیداری کی وجہ سے سوکھے سوکھے اور ہاتھ پاؤن نہایت دبلے۔ جندب رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ جب علی کرم اللہ وجہہ نے خوارج کا پیچھا کیا ہم اونکے لشکر کے قریب پہونچے اونکی حالت دیکھی کہ ہر طرف سے قرآن پڑھنے کی آواز آرہی ہے سب لوگ تہبند باندھے ہوئے اور ٹوپیان اوڑھے ہوئے یعنے کمال درجے کے زاہد و عابد نظر آئے یہ حالت اونکی دیکھتے ہی میرے دل پر سخت صدمہ ہوا اور مین گھوڑے سے اتر کر جناب باری کیطرف رجوع کیا اور نماز کی حالت مین یہ دعا کرنے لگا کہ الٰہی اگر اس قوم کا قتل کرنا طاعت ہو تو مجھے اجازت دے اور اگر معصیت ہو تو مجھے اوسپر مطلع فرمادے مین اسی حالت مین تھا کہ علی کرم اللہ وجہہ تشریف لائے اور فرمایا کہ اے جندب خدا کے غضب سے پناہ مانگو اے جندب یاد رکھو کہ ہم مین سے دس شخص شہید نہ ہونگے اور انمین سے دس نہ بچینگے چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ طارق ابن زیاد کہتے ہین کہ جب وہ لوگ قتل ہو چکے تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ ایک قوم ایسی پیدا ہوگی کہ بات سچی کہینگے مگر اونکے حلق کے نیچے نہ اترے گی اور دین سے وہ ایسے نکلے ہوئے ہون گے جیسے تیر شکار سے نکل جاتا ہے اونکی علامت یہ ہے کہ انمین ایک شخص سیاہ رنگ

ہوگا جسکا ایک ہاتھ ناقص ہوگا اور اسپر چند سیاہ بال ہونگے انہین اوسکی تلاش کرو اگر وہ ملگیا تو سمجھو کہ
تمنے بدترین خلق کو قتل کیا ورنہ بہترین خلق کو تمنے مارا یہ سنتے ہی صحابہ کو فکر ہوئی اور بے اختیار رونے
لگے اور اوسکی تلاش مین سرگرم ہوے چنانچہ تمام لاشون مین ڈہونڈ ڈہونڈکر اوسکو نکالا اور اوسکے ملتے ہی
حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور تمام صحابہ سجدہ شکر مین گرے۔

خوارج کا یہ بھی عقیدہ تھا کہ حق تعالی عجم مین ایک نبی پیدا کریگا اور اسپر ایک کتاب نازل ہوگی جو آسمانون مین
لکھی ہوی ہے غرض جیسے یہ لوگ اپنے چند ہم مشربون کو مسلمان قرار دیکر دوسرونکو گمراہ ٹھیراے تھے
مولوی صاحب بھی وہی کر رہے ہین۔ ان واقعات سے کئی امور مستفاد ہوتے ہین ایک یہ کہ کمال دلسوزی
اسلام اور مسلمانون کی حالت پر ظاہر کرنا دینداری اور حقانیت کی دلیل نہین ہوسکتی دوسرا کمال ریاضت ومجاہدہ
وترک دنیا حقانیت کی دلیل نہین ہوسکتی۔ تیسرا مسلمانونکو بے دین اور خود کو دیندار قرار دینا اہل باطل کا شعار
ہے۔ چوتھا تمام مسلمانون کے خلاف مین ایک نئی بات ایجاد کرنا اور مسلمانون مین تفرقہ ڈالنا خدا ورسول کے
پاس مذموم ہے۔

مولویصاحب کو اپنی طبیعت خداداد پر ناز ہے کہ ولی کو پہچان لیتے ہین اسیوجہ سے مرزا صاحب کو پہچان لیا
اوسکی تصدیق مین ہمین کلام ہے جب صحابہ کو خوارج کی ولایت اور اونکے بہترین خلق ہونیکا گمان ہوا اور فی الواقع
وہ دہوکا ثابت ہوا تو اب اون سے بڑھکر ولی کو کون پہچان سکتا ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ ولی کو حق تعالی پوشیدہ
رکھتا ہے اگر مولویصاحب اس لحاظ سے کہ ولی را ولی می شناسد اپنے کو ولی سمجھتے ہین تو یہ دوسری بات ہے
صحابہ کی تو یہ حالت تھی کہ بجاے اسکے کہ اپنے کو ولی سمجھین خود اپنے ایمان کو متہم رکھتے تھے چنانچہ صحیح
روایتون سے ثابت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ اکثر حذیفہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا کرتے کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے منافقون مین تو شریک نہین فرمایا حنظلہ رضی اللہ عنہ ایک وقت اپنی حالت قلبی
دیکھکر بے اختیار کہہ اوٹھے کہ نافق حنظلہ یعنے حنظلہ منافق ہوگیا اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ بھی انکے ہمزبان
ہوگئے یہ روایت صحاح مین موجود ہے اس سے معلوم ہوا کہ دوسرے کی ولایت تو کیا اپنی ولایت بھی ہر شخص کو
معلوم ہونا ضرور نہین وجہ اسکی یہ ہے کہ ولایت افعال و اعمال کا نام نہین بلکہ وہ ایک نسبت ہے جو بندہ اور معبود کے

بیچین ہوتی ہے جسکا حاصل تقرب الہی ہے پھر جسکو تقرب الہی ہو تو ضرور نہین کہ دوسر یکا تقرب بھی اوسکو معلوم ہو اور جسکو تقرب ہی نہو تو کسیکا تقرب اوسے کیونکر معلوم ہوسکے۔ رہی یہ بات کہ اعمال صالحہ او قرآین سے کسیکا تقرب معلوم کرین سو وہ قابل اعتبار نہین ہوسکتا بخاری شریف مین ہے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان الرجل لیعمل بعمل اہل الجنۃ فیما یبدو للناس وھو من اہل النار وان الرجل لیعمل عمل اہل النار فیما یبدو للناس وھو من اہل الجنۃ یعنے دیکھنے مین بعضون کے عمل جنتیون کے ہوتے ہین اور درحقیقت وہ دوزخی ہوتے ہین اور بعضون کے عمل دیکھنے مین دوزخیون کے ہوتے ہین اور وہ جنتی ہوتے ہین مطلب یہ کہ ظاہری اعمال سے کچھہ پتہ نہین چلتا کہ کون جنتی ہے اور کون دوزخی ابھی قرمطہ اور خوارج کا حال معلوم ہوا بلعم باعور کا قصہ تفاسیر مین صحیح ہے کہ نہایت مقدس مستجاب الدعوات تھا اور بعض روایات سے تو اوسکی نبوت بھی معلوم ہوتی ہے مگر انجام کار بے دین ہوکر مرا جسکی مذمت قرآن شریف مین ہے ان تحمل علیہ یلہث او تترکہ یلہث تا ہم غرور داشت سلامت نبرد راہ بہ بندا زرہ نیاز بدار السلام رفت۔ ہر شخص جس کسی کا مرید ہوتا ہے اوسکو ولی سمجھتا ہے پیر اولی نہین ہے تو ایسے لوگ ہوتے ہین کہ پیر و مرید دونون خسر الدنیا والاخرۃ کے مصداق ہین ای بسا ابلیس آدم روئے ہست پس بہر دستے نباید داد دست صحابہ کا زمانہ دوسرے تمام زمانون سے بہتر اور افضل ہونا اور اوسکے بعد ابتری اور خرابی بڑھتی جانا صحیح حدیثون سے ثابت ہے اب جب زمانے کا یہ حال ہو کہ صحابہ جیسے پر حسن ظن کرین وہ خوارج نکلین تو ہم آخری زمانے والے جن پر حسن ظن کرین خدا ہی جانے اونکی کیا حالت ہو امام سخاوی رحمۃ اللہ علیہ نے الجواہر المکللہ فی الاحادیث المسلسلہ مین بسند متصل عروہؓ سے روایت کی ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اکثر لبید ابن ربیعہ کے یہ اشعار پڑہا کرتی تہین۔ ذہب الذین یعاش فی اکنافہم وبقیت فی خلف کجلد الاجرب + یتحدثون مخافۃ وملامۃ + ویعاب قائلہم وان لم یشغب + یعنے جاتے رہے وہ لوگ جنکے پناہ مین زندگی بسر کیجاتی تھی اور رہگئی مین ایسے ناخلف لوگون مین جنکی حالت کھجلی بھرے اونٹ کے چمڑے کی ہے باتین کرتے ہین وہ لوگ خوف اور ملامت کی اور انمین کہنے والا اگرچہ کجروی نکرے عیب لگایا جاتا ہے عروہ اس حدیث کی روایت کرنیکے وقت کہا کرتے تہے کہ اگر عائشہ رضی اللہ عنہا ہمارے زمانے مین ہوتین تو معلوم نہین کیا کہتین ہشام جو عروہ سے اس حدیث کو روایت کرتے ہین اور کہتے ہین کہ

عروہ اگر ہمارے زمانے میں ہوتے تو معلوم نہیں کیا کہتے اسی طرح امام سخاوی رحمہ اللہ تک۔

واصل الرواة نزار وبالسند المذكور الى ابى بكر بن شاذان حدثنا ابو بكر احمد بن محمد بن اسمعيل الهيتى بكسر الهاء والفوقانية وبينها تحتانية وهو ثقة ثنا يعيش بن الجهم يعنى الحديثى عن ابى حمزة هو انس بن عياض عن هشام بن عروة عن ابيه عن عائشه رضى الله عنها انها كانت تتمثل بابيات لبيد بن ربيعه۔

ذهب الذين يعاش فى اكنافهم + وبقيت فى خلف كجلد الاجرب + يتحدثون مجانة وملامة + ويعاب قائلهم وان لم يشغب

قال عروة رحم الله عائشة كيف لو ادركت زماننا هذا وقال هشام رحم الله عروة كيف لو ادرك زماننا هذا وقال ابو حمزة رحم الله هشاما كيف لو ادرك زماننا هذا وقال يعيش رحم الله اباحمزة كيف لو ادرك زماننا هذا وقال الهيتى رحم الله يعيش كيف لو ادرك زماننا هذا وقال ابن شاذان رحم الله الهيتى كيف لو ادرك زماننا هذا وقال ابو الفتح رحم الله شاذان كيف لو ادرك زماننا هذا وقال المبرك رحم الله ابا الفتح كيف لو ادرك زماننا هذا وقال السلفى رحم الله المبرك كيف لو ادرك زماننا هذا وقال ابو الحسن رحم الله السلفى كيف لو ادرك زماننا هذا وقال الطبرى رحم الله ابا الحسن كيف لو ادرك زماننا هذا وقال كل من العفيف والقروى رحم الله الطبرى كيف لو ادرك زماننا هذا وقال لنا القرشى رحم الله القروى كيف لو ادرك زماننا هذا وكذا قالت لنا مريم رحم الله العفيف كيف لو ادرك زماننا هذا واقول رحم الله كلا من مشائخنا كيف لو ادرك زماننا هذا انتهى

زبیر بن عدی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ہم لوگوں نے انس رضی اللہ عنہ کے پاس حجاج ابن یوسف کی شکایت کی فرمایا صبر کرو جو زمانہ تمہیں آتا ہے اوسکے بعد کا زمانہ اوس سے بدتر ہوگا یہ بات آپنے خود نبی صلی اللہ سے سنی ہے کما فی البخارى عن الزبير بن عدى قال اتينا انس بن مالك فشكونا اليه ما نلقى من الحجاج فقال اصبروا فانه لا يأتى عليكم زمان الا الذى بعده شر منه حتى تلقوا ربكم سمعته من نبيكم صلى الله عليه وسلم

اس حدیث سے ہر شخص اندازہ کرسکتا ہے کہ جب حجاج کے زمانہ سے جسکو تخمیناً بارہ سو برس ہوتے ہین بدتری اور خرابی روز افزون ترقی پذیر ہے تو اس زمانہ کے فتنہ انگیز حجاج سے کس درجہ بڑے ہوے ہونگے سمجھ ہے کہ اوسکا فتنہ صرف جسم پر اثر کرتا تھا اور اس زمانے کے فتنے ایمان پر اثر ڈالتے ہین اوس فتنہ کا اثر اسی عالم تک محدود تھا ان فتنونکا اثر عالم اخروی مین ظاہر ہونیوالا ہے اوس فتنہ کا اثر چند روز مین فنا ہوگیا ان فتنون کا اثر جسپر ہوا ابدالاباد باقی رہا سے ازین افیون کہ ساقی درمی افگند ؛ حریفان را نہ سر ماند نہ دستار ؛ حق تعالی ہمکو اور ہمارے احباب او رجمیع اہل اسلام کو توفیق عطا فرماے کہ اپنے ایمان کی قدر کرین اور ہر کس و ناکس کے فریب مین آکر ایسے گوہر بے بہا کو کھو نہ بیٹھین۔

مولویصاحب مرزا صاحب کی تائید اسلام اور تقدس سے متعلق جتنی باتین بیان کرتے ہین انکا انکار کرنیکی ہمین ضرورت نہین مگر یہ حقانیت کا قرینہ نہین ہوسکتا کتب تاریخ سے ظاہر ہے کہ حجاج ابن یوسف نے بخارا سے ملتان تک صدہا شہر فتح کرکے سرحد اسلام مین داخل کردیا جسمین کروڑہا اہل اسلام پیدا ہوے اور بفضلہ تعالے اسی تائید کا اثر قیامت تک جاری رہیگا۔ باوجود اسکے دیکھ لیجیے کہ اسلام مین حجاج ظالم کی کیا وقعت ہے یہ تو ہمارے دین کا خاصہ ہے کہ حق تعالی اوسکی تائید بدکارون سے بھی کرایا کرتا ہے جیسا کہ صراحۃً اس حدیث شریف سے ظاہر ہے قال النبی صلے اللہ علیہ وسلم ان اللہ لیوید ہذا الدین بالرجل الفاجر رواہ غرض مرزا صاحب کی تائید اسلام مین ہماری گفتگو نہین کلام ہے تو صرف اسمین ہے کہ مرزا صاحب عیسی موعود بننا چاہتے ہین۔ اگرچہ اسمین بھی ہمین کلام کرنیکی ضرورت نہین اسلیے کہ اس زمانہ مین نبوت تو کیا اگر کوئی خدائی کا بھی دعوی کرے تو کوئی نہین پوچھتا مگر چونکہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات مین تصرف کررہے ہین اسلیے ہم پر حق ہے کہ جہانتک ہوسکے اونکی حفاظت کرین اور اپنے ہم مشربون کو انکا اصلی مطلب معلوم کرادین اسپر بھی اگر کوئی نہ مانے تو ہمارا کوئی نقصان نہین ہمکو اپنا حق ادا کرنیکی ضرورت ہے وما علینا الا البلاغ۔

مرزا صاحب لکھتے ہین کہ احادیث سے ثابت ہے کہ آخری زمانے مین مسلمانونکی صفات اور حالات ایسی ہونگی جیسے مسیح ابن مریم کے مبعوث ہونیکے وقت یہود کی حالت تھی بلکہ یہ لفظ یعنے عیسی بن مریم اس غرض سے

اختیار کیا گیا ہے تا ہر ایک کو خیال آجائے کہ خدا تعالی نے پہلے اون مسلمانونکو جنمین ابن مریم کے اترنیکا وعدہ دیا تھا یہود ٹہیرالیا ہے جیسے یہودیون کا نام خدا تعالی نے بندر اور سور رکہا اور فرمایا وجعل منہم القردۃ والخنازیر اسی طرح اپنا نام عیسی ابن مریم رکہدیا اور اپنے الہام مین فرمادیا وجعلناک المسیح ابن مریم انتہےٰ پھر دس بیس صفات ذمومہ مثل بغض و حسد اور تفرقہ وغیرہ جو اس زمانے کے بعض مسلمانونمین دیکہے جاتے ہین وہ اوس زمانہ کے یہود مین بیان کئے جو عیسی علیہ السلام کے مبعوث ہونیکے وقت تھے مقصود اس سے یہ کہ اون لوگونمین یہ صفات ہونیکے وجہ سے عیسی علیہ السلام مبعوث ہوے تھے اب بھی وہی صفات اسوقت کے مسلمانونمین آگئے ہین اسلئے اب وہ یہود ہین اور عیسی کی اونکے لئے ضرورت ہے جیساکہ کہا جاتا ہے لکل فرعون موسی اس صورت مین وہ عیسی مراد نہین جو نبی تھے بلکہ انکا مثل اور شبیہ مراد ہے۔ صفات ذمومہ جو دونون فرقون مین مشترک بتاے گئے ہین اوسکا ثبوت کسی حدیث یا تاریخ کی کتاب سے نہین دیا گیا۔ عیسی علیہ السلام کے نزول کا جن احادیث مین ذکر ہے اونمین تو نہ یہود کا نام ہے نہ اونکے اون صفات کا ذکر جو عیسی علیہ السلام کے زمانہ مین اونمین آگئی تہین۔ یہ مسلم ہے کہ جبتک کسی قوم مین صفات ذمومہ نہین پائی جاتین اوس قوم مین نبی کے مبعوث ہونیکی ضرورت نہین جیساکہ آیۃ شریف ان ارید الا الاصلاح سے ظاہر ہے اور وہ صفات ذمومہ اوسی قسم کے ہوتے ہین جو بیان کی گئی ہین مگر اسمین قوم یہود کی تخصیص سمجہہ مین نہین آتی اگر کوئی خصوصیت تھی تو چاہیے تھا کہ پہلے وہ خصوصیت قرآن و حدیث سے بیان کیجاتی اوسوقت لکل یہودی عیسی صحیح ہوتا جیسے لکل فرعون موسی صحیح ہے تو یہ اسواسطے صحیح ہے کہ فرعون کا سرکش ہونا اور موسی علیہ السلام کا سرکوب ہونا ہر شخص جانتا ہے اور یہ کوئی نہین جانتا کہ عیسی علیہ السلام کے زمانے کے یہود مین کونسی صفات تہین جسکی اصلاح کیلئے عیسی علیہ السلام آئے تھے اگر بالفرض وہ صفات معلوم بھی ہوتے تو دونون طرف علم توصیفی کہے جاتے جیسے لکل فرعون موسی مین ہے اگر زید شرارت کرے تو لزید موسی کہنا ہرگز محاورہ کے مطابق نہوگا یہی صورت یہان بھی ہو رہی ہے اسلئے کہ انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسقدر فرمایا کہ تم مین عیسی آئینگے یہ کسی حدیث مین نہین کہ تم یہود ہو جاوگے یا تم مین یہود کے صفات آجائینگے اسلئے تم مین عیسی آئیگا البتہ یہ ثابت ہے کہ آخری زمانے والے امم سابقہ کی پیروی کرینگے چنانچہ بخاری شریف مین

ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت اوسوقت تک قایم نہ ہوگی کہ میری امت اگلی امتون کے پورے پورے صفات اختیار نکریگی صحابہ نے عرض کیا وہ لوگ فارس اور روم کے جیسے ہو جاینگے فرمایا اونکے سوا اور کون کنز العمال مین یہ حدیث بخاری سے نقل کیا ہے دیکھیے جلد ہفتم صفحہ ۱۷۳

اب اس تصریح کے بعد یہ کہنا کہ یہ امت یہود ہو جائیگی اسلئے کوئی عیسیٰ آئیگا خلاف احادیث ہے۔

کنز العمال مین صدہا حدیثین خروج دجال اور نزول عیسیٰ اور تغیر حال امت اور علامات قیامت کے باب مین وارد ہین کوئی حدیث انمین ایسی نہین جس سے یہ معلوم ہو کہ امت مین یہود کے صفات پیدا ہو جاینگے اوسکی وجہ سے عیسیٰ پیدا ہون گے پھر جسطرح فساد امت کے باب مین احادیث وارد ہین اوسکی مدح مین بھی آیات و احادیث وارد ہین چنانچہ حق تعالیٰ فرماتا ہے کنتم خیر امۃ اخرجت للناس تامرون بالمعروف و تنہون عن المنکر یعنی کل امتون سے یہ امت بہتر ہے اور احادیث مین وارد ہے کہ کبھی یہ امت گمراہی پر اتفاق نکریگی اہل باطل اس امت کے اہل حق پر غالب نہونگے۔ بلکہ آخر امت کی بھی خاص خاص فضیلتین وارد ہین ارشاد ہوتا ہے کہ میرے امت کی مثال ایسی ہے جیسے بارش کا پانی نہین معلوم کہ اوسکا اول اچھا ہے یا آخر اور فرماتے ہین کیونکر ہلاک ہوگی وہ امت جسکے شروع مین مین ہون اور آخر مین عیسیٰ ابن مریم اور بیچ مین مہدی جو میرے اہل بیت سے ہون گے۔

حضرت عمرؓ فرماتے ہین کہ ایک روز مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر تھا حضرت نے استفسار فرمایا کہ تمام اہل ایمان مین افضل کون لوگ ہین صحابہ نے عرض کیا کہ ملائکہ ہون گے فرمایا کہ اونکے ایمان مین کیا شک اونکا مرتبہ تو ایسا ہی ہے صحابہ نے عرض کیا انبیا ہون گے فرمایا اونکے ایمان مین کیا شک اونکا بھی ایسا ہی مرتبہ ہے عرض کیا شہدا ہون گے جو انبیا کے ساتھ حاضر رہے فرمایا اونکو خدا تعالیٰ نے ایسا ہی مرتبہ دیا ہے کہ انبیا کے ساتھ ہین فرمایا اونکے سوا اور ہین سب نے عرض کیا حضرت ہی فرمادین ارشاد ہوا وہ لوگ وہ ہین جو ابتک موجود نہین ہوے وہ میرے بعد پیدا ہون گے اور بغیر دیکھے کے مجھپر ایمان لائین گے اور صرف اوراق دیکھکر اوسپر عمل کرینگے ایمان والون مین یہ لوگ افضل ہین۔ اسکے سوا اور کئی حدیثین اس امت مرحومہ کی فضیلت پر دال ہین ان احادیث سے اس

کنز العمال جلد ۷ حدیث ۲۰۰۰

کنز العمال جلد ۷ حدیث [illegible]

کنز العمال جلد ۷ حدیث ۱۱۱۸

امر کی تائید بخوبی ہو سکتی ہے کہ اس امت کی عظمت اور رفعت شان کی وجہ سے عیسیٰ علیہ السلام جو نبی اللہ تھے وہی اس امت مین تشریف لائین گے اسلئے کہ دجال کا فتنہ جو اس امت مرحومہ کے اخیر مین ہونیوالا ہے ایک ایسا پر آشوب فتنہ ہے کہ خدا ہی اوس سے پناہ دے تمامی انبیا اپنی اپنی امتون کو اس سے ڈراتے آئے چنانچہ بخاری شریف مین یہ حدیث مروی ہے۔ قال ابن عمر رضی اللہ عنہ قام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی الناس فاثنی علی اللہ بما ھو اھلہ ثم ذکر الدجال فقال انی لانذرکموہ وما من نبی الا انذر قومہ لقد انذر نوح قومہ ولکنی اقول لکم فیہ قولا لم یقلہ نبی لقومہ تعلمون انہ اعور وان اللہ لیس باعور یعنے ایک روز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ پڑھا اور حمد کے بعد دجال کا ذکر کرکے فرمایا کہ مین اوس سے تمکو ڈراتا ہون کوئی نبی ایسا نہین گذرا جو اپنی قوم کو اوس سے ڈرایا نہین یہانتک کہ نوح علیہ السلام نے بھی اپنی قوم کو اوس سے ڈرایا لیکن مین ایک ایسی بات تمہین کہتا ہون کہ کسی نبی نے نہین کہی یاد رکھو کہ وہ کانا ہے اور اللہ کانا نہین۔

غور کرنیکی بات ہے کہ باوجودیکہ اس فتنہ کا وقت علم الٰہی مین معین تھا کہ قریب قیامت حضرت کی آخر امت مین ہوگا مگر تشہیر تا وسکی نوح علیہ السلام ہی کے وقت سے دیگئی جس سے ہر فرد بشر پناہ مانگتا تھا اور انبیا ڈراتے رہے۔ وہ فتنہ کس بلا کا ہوگا جسکی دہوم عالم مین قبل از وقوع واقعہ اسقدر مچی ہوئی تھی حالانکہ دنیا مین صدہا بلکہ ہزارہا وقایع اور بہت فتنے ہوے مگر کسی زمانے مین اوسسے پناہ مانگی نہ گئی یہ فتنہ معمولی نہین بلکہ قیامت کا نمونہ ہوگا کہ نقشہ قیامت کا پیش نظر کر دیگا۔ جو فتنہ غیر معمولی اور فوق طاقت بشری ہو اوسکے دفع کرنیکا اہتمام بھی غیر معمولی طور پر ہونا مقتضاے حکمت ہے جس سے اوس فتنے کی وقعت اور بھی زیادہ ہو جائے یعنے اس اہتمام سے یہ خیال ضرور پیدا ہوتا ہے کہ جسکے دفع کرنیکے لئے انبیاے اولوالعزم سے خاص ایک نبی جلیل القدر مقرر ہو وہ کیسا فتنہ ہوگا۔ غرض جسطرح تمام انبیا کا ڈرانا اہل ایمان کے دلون کو متزلزل اور اللہ تعالیٰ کے طرف پناہ لینے پر مضطر کرتا ہے عیسیٰ علیہ السلام کو خاص اوسکے فرو کرنیکے لئے متعین کرنا اوس اثر قلبی کو دوبالا کرتا ہے۔ اور اسمین بڑی مصلحت یہ ہے کہ کمال درجہ کی خصوصیت اس امت مرحومہ کی اور کمال درجہ کا فضل و احسان خداوندی ہونا اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ہرچند وہ فتنہ کتنا ہی عظیم الشان ہو

نزول عیسیٰ علیہ السلام بوجہ خصوصیت و اعتنا بحال این امت بوجہ فساد [illegible]

مگر اوسکے دفعیہ کی تدبیر بھی خاص طور پر پہلے ہی سے کر دی گئی تاکہ ہر مسلمان بصدق دل حق تعالے کا شکر گزار اور اپنے
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر سو جان سے نثار رہے کہ اونکی وجاہت اور مختاری کے طفیل سے کیسی کیسی بلائین
ہمارے سر سے حق تعالے ٹال دیتا ہے اگر ایسی نعمت عظمی کی قدر ہم نکرین تو بڑی کفران نعمت ہے۔ حاصل یہ کہ اس امت
کی خرابیان اس امر پر قرینہ نہین کہ عیسی فرضی ان خرابیون کو دفع کرنیکے لئے آئیگا بلکہ اس امت کی جلالت
شان اس امر پر قرینہ ہے کہ حق تعالے اپنے فضل وکرم سے عیسی علیہ السلام کو مامور فرمایا کہ اشد ضرورت کیوقت
تشریف لاکر دشمن قوی کے ہاتھ سے اوسکو بچاوین اور اوسکے دشمن کو مقہور کرکے نئے سر سے
اس امت کا سکہ تمام عالم مین جماوین اور خود بھی سید المرسلین صلی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی ہونیکا فخر
جسکی ایک زمانہ دراز سے آرزو تھی حاصل کرین ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء یفعل اللہ ما یشاء ویحکم ما یرید
حدیث مذکورہ بالا مین آپنے دیکھ لیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین کہ مین دجال کی وہ علامت
تم سے کہتا ہون جو کسی نبی نے نہین کہی وہ یہ ہے کہ دجال اعور ہے اور اللہ اعور نہین اسکا مطلب آپ
سمجھ گئے ہونگے کہ دجال الوہیت کا دعوی کریگا کیونکہ اسکے ذکر کے ساتھ اللہ تعالے کا ذکر کرنا اور اوسکو
ایک صفت مختصہ سے ممتاز کر دینا اس بات پر دلیل بین ہے کہ لوگون کو اوسکی شوکت اوسکی قدرت
ظاہری سے اوسکی الوہیت کا گمان ہوگا۔ اور کیون نہو جسکو حق تعالے کے طرف سے اتنی قدرت
حاصل ہوجائے کہ مردون کو زندہ کرنے لگے تو ضعیف الایمان لوگون کو اوسکی الوہیت کا شبہ
ضروری ہوگا۔

زندہ کرنا دجال

اوسکا مردون کو زندہ کرنا اس حدیث شریف سے ثابت ہے جو بخاری شریف مین ہے ان ابا سعید
الخدری رض قال حدثنا النبی صلی اللہ علیہ وسلم یوما حدیثا طویلا عن الدجال فکان فیما حدثنا به
انه قال یاتی الدجال وهو محرم علیه ان یدخل نقاب المدینة فینزل بعض السباخ التی تلی المدینة
فیخرج الیه یومئذ رجل هو خیر الناس او من خیار الناس فیقول اشهد انك الدجال الذی حدثنا رسول
الله صلی الله علیه وسلم حدیثه فیقول الدجال ارایتم ان قتلت هذا ثم احییته هل تشکون
فی الامر فیقولون لا فیقتله ثم یحییه فیقول والله ما کنت فیك اشد بصیرة منی الیوم فیرید

الدجال ان یقتلہ فلا یسلط علیہ یعنے ایک روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دجال کے بہت سے احوال بیان فرمائے منجملہ اونکے یہ ہے کہ وہ مدینہ مین داخل نہو سکیگا مگر کسی زمین شور مین اوسکے مقام کریگا اوسوقت ایک بزرگ اوسکے پاس جاکر کہین گے کہ مین گواہی دیتا ہون کہ تو ہی دجال ہے وہ اپنے ساتھیون سے کہیگا کہ اگر مین اس شخص کو قتل کرکے زندہ کرون تو کیا جب بھی میرے کام مین یعنے خدائی مین تمہین شک رہیگا لوگ کہین گے نہین تب وہ انکو قتل کر ڈالیگا پھر زندہ کرے گا وہ بزرگ زندہ ہوتے ہی کہین گے کہ اب تو تیرے دجال ہونیکا مجھکو اور بھی یقین ہو گیا۔ غرض اس قسم کی قدرتین اسکو حاصل ہونیکی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو خبردار فرمادیا کہ کتنی ہی قدرت اوسکو حاصل ہو مگر سمجھ رکھو کہ وہ خدا نہین ہو سکتا کیونکہ وہ کانا ہے اور خدا کانا نہین ہے۔

دجال پادریان انہ

مرزا صاحب کہتے ہین کہ دجال کسی ایک آدمی کا نام نہین ہے بلکہ اوس سے گروہ پادریان مراد ہے اونہون نے انکو اسلیئے اختیار کیا کہ اگر شخص معین مراد ہو تو انکا دعوی عیسویت صحیح نہین ہو سکتا کسی شخص کو دجال معین کرکے بتلانا پڑتا اگرچہ ممکن تھا کہ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کو بتادیتے اسلیئے کہ وہ انکے سخت مخالف ہین مگر ان سب صفات کی تطبیق مشکل تھی غرض بمجبوری ایک گروہ کو دجال قرار دینے کی انہین ضرورت ہوی۔

یون تو دجال کے باب مین بہت سی حدیثین وارد ہین مگر چونکہ مرزا صاحب بخاری شریف کو بہت مانتے ہین جیسا کہ ازالۃ الاوہام وغیرہ سے ظاہر ہے اسلیئے بالفعل ہم انہین دو حدیثون کو پیش کرتے ہین جو ابھی لکھی گئین انہین مین غور کیا جائے کہ آیا دجال ایک شخص معلوم ہوتا ہے یا ایک قوم ہے۔

ان حدیثون مین لفظ دجال مفرد ہے اگر جماعت مقصود ہوتی تو لفظ دجالون آتا جیسا کہ دوسری احادیث مین وارد ہے قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی امتی کذابون دجالون یہ دجال لوگ دجال موعود نہین جنکے لیئے عیسی علیہ السلام آنیوالے ہین صرف مشابہت کی وجہ سے وہ دجال ٹھیرائے گئے ہین کیونکہ دجال موعود کی خصوصیات اونمین پائی نہین جاتین پھر یہ دجال جنکی کثرت اس حدیث شریف سے معلوم ہوتی ہے مثل پادریون کے غیر محدود نہین بلکہ اونکی تعداد بعض روایات مین ستائیس اور بعض مین تیس تک وارد ہے

کنز العمال ج ۷ حدیث ...

کنز العمال جلد ۷ حدیث ۳۱۲

اور اون دجالون کی شناخت[ع۵] بھی حضرت نے فرمادی ہے کہ وہ سب یہ دعویٰ کرینگے کہ ہم اللہ کے رسول ہین۔ اور چونکہ ابتک سنا نہین گیا کہ کسی پادری نے رسالت کا دعویٰ کیا ہو اسلئے کسی پادری پر لفظ دجال صادق نہین آسکتا۔

اور اگر دجال سے پوری قوم پادریان مراد ہے جیسے مرزا صاحب ازالۃ الاوہام مین لکھتے ہین کہ لغت مین دجال جہوٹون کے گروہ کو کہتے ہین تو پہلے تو وہ قابل تسلیم نہین اسلئے کہ یہ معنے لغوی بیان کئے گئے ہین جبتک کسی کتاب لغت سے نہ بتائے جائین قابل تسلیم نہین اور اگر بالفرض محال تسلیم بھی کر لئے جائین تو ہمین یہان لغوی معنے سے بحث نہین ہمارا کلام اسمین ہے کہ انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دجال کو جو استعمال فرمایا اوسکے معنے یہان کل قوم پادری ہو سکتے ہین یا نہین۔

حدیث مذکورہ بالا مین مصرح ہے کہ دجال مدینہ شریف کی کسی زمین شور مین اتریگا اور یہ بھی احادیث سے ثابت ہے کہ وہان اوسکا جانا قبل نزول عیسیٰ علیہ السلام ہوگا حالانکہ ہمین یقیناً معلوم ہے کہ کل گروہ پادریان نہ ابتک وہان پہونچا نہ آیندہ کیلئے یہ خیال کیا جاسکتا ہے کہ سب کے سب جمع ہو کر تمام ایشیا اور یورپ کو خالی کر کے اوس زمین پاک مین جا ئین گے پھر مجموع گروہ پادریان لفظ دجال سے کیونکر مراد ہو سکتی ہے۔

پھر اون بزرگوار کا جنکا ذکر حدیث موصوف مین ہے لاکھون آدمیون کے مقابلہ مین جا کر یہ کہنا کہ اشہد انک الدجال کیونکر صحیح ہوگا اسوقت یون کہنا چاہئے اشہد انکم الدجالون یا انکم الدجال۔ اسیطرح اوسکا ساتھیون سے پوچھنا کہ اگر مین اوسکو مار کر زندہ کر دون تو جب بھی تمہین شک باقی رہیگا کیونکر صحیح ہوگا۔ کیا اس جملے کو لاکھون پادری ہمزبان ہو کر ادا کرینگے اور سب ملکر یا تھون ہاتھ اونکو مار ڈالین گے پھر سب ملکر زندہ کرینگے اسیطرح اوس بزرگ کا مخاطبہ (ماکنت اشد بصیرۃ فیک) صیغہ واحد کے ساتھ وغیرہ ان قرائن سے ہر شخص کا وجدان گواہی دیتا ہے کہ انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیش نظر اس ارشاد کے وقت ایک ہی شخص تھا یہ بات دوسری ہے کہ قرائن خارجیہ کے لحاظ سے کسی ضعیف الایمان کی عقل اوسکو تسلیم نہین کرتی ہو جسکی پابندی مرزا صاحب کر رہے ہین ہمارا کلام صرف اوسی نقلی امر مین ہے جو حدیث شریف سے سمجھا جاتا ہے جسپر ایمان لانا ہر ایمان دار کو ضرور ہے۔

[ع۵] کنز العمال جلد ۵ حدیث ۱۶۱۲

الحاصل ان حدیثون پر غور کرنیکے بعد کوئی یہ نہین کہہ سکتا کہ گروہ پادریون کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دجال قرار دیا۔ انکے سوا کئی حدیثین ہین جن سے صاف ظاہر ہے کہ دجال پادریون کا نام نہین چنانچہ منجملہ اونکے چند حدیثون کا مضمون یہان لکھا جاتا ہے۔

یہ کل روایتین کنز العمال جلد ہفتم مین ہین جنکے نمبر حاشیہ پر دیے گئے ہین

(۱) دجال کی مان باپ کو تیس سال تک اولاد نہوگی۔ ۲۰۵۹

(۲) دجال کا باپ دراز قد کم گوشت ہوگا اور اوسکی ناک چونچ سے جیسی ہوگی اور اوسکے مانکے پستان دراز ہونگی

(۳) دجال یہودی ہوگا۔ مرزا صاحب نصاری کے پادریون کو دجال کہتے ہین۔ ۲۰۷۵

(۴) دجال کا حلیہ یہ ہے کہ وہ جوان ہوگا اور اوسکی تشبیہ ایک شخص کے ساتھ دی گئی جو حضرت کے زمانے مین موجود تھا اور صحابہ اوسکو پہچانتے تھے ۲۰۲۵

(۵) اوسکے دونون آنکھون کے درمیان کافر لکھا ہوگا۔ ۲۰۲۸

(۶) اوسکو اولاد نہوگی۔ ۲۰۳۵

(۷) جب وہ سوئیگا تو اوسکی آنکھین بند رہین گے اور دل بیدار۔ ۲۰۵۹

(۸) وہ اصفہان کے بعض دیہات سے نکلیگا۔ ۲۰۲۷

(۹) وہ ایک بڑے لشکر کے ساتھ سیاحت کریگا۔ ۲۰۳

(۱۰) نہر اردن پر دجال کا مسلمانون کے ساتھ مقابلہ ہوگا مسلمان غربی جانب مین ہونگے اور وہ شرقی جانب مین۔ ۲۰۹۹

(۱۱) عیسی علیہ السلام اترتے ہی اوسکو اور اوسکے لشکر کو ہزیمت دینگے اور اوسکو قتل کرینگے اوسوقت ہر چیز یہانتک کہ دیوارین اور جھاڑون کی ٹہنیان مسلمانون کو پکار کر کہین گے کہ کافر یہان چھپا ہوا ہے اسکو مارو ۲۱۰۳

(۱۲) دجال کے زمانہ مین مسلمانون کی غذا تسبیح و تقدیس ہوگی جس سے اونکی بھوک جاتی رہیگی۔ ۲۰۴۱

(۱۳) دجال جبل احد پر چڑھکر مدینہ شریف کو دیکھیگا اور اپنے ساتھیون سے کہیگا کہ سفید محل احمد صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد ہے پھر مدینہ مین جانا چاہیگا مگر جانہ سکیگا اوسوقت مدینہ کو تین زلزلے ہونگے جن سے منافق اور فاسق نکل پڑینگے۔ ۲۱۱۸

انکے سوا اور بہت سے حالات اور خصوصیات دجال کے احادیث مین مذکور ہین جنمین سے چند علامات کو
مرزا صاحب نے ازالۃ الاوہام مین ذکر کرکے بعض کو تو رد ہی کر دیا اور بعضون مین تاویلین کین۔

موضوعیت احادیث

اگرچہ محدثین بھی بعض احادیث کو موضوع اور بعض کو ضعیف ٹھہرایا کرتے ہین لیکن اونکے پاس یہ قاعدہ
مقرر ہے کہ جب تک کسی حدیث کے راویون مین کوئی جھوٹا حدیثین دل سے تراشنے والا ثابت نہو جاے
اوسکی روایت کو ساقط الاعتبار نہین کر سکتے پھر اگر ایسا شخص کسی حدیث کے راویون مین پایا جانیکی وجہ سے
حدیث کو موضوع یا ضعیف ٹھہراتے ہین تو جب بھی یہ کھٹکا اونکو لگا رہتا ہے کہ شاید وہ حدیث موضوع نہو
اسلئے کہ آخر جھوٹا کبھی سچ بھی کہتا ہے اس وجہ سے وہ تلاش کرتے ہین کہ وہ روایت کسی اور طریقہ سے
آئی ہے یا نہین۔

غرض وہ کمال احتیاط سے کام لیتے ہین کیونکہ جو بات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے واقع مین فرمائی ہو اوسکو
لغو کر دینا یا نہ ماننا کمال درجے کی بے ایمانی ہے حق تعالی فرماتا ہے وما آتاکم الرسول فخذوہ وما نہکم عنہ
فانتہوا ترجمہ جو کچھ تمہین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دین اوسکو لو اور جس سے منع کرین اوس سے باز رہو اس
تحقیق و تنقیح سے مقصود یہ کہ واقعی طور پر حضرت کا فرمانا ثابت ہو جائے اس کام کیلئے انہون نے خاص ایک
علم اصول حدیث مدون کیا ہے جسمین تحقیق و تنقیح کے قواعد مقرر ہین۔ اور ایک فن خاص راویان حدیث کی
تحقیق کیلئے مدون کیا ہے جسکو فن رجال کہتے ہین اوسمین راویان حدیث کی سوانح عمری لکھے جاتے ہین
ہر محدث کا فرض ٹھہرایا گیا ہے کہ جس محدث سے ملاقات ہو خواہ وہ اوستاد ہو یا ہم عصر اوسکے حالات کی پوری پوری
تحقیق کرکے اپنے شاگردون اور ملاقاتیون کو اوسپر مطلع کر دین تاکہ آیندہ آنیوالون کو اوسکے پورے احوال
معلوم رہین جس سے اوسکی روایتون کے ضعف و قوت کا اندازہ کر سکین۔ غرض کسی حدیث کے خلاف عقل یا
نقل ہونے سے اوس حدیث کو وہ رد نہین کر سکتے جبتک اوسکا راوی مخدوش و مجروح ثابت نہو کیونکہ جب
نبی کا ارشاد سچے لوگونکی روایت سے ثابت ہو جائے تو مومن کو اوسکا ماننا ضرور ہے اسمین عقل کو دخل ہی کیا
جتنے لوگ کافر ہو گئے اکثر بلکہ کل کو عقل ہی نے تباہ کیا۔

مگر مرزا صاحب نے یہ نیا طریقہ ایجاد کیا ہے کہ جو حدیث اونکے مقصود کے مضر یا مخالف ہو اوسکو صاف باطل

کہدیتے ہین پھر اسپر بھی اکتفا نہین وسکے ماننے والون کو مشرک اور بے دین بھی ٹہیراتے ہین دیکھہ لیجیے جن احادیث مین دجال کے استدراج مثلاً زندہ کرنا پانی برسانا وغیرہ امور مذکور ہین ذکر کرکے صاف لکھہ رہے ہین کہ یہ مشرکون کے اعتقاد ہین۔
اب غور کیجیے یہ سب احادیث حدیثون کی کتابون مین موجود ہین اوران کتابون پر کسکو اعتقاد نہین تمام فقہا انہین کتابون سے استدلال کرتے ہین تمام اولیاء اللہ انہین سے استفادہ کرتے تھے تمام اہل اسلام انہین کتابون کو اپنے دین کی کتابین سمجھتے ہین اگر بقول مرزا صاحب یہ اعتقادات شرک ہین توان کتابون کو شرک سے بھری ہوئی کہنا پڑیگا اور انکے جمع کرنے والون کو مشرک معاذ اللہ۔
ابھی معلوم ہوا کہ دجال کے زندہ کرنیکی حدیث بخاری شریف مین موجود ہے اور کنز العمال سے ظاہر ہے کہ تقریباً کل محدثین نے دجال کے اس قسم کے استدراج کی حدیثین بکثرت روایت کی ہین اول درجہ مین ان حضرات پر الزام شرک کا عاید ہوتا ہے پھر اون کتابون کے معتقدون پر جنمین جمیع اہل سنت وجماعت شریک ہین پھر یہ سلسلہ صرف محدثین ہی پر ختم نہین ہوسکتا ان حدیثون کے کل رواۃ صحابہ تک اس الزام سے بچ نہین سکتے اور بڑے غضب کی یہ بات ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد فرمانا وہ بھی عین خطبہ مین جو خاص احکام الٰہی پہونچانے کیلئے موضوع ہے کسقدر وحشت انگیز ہوگا۔
اس سے بڑہکر سنئے ازالۃ الاوہام کے صفحہ ۳۲۲ مین لکھتے ہین کہ یہ اعتقاد بالکل فاسد اور غلط اور مشرکانہ خیال ہے کہ مسیح مٹی کے پرندے بناکر اور اونمین پھونک مارکر انہین سچ مچ کے جانور بنا دیتا تھا۔ یہ مشرکانہ خیال کس اعتقاد کے نسبت کہہ رہے ہین اوس اعتقاد کے نسبت جو قرآن شریف سے ثابت ہے قال اللہ تعالےٰ واذ تخلق من الطین کھیئۃ الطیر فتنفخ فیھا فتکون طیرًا باذنی ۔ یعنے عیسی علیہ السلام مٹی سے پرندے بناکر انمین پھونکتے تو حق تعالی کے اذن سے وہ پرندے ہوجاتے تھے ۔ اسکے بعد ہمین تقریر کرنیکی کوئی ضرورت نہین اہل ایمان خود سمجھہ سکتے ہین کہ اس سے بڑہکر اور کیا بے باکی ہوگی شعر آن کس کہ ز قرآن و خبر زو نرہی آنست جوابش کہ جوابش نہ دہی ۔ ہمنے مانا کہ مرزا صاحب ان احادیث مین تاویل کرکے اپنے مرضی کے موافق بنا لیتے ہین مگر اسکا کیا جواب ہوگا کہ خود ازالۃ الاوہام صفحہ ۵۴۰ مین تحریر فرماتے ہین کہ النصوص تحمل علی الظواہر

مسلّم ہے یعنے یہ بات مسلّم ہے کہ نصوص کے ظاہری معنے لئے جاتے ہیں۔ اس سے ظاہر ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے ان احادیث کے معنے وہی سمجھے جو مثل روز روشن ظاہر و باہر ہیں اور اوسپر قرینہ قطعیہ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکی تاویل کی طرف کبھی اشارہ فرمایا نہ صحابہ سے کوئی تاویل مروی ہے نہ کسی محدث و فقیہ نے تاویل کی بلکہ جہان اونکا مضمون بیان کیا وہی بیان کیا جو ہر شخص سمجھتا ہے بہرحال تاویل نکرنے والے شروع سے آخر تک بقول مرزا صاحب مشرک ٹھیر رہے ہیں جنکی کوئی دوسری بات بھی قابل اعتبار نہیں رہ سکتی اسلئے کہ مستند اور معتبر تو وہ شخص ہوسکتا ہے جو متدین ہو اور آدمی کو غیر متدین بنانے والی شرکت سے بڑھکر کوئی چیز نہیں ہوسکتی۔

مرزا صاحب نے اس مسئلہ مین اپنی تمام جودت طبع صرف کرکے ایسے ایسے مضامین تحریر فرمائے ہین کہ کسیکو ابتک نہ سوجھے۔ شرک کی وہ ڈانٹ بتائی کہ بھولے بھولے خوش اعتقاد لوگ گھبراکر مرزا صاحب کا کلمہ پڑھنے لگے اور رفتہ رفتہ ایک گروہ بن گیا۔

ابھی آپکو معلوم ہوچکا کہ یہ کوئی نئی بات نہین اسی قسم کا شرک آیہ شریفہ ان الحکم الا للہ سے ثابت کرکے حضرت علی کرم اللہ وجہہ وغیرہ صحابہ رضی اللہ عنہم کے ذمہ لگایا گیا تھا جس نے بہتون کو راہ استقامت سے ہٹاکر زمرہ خوارج واہل ہوا مین شریک کردیا جنکا سلسلہ آجتک ختم نہین ہوا مگر اہل حق اس شرکت مصنوعی کو عین ایمان سمجھکر حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی اتباع سے ایک قدم نہ ہٹے اب بھی اہل ایمان کو چاہئے کہ کمال استقلال سے اپنے قدیم عقیدہ پر ثابت قدم رہین ورنہ وہی خوارج کا حال ہوگا۔

اس موقع مین بھی جب ہم سلف صالح پر نظر ڈالتے ہین تو کل اہل سنت وجماعت بلکہ کل امت مرحومہ کا اتفاق اور صحابہ کا اجماع اس شرکت مصنوعی پر مرزا صاحب کی مخالفانہ توحید کو محل خطر مین ڈال رہا ہے ؎ ترسم کہ صرفہ نبرد روز باز خواست ٭ نان حلال شیخ ز آب حرام ما ٭ اور آیہ شریفہ ویتبع غیر سبیل المؤمنین نولہ ما تولی ونصلہ جہنم وساءت مصیرا اس نئے ایمان کیطرف ایک قدم بڑھنے نہین دیتی اور بے اختیار یہ شعر زبان پر جاری ہوجاتا ہے ؎ ہرچہ گیرد علتی علت شود ٭ کفر گیرد کاملے ملت شود۔

ابھی آپ سن چکے ہین کہ جو لوگ اہل حق کے مخالف ہین اگر وہ قرآن بھی پڑھکر سنانا چاہین تو ہمکو نہ سننا چاہئے اگر اتباع حق منظور ہو تو احادیث نبویہ اور اقوال صحابہ اور سلف صالح کو اپنا مقتدا بنائے اور سیدھے اون کے

پیچھے پیچھے ہی چلیے جب تو امید قوی ہے کہ وہین پہونچوگے جہان وہ حضرات پہونچگئے ہین اور اگر آپنے انکی راہ چہوڑ دی تو یاد رکہئے کہ اونسے تو آپ نہین مل سکتے اور سوائے پریشانی کے کوئی فائدہ نہوگا ان حضرات کا طریقہ چہوڑتے ہی پہلے پہل بہتر راہین آپکے پیش نظر ہو جائینگی جن پر ایک ایک گروہ قران وحدیث لئے ہوے آپکو اپنی اپنی طرف کہینچتا ہوگا پہر مختلف دین وآئین والے دلائل عقلیہ کی تلوارین کہینچکر آپ پر ہجوم کرینگے جس سے دین وایمان کا بچانا مشکل ہوگا اگر آپ اپنے ایمان کی سلامتی چاہتے ہو تو اس فقرہ پر عمل کیجئے جو کسی بڑے تجربہ کار کا قول ہے۔ یک در گیر محکم گیر۔

کلام اوس حدیث شریف مین تھا جو بخاری مین ہے تعلمون انه اعور وان الله ليس باعور سمجھ رکھو کہ دجال اعور ہے اور اللہ اعور نہین۔ مرزا صاحب اسکے یہ معنے بتاتے ہین کہ دجال سے مراد فرقہ پادریان ہے اور انکا اعور ہونا یہ ہے کہ اونکو دین کی عقل نہین صرف ایک آنکھ ہے یعنے عقل معاش ہے اگر اسکے یہی معنے قرار دئے جائین تو اسکا حاصل مطلب یہ ہوگا (یاد رکہو کہ پادریون کو دین کی عقل نہوگی اور اللہ تعالے کو دین کی عقل ہوگی) اسکا مطلب ہمارے سمجھ مین نہین آتا خدا تعالی تو خالق عقل ہے مسلمان تو کیا کافر بھی یہ خیال نہین کرسکتا کہ کسی زمانہ مین خدا تعالی کو دین کی عقل ہوگی یا نہوگی پہر اس اہتمام اور تاکید سے انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانا ان الله ليس باعور کیونکر صحیح ہوگا کیا صحابہ سے کسی نے یہ خیال کیا ہوگا کہ دجال یعنے پادریون کو تو دین کی عقل نہوگی مگر خدا تعالی کو بھی ہوگی یا نہوگی جسکے جواب مین حضرت یہ فرما رہے ہین کہ ضرور ہوگی معاذ اللہ صحابہ کی یہ شان نہین کہ ایسا رکیک خیال کرین۔

پھر اگر دجال سے مراد گروہ پادریان ہو تو وہ گروہ انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مین بھی موجود تھا چنانچہ خود قران شریف مین انکا ذکر ہے اور اونکو دین کی عقل نہونا بھی ثابت ہے کہ باوجودیکہ معجزات اور آیات بینات بچشم خود دیکھتے مگر ایمان نہین لاتے تھے۔

اس زمانے کے بیچارے پادریون نے تو ایک بھی معجزہ نہین دیکھا دراصل اگر اعور کے یہی معنے ہین تو یہ لفظ اعشی کیواسطے زیبا ہے اونکے مقابلہ مین انکو اعشی کہنا چاہئیے۔ اور اوس دجال اعور کے قتل کے واسطے نہ عیسی کی ضرورت تھی نہ مثیل عیسی کی کیونکہ اوس دجال کے وقت مین خود انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بنفس نفیس موجود تھے

اعشی اوس شخص کو کہتے ہین جسکی آنکھ مین مرض اعشا ہو ۱۲

چنانچہ ارشاد فرماتے ہین کہ اگر دجال میرے وقت مین نکلے تو مین خود اوسکا مقابلہ کرلونگا تمہاری ضرورت نہین کما قال علیہ الصلوٰۃ والسلام ان یخرج وانا فیکم فانا حجیجہ دونکم رواہ احمد ومسلم والترمذی وابن ماجہ ہان دجال اربد کے لئے اگر مثیل عیسیٰ کی ضرورت ہو تو وہ دوسری بات ہے مگر ہم نہ اس دجال اربد کو دجال موعود کہہ سکتے ہین نہ اوسکے قاتل کو عیسیٰ موعود یہ دجال وعیسیٰ دونون مانحن فیہ سے خارج ہین ہمارا کلام اوس دجال مین ہے جس سے نوح علیہ السلام سے لیکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک تمام انبیا نے اپنی اپنی امتون کو ڈرایا اور حضرت نے اپنی امت کو اوس سے ڈرا کر اوسکی علامتین بتلادین وہ دجال مرزا صاحب والا دجال ہرگز نہین ہوسکتا ورنہ آن اللہ لیس باعور فرمانا کسی طرح صادق نہین آسکتا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دجال کی علامتین جو بکثرت بیان فرمائین جنمین سے چند اوپر مذکور ہوئین اوس سے مقصود حضرت کا صاف ظاہر ہے کہ صرف خیر خواہی امت ہے تاکہ علامتین اپنے دشمن کی معلوم کر رکھین اور موقع پر اوسکو پہچان کر اوسکے شر سے بچین مگر مرزا صاحب کو یہ خیر خواہی منظور نہوی بالفرض اگر مرزا صاحب کی چل جاے اور پادریون ہی کو دجال سمجھ بیٹھین اور دجال اعور وقت مقررہ پر نکل آئے اور ضرور نکلیگا تو اوسوقت یہ اوس سے خالی الذہن رہین گے اور جو مقصود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اوسکی علامات بیان فرمانے سے تھا وہ تو خدا نخواستہ فوت ہو جائیگا معلوم نہین اس سے مرزا صاحب کا کیا فائدہ ہوگا اور حضرت کو کیا جواب دینگے۔

ازالۃ الاوہام اور مناظرہ مولوی محمد بشیر صاحب سہسوانی سے معلوم ہوتا ہے کہ مرزا صاحب بھی بخاری شریف کو اصح الکتب سمجھتے ہین۔ پھر اوسکی روایات مذکورۂ بالا سے ظاہر ہے کہ دجال الوہیت کا دعویٰ کریگا اور مردہ کو زندہ کرکے اوسکی تصدیق بھی کر دکھائیگا تو اب مرزا صاحب کا پادریون کو دجال قرار دینا بے موقع ہے اسلئے کہ بیچارے پادریون مین تو سوا معمولی باتون کے ایک بھی بات ایسی پائی نہین جاتی جس سے کوئی جاہل سے جاہل بھی اونکی خدائی کا خیال کرے ان سے بچانیکے لئے تو ایک ہی عام حکم کافی ہے قولہ تعالیٰ یایہا الذین امنوا لاتتخذوا الیہود والنصاریٰ اولیاء بعضہم اولیاء بعض ومن یتولہم منکم فانہ منہم یعنے جو کسی یہودی یا نصرانی کو دوست رکھیگا وہ بھی انہین مین ہے اسلیے جیسے پادریون کو کوئی جاہل مسلمان بھی دوست نہین رکھتا اور جو دل سے دوستی رکھتا ہے وہ کرستان ہوہی جاتا ہے یہین پادریون کا

کیا قصور جن پر طمع دنیوی غالب ہوتی ہے ہمیشہ اونکے دین و ایمان کی یہی کیفیت رہی ہے دجال عور
اصطلاحی مرزا صاحب خود طمع دنیوی اور پیٹ کے دہندہین گرفتار تھا چنانچہ اوسکا انجیل مین تحریف کرنا اسی
غرض سے تھا کہ کچھ پیسے مل جاوین قال اللہ تعالیٰ فویل للذین یکتبون الکتاب بایدیھم ثم یقولون ھذا
من عند اللہ لیشتروا بہ ثمنا قلیلا اور دجال ارمد بھی اسی آفت مین پہنسا ہوا ہے
اسکو دعویٰ الوہیت سے کیا سروکار وہ بیچارہ تو سر راہ پٹا کرتا ہے اور اپنی مظلومی کو باعث فخر سمجھتا ہے
قتل کرکے زندہ کرنا تو درکنار گورنمنٹ کے خوف سے کسی کو قتل کی تہدید بھی نہین کرسکتا۔
مرزا صاحب ہندوستان کے پادریون کے فتنے جس قدر بیان کرتے ہین سب واقعی ہین مگر ایسے فتنہ تو ہمیشہ
اس امت مین ہوتے ہی رہے ہین شروع سے دیکھئے کیا یزید کا فتنہ کم تھا اوسکے بعد حجاج کا فتنہ جس سے
صحابہ اور تابعین الحذر کرتے تھے علیٰ ہذا القیاس قرامطہ و چنگیز خان ہلاکو وغیرہ کے فتنے عرب عجم افریقیہ وغیرہ
بلاد اسلام مین ہوتے ہی رہے ہین پادریون کا فتنہ ہندوستان مین ان فتنون کے پاسنگ مین نہین انکا اثر تو
انہین لوگون پر ہوتا ہے جو ضعیف الایمان اور طمع دنیوی مین گرفتار ہین۔
پھر مرزا صاحب جو ہندوستان کے پادریون کو دجال قرار دیتے ہین اونکو پہلے یہ ثابت کرنا چاہئیے کہ دجال کا
فتنہ ہندوستان کے ساتھ خاص ہے اور ممکن نہین کہ کسی حدیث سے یہ ثابت ہوسکے کہ دجال ہندوستان مین
نکلیگا برخلاف اسکے احادیث مذکورہ بالا سے ثابت ہے کہ وہ اصفہان کے دیہات سے نکلیگا اور حرمین شریفین
و شام مین پہونچیگا حالانکہ پادریون کا ان دونون جگہہ گذر ہی نہین ان تصریحات کے بعد ہندوستان والے
پادریون کو دجال سمجھنا ہرگز صحیح نہین ہوسکتا۔
مرزا صاحب کو دجال کی تلاش کرنیکی ضرورت اسوجہ سے ہوی کہ عیسویت اور مہدویت کا دعویٰ بغیر اوسکے
صحیح نہین ہوسکتا کیونکہ احادیث سے ثابت ہے کہ ان تینون کے ظہور کا زمانہ بہت ہی قریب ہے
مرزا صاحب نے اس موقع مین کمال فراست سے کام لیکر ان تینون کا اتفاق پبلک کے سامنے پیش کردیا کہ خود تو
مہدی اور عیسیٰ ہین اور پادری دجال۔ انکے پہلے جن لوگون نے مہدویت کا دعویٰ کیا تھا اونہین یہ سکتہ نہیں سوجھا
انہون نے صرف یہ خیال کرلیا تھا کہ دعویٰ مہدویت کے زمانہ مین نہ عیسیٰ علیہ السلام کی ضرورت ہے نہ دجال کی

کیونکہ احادیث سے ثابت ہے کہ امام مہدی علیہ السلام نصاریٰ کے ساتھ پہلے جنگ کرینگے اوسکے بعد دجال نکلیگا اوسوقت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے اترینگے انہون نے سونچ رکھا تھا کہ دجال او عیسیٰ کی خبر اگر پوچھی جائیگی تو کہدیا جائیگا کہ وہ بھی ابھی آتے ہین مرزا صاحب نے اس سوال و جواب کی بھی ضرورت باقی نہ رکھی کیونکہ جب دجال مہدی عیسیٰ اکھٹے ہوگئے تو اب کونسی حالت منتظرہ ہے جسکے پوچھنے کی ضرورت ہو غرض یہ سیدھے سادے مسلمان اون لوگون کے دعوون کو بھی قبول کرتے رہے اور لاکھون کا مجمع اون کے ساتھ ہوگیا اب بھی وہی کیفیت ہے۔

اصل وجہ اسکی یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قیامت کی بہت سی علامتین ذکر فرماکر آخری علامتوںمین یہ فرمادیا تھا کہ مہدی نکلینگے اور اسلام کی تائید مین نصاریٰ سے سخت جنگ کرکے فتح پائینگے اور پھر دجال نکلیگا اور اسکو عیسیٰ علیہ السلام قتل کرینگے۔ چونکہ ہر مسلمان کا کامل اعتقاد ہے کہ حضرت کی جمیع پیشینگوئیان بالاطلاع وحی الٰہی تھین جیسا کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے وما ینطق عن الھویٰ ان ھو الا وحی یوحیٰ اسلئے جب ہم کوئی تغیر اور نئی بات دیکھتے فوراً قیامت اونکے پیش نظر ہوجاتی اسکا انتظار صحابہ ہی کے زمانہ سے شروع ہوگیا تھا چنانچہ ابن صیاد یہودی سے جب بعض خوارق عادات صادر ہونے لگے تو بعض صحابہ کو گمان ہوگیا تھا کہ یہی دجال ہو چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اوسکے قتل کا ارادہ مصمم کرلیا تھا مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انکو روک دیا کہ اگر یہ وہی دجال موعود ہے تو اوسکو تم قتل نہین کرسکتے اوسکا قتل عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ پر مقدر ہے اور اگر وہ نہین ہے تو اسکا قتل بیجا ہے۔

یہان یہ خلجان ہوتا ہے کہ دجال کا واقعہ تو قیامت کے قریب ہونیوالا ہے جیسا کہ صحیح صحیح احادیث سے ثابت ہے تو عمر رضی اللہ عنہ نے اوسی زمانہ مین اسکو دجال کیون سمجھا اسکا جواب یہ ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے مزاج مین نہایت حزم و احتیاط تھی جسکا حال اونکی سوانح عمری سے ظاہر ہے چنانچہ مشہور ہے کہ شجرہ بیعت رضوان باوجودیکہ متبرک مانا جاتا تھا اور لوگ دور دور سے اوسکی زیارت کو جاتے تھے مگر انہون نے اس احتیاط کے لحاظ سے کہ کہین پرستش شروع نہوجاسے اوسکو کٹوا ڈالا۔ غرض جب آپنے دیکھا کہ ابن صیاد یہودی بھی ہے اور خوارق عادات بھی کچھ کچھ اوس سے صادر ہورہے ہین اور دجال مین بھی باتین ہونگی

اسکے سوا اوسکے اور بہت سے واقعات ہین جن سے صحابہ کو اوسکے دجال ہونیکا خیال پیدا ہو گیا تھا چنانچہ ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کہتے ہین کہ ابن صیاد کے دجال ہونے پر دس قسمین کہانا بہتر سمجھتا ہون اس سے کہ اوسکے دجال نہونے پر ایک قسم کہاؤن یعنے دس حصہ گمان ہے کہ وہی دجال ہوگا۔

ص ۳۰۰۳ کنز العمال جلد ۷

پھر موت مین بھی اوسکے اختلاف ہے بعض روایات سے اوسکا مرنا معلوم ہوتا ہے مگر سنن ابی داؤد مین یہ روایت ہے کہ جابرؓ کہتے ہین کہ جس زمانہ مین یزید کا لشکر مدینہ طیبہ پر آیا تھا ابن صیاد گم ہوگیا

الحاصل جب منظور الہی تھا کہ علی التعین قیام قیامت کا زمانہ کسی کو معلوم نہو اور اوسکو دور بھی نہ سمجھین جیسا کہ قرآن شریف سے ظاہر ہے تو حکمت بالغہ مقتضی ہوئی کہ حضرتؐ ہی کے زمانہ مین ایک ایسا شخص پیدا ہو کہ اوسکے دجال ہونیکا گمان تمام مسلمانون کو ہوجاے اور اوسکے ظہور سے خائف و ترسان رہکر اپنے ایمان کے استحکام کی فکر مین لگے رہین اور خداے تعالے سے پناہ مانگا کرین کہ الہی اوسکے فتنہ سے ہمین بچائیو اسی وجہ سے ہمارے خیر خواہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمین تعلیم فرمادی کہ ہر نماز کے آخر مین یہ دعا کیا کرین واعوذ بک من شر فتنۃ المسیح الدجال۔

آپ حضرات اس تقریر سے سمجھ گئے ہون گے کہ اوس زمانہ مین نہ ابن صیاد کوئی ایسا شخص تھا کہ اوسکے ذات سے کچھ خوف ہو نہ اوسکے دجال سمجھنے سے یہ خیال کیا گیا کہ اوس حالت موجودہ کے لحاظ سے وہ قابل خوف تھا چنانچہ مسلم شریف مین یہ روایت موجود ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے اوسکو ایک لکڑی ایسی ماری کہ اوسکے جسم پر ٹوٹ گئی حالانکہ وہ بھی قسم کہا کرتے تھے کہ مسیح الدجال یہی ابن صیاد ہے جیسا کہ ازالۃ الاوہام مین لکہا ہے البتہ خوف اوسکے اوس فتنہ کا تہا جو قیامت کے قریب ہونیوالا ہے جسکے انسداد کی غرض سے عمر رضی اللہ عنہ نے اوسکو قتل کرنا چاہا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فان یکن الذی تخاف لن تستطیع قتلہ رواہ مسلم یعنے اگر یہ وہی دجال ہے جس سے تمہین خوف ہے تو تم اوسکو قتل نہین کرسکتے بلکہ عیسیٰ ابن مریم اوسکو قتل کرینگے رواہ احمد بن حنبل۔

ص ۲۱۲۳ کنز العمال جلد ۷

اصل واقعات ابن صیاد کے یہ تھے جو مذکور ہوے مرزا صاحب کو چونکہ عیسویت جتانے کی غرض سے دجال کی بہت تلاش تھی کمال پریشانی مین لفظ دجال ابن صیاد کے نسبت جو مل گیا بیخود ہو گئے کہ [illegible]

دجال کو مار لیا چنانچہ فرماتے ہین کہ دجال معہود حضرت ہی کے زمانہ مین مرگیا اس پاز خود رفتہ ہین کبھی تو تمام
اہل سنت وجماعت پر بلکہ تمام اہل اسلام پر حملہ کر رہے ہین کہ یہ سب مشرک ہین کہ دجال موعود کو خدا کا شریک
بنا رہے ہین کبھی اکابر علماے امت پر وار ہے کہ ان ملاؤن نے دجال کو ہوا بنا رکھا ہے کبھی اکابر محدثین کی
طعن ہے کہ اونکی ایک کتاب بھی خواہ بخاری ہو یا مسلم قابل اعتبار نہین چنانچہ لکھتے ہین کہ دجال کے آخر
زمانہ مین نکلنے کی حدیثین بخاری ومسلم وغیرہ مین ہین اور ابن صیاد کے دجال ہونیکی روایتین بھی انہین مین
ہین اسلئے اذا تعارضا تساقطا پر عمل کرکے دونون قسم کی حدیثون کو ساقط الاعتبار کرنا چاہیے اور دجال کے
استدلال مین جو احادیث صحاح مین وارد ہین نقل کرکے لکھتے ہین (سوچنا چاہیے کتنا بڑا شرک ہی کہہ انتہا ہی
ہے) ہمارا اہل سنت وجماعت کا اتفاق اور اجماع ہے کہ اصح الکتب بعد کتاب اللہ بخاری ہے اور خود مرزا صاحب
بھی اپنے استدلال کے موقع مین یہ فقرہ پیش کیا کرتے ہین اور بقیہ کتب صحاح کے نسبت اجماع ہے کہ انمین کوئی
حدیث موضوع نہین مگر مرزا صاحب فرماتے ہین کہ وہ حدیثین ساقط الاعتبار ہین سخت حیرت کا مقام ہے
ابن صیاد کو دجال سمجھنے اور قیامت کے قریب خروج دجال مین مرزا صاحب تعارض قرار دیکر کل حدیث
کی کتابون کو جو بے اعتبار بنا رہے ہین معلوم نہین یہ کس بنا پر ہے تعارض تو جب ہوتا ہے کہ صحابہ اسکی
تصریح بھی کر دیتے کہ دجال نکل چکا اور اب وہ قیامت تک نہ نکلیگا حالانکہ یہ تصریح کسی کتاب مین نہین
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو فرمایا کہ ان یکن الذی تخاف لن تستطیع قتلہ انما صاحبہ عیسی ابن مریم
اس سے ظاہر ہے کہ اوسکا خوف عمرؓ کو اوسکی حالت موجودہ کے لحاظ سے نہ تھا بلکہ اوسکے اوس فتنہ کے لحاظ سے
تھا جسکو بارہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سن چکے تھے ورنہ کسکو خبر تھی کہ دجال کس بلا کا نام ہے اوسکا
نام تو ابن صیاد مشہور تھا پھر اوس سے کوئی فتنہ بھی ایسا ظہور مین نہین آیا جو دجال کے ساتھ مخصوص ہے
چنانچہ خود مرزا صاحب ازالۃ الاوہام مین لکھتے ہین (ابن صیاد کوئی ایسا کام بھی نہین دکھا یا جو دجال
معہود کے نشانیون مین سے سمجھا جاسکے) اگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ اوسکو دجال معہود سمجھتے تو صحابہ ضرور
تخطیہ کرتے کہ اوسکا خروج تو قیامت کے قریب ہوگا پہلے بیت المقدس فتح ہوگا اوسکے ساتھ مدینہ منورہ
کی ویرانی اوسکے بعد جنگ عظیم ہوگا اور امام مہدی نکلین گے اور وہ شہر فتح ہوگا جسکا ایک جانب

کنز العمال جلد ۷ ۲۰۴۴

اپنے اقتضاے طبع کے مطابق حفظ ماتقدم اور حزم کے لحاظ سے چاہا کہ ابتدا ہی مین اس شجرہ خبیثہ کی بیخ کنی کر دیجائے۔

یہان ایک اور شبہ پیدا ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یقینی طور پر کیون نہین فرما دیا کہ وہ دجال ہے یا نہین۔ اسکا جواب یہ ہے کہ حق تعالی کو منظور ہے کہ قیامت کا وقت مبہم رہے اور یہی معلوم نہو کہ وہ بہت دور ہے تاکہ مسلمانون کا ہر وقت خیال لگا رہے کہ شاید وہ ابھی قایم ہوجاے جسکی وجہ سے عمل خیر مین ساعی رہین ارشاد ہوتا ہے ویسئلونك عن الساعة ایان مرسها قل انما علمها عند ربی لا یجلیها لوقتها الا ھو ثقلت فی السموات والارض لا تاتیکم الا بغتة یسالونك کانك حفی عنها قل انما علمها عند اللہ۔ ترجمہ آپ سے پوچھتے ہین کہ قیامت کا کب ٹھہراو ہے کہئے اوس کی خبر تو میرے رب ہی کے پاس ہے وہی کھول دیگا اوسکو اپنے وقت بھاری ہے وہ آسمان اور زمین مین وہ تم پر آویگی تو یکایک آویگی۔ ایسے پوچھنے لگتے ہین گویا آپ اوسکے تلاشی ہو تو آپ کہئے کہ اوسکا علم خاص اللہ کے پاس ہے۔

اور یہ بھی ارشاد ہے ویقولون متی ھو قل عسی ان یکون قریبا۔ یعنے لوگ پوچھتے ہین کہ قیامت کب ہے آپ کہئے کہ شاید وہ قریب ہی ہو اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی اکثر فرمایا کرتے کہ مین قیامت کے قریب مبعوث ہوا ہون۔

غرض ان آیات واحادیث سے قیامت ہر وقت صحابہ کے پیش نظر رہتی تھی اور اپنی عادت کے مطابق قریب کے معنے سمجھتے تھے یہ کیا معلوم کہ اللہ تعالے کے پاس قریب کس مقدار کے زمانہ کا نام ہے وہان تو ایک دن ہزار برس کا ہے کما قال تعالے وان یوما عند ربك کالف سنة مما تعدون یعنے ایک دن تمہارے رب کے پاس اون ہزار سال کے برابر ہے جو تم شمار کرتے ہو۔ اس حساب سے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے اب تک ڈیڑھ دن بھی نہین گذرا اگر اوس زمانہ مین کہا جاتا کہ قیامت کل ہے تو بھی دو ہزار سال تک کسی کو پوچھنے کا حق نہ تھا اور فرداے قیامت اوسپر برابر صادق آسکتا۔

غرض مصلحت الہی اسیکو مقتضی ہے کہ قیامت کا حال پوشیدہ رہے اور لوگ اوسکو قریب سمجھتے رہین

چونکہ انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اعلیٰ درجہ کے مرضی شناس حق تعالےٰ کے تھے اسوجہ سے ابن صیاد کے دجال موعود ہونیکی نہ اپنے تصدیق کی نہ انکار فرمایا بلکہ ایک ایسا مجمل کلام فرمادیا کہ مقصود فوت نہو یعنے ارشاد ہوا کہ اگر یہ وہی دجال ہے تو تم اوسکو مار نہ سکوگے اور اگر نہین ہے تو اسکا قتل بیجا ہے۔

ذکر ابن صیاد

اب ابن صیاد کا بھی تہوڑا حال سنئے کہ کیسا پہلودار ہے جامع ترمذی مین ابوبکرہؓ سے روایت ہے کہ انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تہا کہ دجال کی مان باپ کو تیس برس تک بچہ نہوگا اور اوسکے بعد ایک لڑکا ہوگا ایک چشمی جسکا ضرر زیادہ ہوگا اور نفع کم اوسکے سونے کی یہ کیفیت ہوگی کہ آنکھون مین تو نیند رہیگی اور دل ہوشیار اور باپ اوسکا بہت بلند قد کم گوشت اوسکی ناک چونچ کے جیسی ہوگی اور اوسکی ما موٹی دراز پستان ہوگی ابوبکرہؓ کہتے ہین کہ اوسکے بعد ایک لڑکے کی شہرت ہوئی کہ مجاب روزگا ہے ہے مین اور زبیر ابن العوام رضی اللہ عنہ اوسکے گہر گئے دیکہا کہ ایک مرد اور اوسکی عورت کا وہی حلیہ ہے جو انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا تہا ہمنے اونسے پوچہا کہ تمہین کوئی لڑکا بھی ہے انہون نے کہا کہ تیس برس کے بعد ہمین ایک لڑکا پیدا ہوا جو ایک چشمی ہے اوس سے نقصان بہت ہے اور نفع کم سوتا ہے تو انکھین بند رہتی ہین اور دل ہوشیار۔ ہم اونکے پاس سے جب نکلے تو وہ دہوپ مین کچھ اوڑہا ہوا پڑا گنگنا رہا ہے ہماری آہٹ سنکر پوچہا کہ تم کیا کہہ رہے تھے ہمنے کہا کہ کیا تو نے سنا کہا ہان میری آنکھین سوتی ہین اور دل جاگتا ہے۔ مسلم شریف مین ہے کہ ابوسعید خدریؓ کہتے ہین کہ ایکبار سفر حج مین میرا اور اوسکا ساتھ ہوا اوسنے بہت سے باتین کہین کہ صحابہ مجھے دجال سمجھتے ہین حالانکہ دجال چنین وچنان ہے اور وہ باتین مجھمین نہین ہین اسکی باتین میرے دل مین اثر کر رہی تھین کہ کسینے پوچہا کہ اگر تو ہی دجال ہو تو تجھے اچہا معلوم ہوگا یا نہین کہا اگر وہ خدمت پیش کیجاے تو مین اوسکو مکروہ نہ سمجھونگا اور پھر اوسنے کہا کہ خدا کی قسم دجال کی پیدایش کی جگہہ اور اوسکا مقام مین جانتا ہون اور یہ بھی جانتا ہون کہ اب وہ کہان ہے۔ ابوسعید خدریؓ کہتے ہین کہ یہ باتین سنکر مجھے پھر اشتباہ ہوگیا انتہی ملخصاً۔

ص ۳۰۰۵ کنز العمال

ابن عمرؓ کہتے ہین کہ ابن صیاد مدینہ شریف کے کسی راستہ مین مجھسے ملا اتنا پہولا کہ راستہ بہر لیا مینے اوسکو دہتکار کر کہا کہ تیری کچھہ قدر نہین یہ کہتے ہی وہ سمٹ گیا اور مین راستہ پاکر چلا گیا انتہی ملخصاً۔

حج کے جانے والے کو حاجی صاحب اور لڑکون کو مولوی صاحب کہتے ہین حالانکہ ہنوز وہ ان الفاظ
کے معنے کے مستحق نہین ہوتے۔

الحاصل ابن صیاد کو قبل دجال ہونیکے دجال کہنا بھی اسی قسم کا ہے اب دیکھئے کہ ان احادیث مین تعارض کہان رہا
دونون کا مطلب یہی ہوا کہ دجال موعود آخری زمانہ مین نکلیگا۔ البتہ حضرت عمرؓ کے جزم کرنے سے اتنا معلوم
ہوا کہ وہ پیدا ہوچکا ہے اور اپنے ظہور موعود کے وقت تک زندہ رہیگا اور یہ کوئی غیر ممکن بات نہین ہزار
سال کی عمر نوح علیہ السلام کی نص قطعی سے ثابت ہے پھر اگر اوس سے زیادہ کسی کو خدا تعالےٰ زندہ رکھے تو کیا
تعجب ہے۔

یہان حضرت عمرؓ کا قسم کہانا ابن صیاد کے دجال ہونے پر قابل غور ہے پہلے یہ دیکھنا چاہئے کہ حضرت عمرؓ کو
اوسکے دجال ہونیکا علم کس قسم کا تھا یہ تو ظاہر ہے کہ اوسکا دجال ہونا نہ اولیاتؑ سے ہے نہ فطریاتؑ سے
نہ مشاہداتؑ نہ وجدیاتؑ سے نہ تجربیات و وہمیات محسوسہ وحدسیاتؑ سے اور نہ متواترات سے
اسلئے کہ اوس وقت تک کسی کو خبر نہ تھی کہ وہ دجال ہے رہا یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے انہون نے
سنا ہوگا سو یہ ممکن نہین اسلئے کہ خود حضرت نے اوسکی تصدیق نہین کی بہر حال یہ تسلیم کرنا ہوگا کہ اوسکے دجال
ہونیکا علم عمرؓ کو یقینی نہ تھا یقینیات کے کسی قسم مین وہ داخل نہین ہوسکتا بوجہ مذکور ہوے۔ البتہ قرائن خارجیہ
کے لحاظ سے اوسکا ظن ہوگیا ہو تو ممکن ہے۔

مرزا صاحب کے اصول پر حضرت عمرؓ کا قسم کہانا کبھی ثابت نہین ہوسکتا کیونکہ ایسے جلیل القدر صحابی ایسی بات پر
قسم کہائین جسکا ثبوت نہ شرعاً ہو نہ عقلاً ہرگز قرین قیاس نہین ہوسکتا مگر چونکہ یہ روایت معتبر کتابون مین ہے
اسلئے ہمین ضرور ہے کہ حتی الوسع اوسکے مناسب توجیہ کرین۔ بات یہ ہے کہ عرب کا دستور تھا اور
اب تک ہے کہ محتملات و مظنونات پر بھی قسم کہالیا کرتے ہین اس قسم کی قسم کو ہم لغو کہتے ہین جسکے خلاف واقع
ہونے پر کوئی مواخذہ نہین چنانچہ حق تعالیٰ فرماتا ہے لا یواخذکم اللہ باللغو فی ایمانکم تفسیر در منثور مین ہے کہ ایکبار
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو صحابہ تیر اندازی کر رہے تھے ایک شخص نے کہا اصبت واللہ یعنے بخدا
نشانہ پر مارا اور وہ خلاف واقع تھا کسی نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ شخص حانث ہوگیا حضرت نے فرمایا یہ یمین

ع اولیات جنکے وہ قضایا ہوتے جنکے طرفین کو تصور کرتے ہی عقل انکی تصدیق کا جزم کرے جیسے الواحد نصف الاثنین ۱۲

ع فطریات وہ قضایا ہین جنکا جزم ایسے واسطے کے طرف محتاج ہو جو ذہن سے غائب نہ ہو مثلاً الاربعۃ زوج بسبب واسطہ انقسام متساویین

س جیسے الشمس مشرقۃ ۱۲

ع جیسے ان لنا جوعا وعطشا

ع نور القمر مستفاد من نور الشمس

لغو ہے اسمین کفارہ نہین اور ابن عباس اور ابو ہریرہ اور ابراہیم رضی اللہ عنہم یمین لغو کی تفسیر یہ کرتے ہین کہ
آدمی جس چیز پر قسم کہاتا ہو اوسکے سچہ ہونیکا گمان کرے اگرچہ درحقیقت وہ سچہ نہوا تہی ملخصاً۔
الحاصل جب یہ بات یقیناً ثابت ہوگئی کہ ابن صیاد کے دجال ہونے پر حضرت عمرؓ کا قسم کہانا ممکن نہین کہ یقین پر
مبنی ہو جیسا کہ ابہی معلوم ہوا تو ضرور ہوا کہ وہ یمین لغو شمار کیجاے کیونکہ اوسکی تعریف بہی اس یمین پر صادق
آرہی ہے اور صحابہ کے اقوال سے ثابت ہوا کہ ایسی قسم خلاف واقع پر بہی ہوا کرتی ہے تو اس سے ثابت
ہوا کہ اوسکا دجال ہونا خود حضرت عمرؓ کی قسم ہی سے مشکوک ہوگیا۔

حدیث تمیم داری درباب دجال

اب ہم ایک دلیل مستند پیش کرتے ہین جس سے اوسکا دجال نہونا ثابت ہوجاے وہ یہ روایت ہے
جو صحیح مسلم مین ہے کہ ایک روز انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ طیبہ مین اعلان دیا کہ سب حاضر ہون اسکے
بعد حضرت نہایت خوش تبسم فرماتے ہوے منبر پر تشریف رکہے اور فرمایا کہ تم جانتے ہو کہ مین تمہین کس لئے جمع کیا
اسوقت کوئی ترغیب و ترہیب کا مقصود نہین بلکہ یہ بیان کرنا مقصود ہے کہ تمیم داری جو ایک نصرانی شخص تہے
اسلام لاے اور ایک واقعہ ایسا بیان کیا کہ مینے جو تمہین دجال کی خبر دی تہی اوس سے اوسکی تصدیق ہوتی ہے
وہ کہتے ہین کہ ہماری کشتی شدت ہوا کی وجہ سے کسی کنارے پر جالگی جب ہم اوس جزیرے مین گئے تو
ایک عجیب شخص سے ملاقات ہوئی ہمنے تو اوسکو شیطان ہی سمجہا تہا مگر اوسنے چند باتین پوچہین جسکا ہمنے
جواب دیا منجملہ اوسکے ایک بات یہ تہی کہ نبی امیین کی کیا حالت ہے ہمنے کہا وہ مکہ سے نکلکر یثرب مین ٹہرے
ہین کہا عربنے اون سے جنگ کیا ہمنے کہا ہان کہا پہر کیا ہوا ہمنے کہا قریب قریب کے لوگون نے اونکی اطاعت
کرلی ہے پوچہا ایسا ہوا ہے ہمنے کہا ہان کہا اونکی اطاعت اون لوگون کے حق مین بہتر ہے پہر کہا مین تم سے
اپنا حال کہتا ہون کہ مین مسیح دجال ہون قریب ہے کہ مجہے نکلنے کی اجازت مل جاے مین تمام زمین مین پہرونگا مگر مکہ اور
طیبہ مین نہ جاسکونگا حضرت نے فرمایا یہی طیبہ ہے یہی طیبہ ہے یعنے مدینہ۔ پہر حضرت نے فرمایا تمہین
معلوم ہے کہ پیشتر ہی مین تم سے یہ کہہ چکا ہون لوگون نے عرض کیا درست ہے فرمایا تمیم داری کا یہ واقعہ
مجہے بہت اچہا معلوم ہوا کہ جو مینے تم سے کہا تہا اوسکے موافق ہے پہر فرمایا یہ طیبہ ہے اور یہی جال ہو انتہی ملخصاً
اب دیکہئے کہ جب انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تمیم داری رضی اللہ عنہ کی خبر کی تصدیق کی اور عمرؓ کے

حدیث ۱۲۲۲۱ کنز العمال جلد ۷

سمندر مین ہے اور ایک جانب خشکی مین اور سب غنیمت کی تقسیم مین مصروف ہون گے کہ ایکبارگی ایک شخص دوڑتا ہوا آکر پکاریگا کہ دجال نکلا اور ان سب علامتون کے پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسری علامتین بکثرت بیان فرمائی ہین جنمین چند یہ ہین کہ لوگ اونچے اونچے مکان بنائین گے اور علم بالکل مفقود ہوجائیگا زنا اور لواطت اور شراب خواری علانیہ اور کثرت سے ہوگی زلزلے بہت ہون گے ترک وکرمان وعجم کے ساتھ جنگ ہوگا تقریباً تیس جھوٹے پیدا ہون گے جو رسالت کا دعوی کرینگے انکے سوا اور بہت سی علامتین ہین جو خروج دجال سے پہلے ظہور مین آئینگے۔ الغرض اوسکو دجال کہنے سے مراد عمر رض کی اگر یہ ہوتی کہ ظہور ابن صیاد کا خروج دجال موعود ہے تو دوسرے صحابہ صاف کہدیتے حضرت ہی کی زبان مبارک سے ہمنے دجال کا نام سنا ہے اور اوسکے خروج کا وقت حضرت ہی نے بیان فرمادیا ہے کہ ان تمام امور کے ظہور کے بعد ہوگا پھر سب سے پہلے وہ کیونکر نکل آیا۔ بلکہ حضرت خود فرمادیتے کہ مین اوسکا وقت خروج ان علامات کے بعد بتلا رہا ہون اور تم اوسکو ابھی سے نکال رہے ہو غرض اس سے ظاہر ہے کہ اوسکو دجال کہنا مجازاً تھا حقیقةً نہ تھا

۲۱۱۴ کنز العمال

جابر رض جو قسم کہا کر کہتے ہین کہ ابن صیاد ہی دجال ہے یہ بھی روایت کر رہے ہین کہ دجال نکلنے کے بعد عیسی علیہ السلام اترینگے لوگ ان سے کہینگے کہ اے روح اللہ امامت کیجئے وہ کہینگے کہ تمہارا ہی امام نماز پڑھا دے چنانچہ نماز کے بعد آگے بڑھکر دجال کو قتل کرینگے اس سے صاف ظاہر ہے کہ ابن صیاد کو آئندہ کے لحاظ سے دجال کہا گیا جسکے نکلنے کا وقت قریب قیامت ہے۔

۱۶۱۰ / ۲۱۴ کنز العمال جلد ۷

جابر رض سے یہ بھی روایت ہے کہ دجال کے پہلے تیس جھوٹے نکلین گے سب کے آخر مین دجال نکلیگا اور اوسکا فتنہ سب سے بڑا ہوگا اگر وہ ابن صیاد کو دجال موعود سمجھتے تو ان حدیثون کو روایت نہ کرتے ورنہ محل اعتراض تھا کہ اجتماع ضدین کیسا اس سے معلوم ہوا کہ اونکو ظن غالب تھا کہ یہی ابن صیاد خروج کریگا جسکو عیسی علیہ السلام قتل کرینگے۔

۲۱۱۶ کنز العمال جلد ۷

اور نیز عبد اللہ بن عمر جو قسم کہا کرتے ہین کہ مجھے ابن صیاد کے دجال ہونے مین شک نہین اس حدیث کو روایت کرتے ہین کہ دجال مدینہ منورہ کی زمین شور مین آئیگا اور آخر مین مارا جائیگا اس سے ظاہر ہے کہ اوسکو ابھی حالت مین یہ نہین سمجھتے تھے کہ وہ موعود ہی ہے اور فتنہ اوسکا وقوع مین آچکا۔

۲۱۰۴

اور نیز جابرؓ باوجودیکہ ابن صیاد کے دجال ہونے پر قسم کہاتے ہین یہ روایت کرتے ہین کہ دجال کی پیشانی پر
ک ف ر لکہا ہوگا حالانکہ خود انہون نے دیکہا تہا کہ ابن صیاد کی پیشانی پر کچہہ بہی نہ تہا جیسا کہ ازالۃ الاوہام
مین ہے اس سے ظاہر ہے کہ وہ سمجہتے تہے کہ اسمین ان علامات کے ظہور کا وقت دوسرا ہے ورنہ بجاے
اسکے کہ اوسکے دجال ہونے پر وہ قسمین کہاتین دجال نہونے پر قسمین کہاتے۔

ان روایات سے ظاہر ہے کہ صحابہ کے پاس ابن صیاد کے دجال ہونیکا یہ مطلب نہ تہا کہ اوسکا نزدج
موعود ہوچکا بلکہ وہ یہ سمجہتے تہے کہ اوسکا فتنہ اور سب علامات اسیوقت ظہور مین آئینگے جب دوبارا وقت
معین پر نکلیگا الغرض حضرت عمرؓ کا ابن صیاد کے دجال ہونے پر قسم کہانا اس بات پر دلیل نہین کہ دجال
مرگیا اور نہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سکوت اس امر پر دلیل ہوسکتا ہے کہ دجال کے فتنہ موعودہ بین شک تہا
بلکہ اسبات پر دلالت کرتا ہے کہ جس دجال کو عیسی علیہ السلام قتل کرینگے وہ یہی شخص ہے یا اور کوئی۔

مرزا صاحب جو تمام صحاح کو ساقط الاعتبار بنا رہے ہین اوسکا منشا صرف یہی ہے کہ دو چار صحابیون نے
جو کہا تہا کہ ابن صیاد دجال ہے اوسکو حقیقت پر محمول کر رہے ہین اگر اوسکو مجاز پر محمول کرتے تو کوئی اشکال
پیدا نہ ہوتا آخر عیسی اور دجال کے معنے بہی تو وہ مجازی ہی لے رہے ہین کہ عیسی ابن مریم خود ہین اور شخص دجال
گروہ پادریان۔

مرزا صاحب کا بڑا اعتراض یہ ہوگا کہ اگر وہ قیامت کے قریب دجال ہونیوالا تہا تو اوسوقت اوسکو دجال
کیون کہا۔ اسکا جواب یہ ہے کہ کل اہل عربیت جانتے ہین کہ اوسکو مجاز باعتبار ما یؤول کہتے ہین جو مجاز
مرسل کی ایک قسم ہے قرآن شریف مین اسکی نظائر موجود ہین اعصر خمرا ظاہر ہے کہ خمر نہین نچوڑا جاتا
شیرے کو خمر باعتبار ما یؤول کہا گیا وقال اللہ تعالی ان الذین یاکلون اموال الیتمی ظلما انما یاکلون فی بطونہم نارا
یعنے جو لوگ یتیمون کے مال کہاتے ہین وہ لوگ آگ کہاتے ہین اموال کو حق تعالی نے باعتبار ما یؤول آگ
فرمایا وقال تعالی حتی تنکح زوجا غیرہ ظاہر ہے کہ نکاح زوج کے ساتہ نہین ہوتا بلکہ نکاح کے وقت وہ اجنبی ہوتا ہے
جسپر زوج کا اطلاق ہوا قافلہ سفر سے واپس آنے والے گروہ کو کہتے ہین کیونکہ قفول کے معنے سفر سے واپس
آنیکے ہین حالانکہ جانے والے گروہ کو بہی قافلہ کہتے ہین۔ اور یہ تو ہمارے عرف مین بہی شائع ہے کہ

تخمین وگمان کی تصدیق نہین کی تو اس سے یقیناً معلوم ہوگیا کہ ابن صیاد دجال تہا کیونکہ ایک روایت سے تو
اسکا مرنا ہی ثابت ہے اور جو روایت اوسکے خلاف ہے اوس سے اوسکے مفقود ہونیکا زمانہ خلفاے راشدین
کے بعد کا ہے بہرحال کسیطرح ابن صیاد وہ دجال نہین ہوسکتا جسکی خبر تمیم داری رہ نے دی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے اوسکی تصدیق فرمائی۔

ازالۃ الاوہام صفحہ ۲۲۴ مین اس حدیث کا جواب مرزا صاحب اسطور سے دیتے ہین کہ مسلم شریف مین تمیم داری کی
حدیث کے آخر مین یہ ہے الا انہ فی بحر الشام او بحر الیمن لا بل من قبل المشرق ماھو واومی بیدہ الی المشرق
یعنے کہا دجال بحر شام مین ہے یا بحر یمن مین نہین بلکہ وہ مشرق کی طرف سے نکلیگا نہین وہ یعنے وہ نہین نکلیگا
بلکہ اسکا مثل نکلیگا اور مشرق کی طرف اشارہ کیا۔

مرزا صاحب نے عبارت مذکورہ حدیث مین کسی غرض سے اختصار کیا ہے پوری عبارت یہ ہے لا بل من
قبل المشرق ماھو من قبل المشرق ماھو من قبل المشرق ماھو واومی بیدہ الی المشرق
مرزا صاحب نے (من قبل المشرق ماھو) کا ترجمہ یہ لکہا ہے (وہ مشرق کے طرف سے نکلیگا نہین وہ) اردو جاننے والے
معتقد تو مرفوع القلم ہین انکے حقمین مرزا صاحب کا قول خود بجاے وحی ہے مگر عربی دان سمجھہ سکتے ہین کہ من
قبل المشرق کے لفظ سے (وہ مشرق کے طرف سے نکلیگا) سمجھنا درست ہے یا نہین کیونکہ اس جزو میں
کوئی ضمیر نہین جو دجال کی طرف راجع ہو اور نہ لفظ یخرج کہین مذکور ہے شاید من کا متعلق یہ نکالا ہے حالانکہ
وہ صحیح نہین ہے اسلئے کہ یہ من زائدہ ہے جیسا کہ مغنی اللبیب مین اسکی بہت سی مثالین لکہی ہین منجملہ انکے ایک
یہ ہے ان من اشد الناس عذابا یوم القیامۃ المصورون۔

(ماھو) کے معنے (نہین وہ) انہون نے لکہا ہے اور اس سے یہ مطلب نکالا ہے کہ وہ نہ نکلیگا بلکہ مثیل نکلیگا
حالانکہ سیاق کلام سے یہ بالکل مخالف ہے اسلئے کہ مقصود یہان دجال کا مقام معین کرنا ہے کہ وہ بحر شام
اور یمن مین نہین بلکہ مشرق کی طرف ہے اسکے بعد (نہین وہ) کہنے کا کوئی موقع نہین۔

مرزا صاحب کی تقریر کا ماحصل یہان یہ ہوتا ہے کہ حضرت نے تمیم داری سے دجال کا سارا قصہ سنکر صحابہ کو
جمع کیا اور خطبہ اس مضمون کا پڑہا کہ مینے دجال کا حال جو تم سے کہا تہا تمیم داری کے چشم دید واقعہ سے اسکی

تصدیق ہوتی ہے وہ دجال سے ملکر اور اس سے گفتگو کرکے آئے ہین وہ مشرقی دریا مین ہے وہ نہین
اب غور کیجئے اسقدر اہتمام کے بعد یہ فرمانا کہ وہ نہین کسقدر حیرت انگیز ہوگا۔ پہر من قبل المشرق ما ھو کو
تین تین بار دہرا کر فرمانیکا کیا مطلب ہوگا۔ مرزا صاحب اس ماکو نافیہ لیتے ہین اس صورت مین اس جملہ کا
یہ مطلب ہوگا کہ وہ مشرق کی طرف نہین وہ مشرق کی طرف نہین یہان یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کس نے
کہا تہا کہ وہ مشرق کی طرف ہے جسکا انکار حضرت بکرات ومرات فرمارہے ہین۔ اور اگر حسب تجویز
مرزا صاحب اس عبارت کے دو جملے قرار دئے جائین ایک من قبل المشرق یعنے دجال مشرق کی
طرف سے نکلیگا اور دوسرا ما ھو یعنے وہ نہین تو حضرت کا تین بار یہ فرمانا کہ دجال مشرق کی طرف سے
نکلیگا وہ نہین دجال مشرق کی طرف سے نکلیگا وہ نہین کس قدر بے موقع ہوگا۔
اہل وجدان سلیم سمجہ سکتے ہین کہ ان متضاد مضمونون کے دو جملون کی تکرار فصاحت سے کیسی اجنبی ہوگی
پہر یہان ایک اور سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب حضرت کا مقصود اس سے یہ سمجہا جاوے کہ دجال نہ نکلیگا
بلکہ ہندوستان سے اوسکا مثیل نکلیگا تو صحابہ ضرور یہ پوچہہ لیتے کہ تمیم داری جس دجال کو دیکہہ آئے ہین
اور وہ مشرق کی طرف سے نکلیگا وہ نہ نکلیگا تو اوسکا کیا حشر ہوگا کیا اپنی ہی جگہ بیٹہا بیٹہا مرجاے گا
یا اور کسی زمانہ مین نکلیگا اور کبہی نہ نکلے گا تو اوسکے دجال ہونے سے ہمارا کیا نقصان یہ تو بڑی
بشارت کی بات ہے کہ جس دجال سے آپ ڈراتے تہے اوس سے تو بیفکری ہوگئی غرض کوئی عاقل
یہ نہین کہہ سکتا کہ اس عبارت سے وہ مضمون سمجہا جاتا ہے جو مرزا صاحب لکہے ہین۔
یہ سب خرابیان ما ھو کے ماکو نافیہ لینے سے پیدا ہوتی ہین چونکہ مرزا صاحب کو مثیل دجال ثابت کرنا تہا
اسلئے اس تحریف کی ضرورت ہوئی امام نووی رحمہ نے اس حدیث کی شرح مین لکہا ہے قال القاضی
لفظۃ ما ھو زائدۃ صلۃ للکلام لیست بنافیۃ والمراد اثبات انہ فی جہات المشرق انتہی ماحصل یہ ما زائدہ
غیر کافہ ہے جس کی مثالین مغنی اللبیب مین یہ لکہی ہین شتان ما زید وعمرو اور قول
مہلہل ربابا بہین جار یخطبہا   رمل ما انف خاطب بدم۔
اسصورت مین بل من قبل المشرق ما ھو کے معنے یہ ہوے کہ وہ دریاے شام اور یمن مین نہین بلکہ مشرق کی

عہ یعنے اوس عورت کو پیام کرنیوالا اگر دو پہاڑون کے برابر سونا لا دیگے تو اوسکی ناک خون آلود کیجا[وے] ابان ایک پہاڑ کا نام ہے ۱۲

طرف ہے اور اس جملہ کو مکرر کرنے سے یہ غرض تھی کہ اوسکو یاد رکہین اور یقینی سمجھہ لین کہ دجال ایک شخص معین مشرق کی جانب مین اسوقت زندہ موجود ہے اب دیکہئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تو اسقدر اہتمام اور تاکید سے اوسکے شخص معین اور زندہ ہونیکی خبردین اور مرزا صاحب اوسکی کچھہ پروا نکرکے یہ کہین کہ دجال کوئی چیز نہین صرف پادریون کا نام ہے نعوذ باللہ من ذلک۔

اسی مقام مین مرزا صاحب لکھتے ہین کہ یاد رہے کہ اس خبر تمیم داری کی تصدیق کے بارہ مین ایسے الفاظ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ سے ہرگز نہین نکلے جو اسبات پر دلالت کرتے ہون کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس تمیم داری کے دجال کا یقین کیا تہا بلکہ تصدیق اسبات کی پائی جاتی ہے کہ دجال مدینہ منورہ اور مکہ معظمہ مین داخل نہین ہوگا۔

آپ تمیم داری کی حدیث کا ترجمہ ابہی پڑہ چکے ہین جسمین یہ موجود ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو جمع کرکے تمیم داری کا پورا واقعہ بیان فرمایا کہ وہ دجال سے ملے اور اس سے سوال و جواب کئے اور دجال نے اون سے کہا کہ مین مسیح دجال ہون اور قریب مین مجھے نکلنے کی اجازت ملنے والی ہے پہر حضرت نے اوسکی تصدیق کی کہ وہی دجال تہا چنانچہ لفظ وذلک الدجال صراحتہ موجود ہے باوجود اسکے مرزا صاحب کس دہٹائی سے کہتے ہین کہ اسپر دلالت کرنے والے الفاظ بھی حضرت کے زبان سے نہین نکلے اسکا کیا علاج اگر کسی کو ہمارے بیان مین شبہ ہو تو مسلم شریف مین دیکھہ لے کہ وہ سب قصہ اور لفظ وذلک الدجال اسمین موجود ہے یا نہین۔

اور اسی حدیث مین یہ بھی موجود ہے کہ تمیم داری کا دیکہا ہوا واقعہ بیان کرکے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا الا ھل کنت حدثتکم ذلک فقال الناس نعم فانہ اعجبنی حدیث تمیم انہ وافق الذی کنت احدثکم عنہ یعنی اسکا یہ کہ سب صحابہ سے حضرت نے پوچہا کہ کیون دجال کی خبر مینے تمہین پیشتر دی تھی صحابہ نے عرض کیا جی ہان پہر فرمایا کہ تمیم داری کا چشم دید واقعہ مجھے اچہا معلوم ہوا جس سے میری اسبات کی تصدیق ہوتی ہے جو تم سے اکثر کہا کرتا تہا۔

اس حدیث سے علاوہ اسکے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے واقعہ تمیم داری کی تصدیق کی یہ بھی معلوم ہوا کہ

کہ حضرت نے پیشتر بھی خبر دی تھی کہ دجال ایک شخص معین ہے اور کسی جزیرہ مین مقید ہے اور
معین وقت پر نکلیگا جسکی تصدیق تمیم داری کے واقعہ سے ہوئی اور چونکہ اس خبر کا ثبوت مشاہدہ
سے ہوگیا اسوجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کمال درجہ کی فرحت ہوئی اور نہایت خوشی سے ہنستے ہوئے
بر سر منبر بیان فرمایا جیسا کہ اوپر معلوم ہوا اور آخر مین لفظ اعجبنی سے اوسکی تصریح بھی کی گویا افسوس ہے کہ [illegible]
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشی ہوی تھی مرزا صاحب پر سخت صدمہ ہے۔ غرض مرزا صاحب کا یہ کہنا
کہ حضرت نے تمیم داری کی تصدیق نہین کی کسقدر حیرت انگیز ہے۔ اور یہ جرات قابل غور ہے کہ مسلم شریف
جیسی مشہور و معروف کتاب مین ایسے تصرفات کرتے ہین اور جو جی چاہتا ہے خلاف واقع لکھہ دیتے ہین
اور اوسکی کچھہ پروا نہین کرتے کہ اہل علم اوسکو کیا سمجھینگے تو اوسپر قیاس کرنا چاہیئے کہ الہامات اور
خواب جو لکھا کرتے ہین اونکا کیا حال ہوگا۔

اور لکھتے ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جو اخبار وحکایات بیان کردہ کی تصدیق کرتے تھے اوسکے لیے
یہ ضرور نہین ہوتا تہا کہ وہ تصدیق وحی کی رو سے ہو بلکہ محض مخبر کے اعتبار کے خیال سے تصدیق
کرلیا کرتے تھے انبیا لوازم بشریت سے بالکل الگ نہین کئے جاتے محض عقلی طور پر اعتبار راوی کے
لحاظ سے حضرت نے اوسکی تصدیق کی کیونکہ تمیم داری اس قصہ کے بیان کرنے کے وقت مسلمان ہوچکا تھا
اور بوجہ مشرف باسلام ہونیکے اس لایق تھا کہ اوسکے بیان کو عزت اور اعتبار کے نظر سے دیکھا جاوے۔ انتہی۔

اسکا مطلب یہ ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ تصدیق فرمانا اعتبار کے قابل نہین بلکہ وہ عقلی طور پر
ہونیکی وجہ سے اوسمین غلطی ہوگئی اور ثبوت غلطی کا اسطور سے ہوا کہ مرزا صاحب کی جانچ مین سوا سے
پادریون کے اور کوئی دجال نہین اس دعوی اور دلیل کی تصدیق سوا سے مرزا صاحب پر ایمان لانیوالون کے
دوسرا کوئی مسلمان نہین کرسکتا بلکہ اہل ایمان کے پاس ایسا خیال کفر سے کم نہین۔

اب رہی یہ بات کہ یہ تصدیق وحی کے رو سے نہ تھی۔ معلوم نہین مرزا صاحب نے اسکا ایک طرفہ قطعی فیصلہ
کسطرح کرڈالا۔ ہم اہل اسلام کو تو حق تعالے نے حکم قطعی کردیا ہے کہ جو کچھہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماوین اوسکو
مان لین کسی کو چون وچرا کی مجال نہین کہ حضرت نے یون ہی عقل سے یہ فرمادیا یا کوئی وحی بھی آئی تھی اور وحی

آئی تھی تو کس کے روبرو دو گواہ بھی اسوقت موجود تھے یا نہین اور اگر موجود تھے تو انہون نے جبرئیل کو وحی سناتے وقت دیکھا اور پہچانا بھی تھا یا قرائن سے کہدیا اور قرائن قطعی تھے یا ظنی۔ حق تعالٰے فرماتا ہے وما آتاکم الرسول فخذوہ اور فرماتا ہے وما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحی یعنے کوئی بات حضرت اپنے خواہش سے نہین فرماتے جو کچھہ فرماتے ہین صرف وحی سے فرماتے ہین حق تعالٰے تو یہ فرماتا ہے مگر مرزا صاحب کو نہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمانے پر اعتبار آتا ہے نہ خود حضرت کا اعتبار ہے کیونکہ وہ کہتے ہین کہ یہ تصدیق جو حضرت نے کی تھی تمیم داری ہی کے اعتبار پر تھی۔ تہذیب پیرایہ ہین انہون نے اس مقدمہ مین اپنا عقیدہ ظاہر کردیا کہ اپنی راے سے جھوٹی خبر کی تصدیق حضرت نے کردی نعوذ باللہ من ذلک۔ وہ لکھتے ہین کہ تمیم مشرف باسلام ہونیکی وجہ سے وہ اس لایق تھا کہ اوسکا بیان عزت اور اعتبار کی نظر سے دیکھا جاے اسکا مطلب یہ ہوا کہ باوجودیکہ حضرت نے اونکو قابل اعتبار سمجھا مگر انہون نے جھوٹ کہنے مین کمی نہ کی پھر جھوٹ بھی کیسا کہ افضل الانبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کے روبرو جسکو حضرت نے منبر پر چڑھکر ایک مجمع کثیر صحابہ کے روبرو کمال بشاشت سے بیان فرمایا۔

اب اہل ایمان غور کرین کہ کیا کوئی مسلمان یہ خیال کرسکتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک جھوٹی خبر بیان کرنیکے لئے صحابہ کو فراہم کرین اور منبر پر چڑھکر وہ خبر بیان فرماوین پھر اتنے بڑے واقعہ کے بعد حق تعالٰے کی طرف سے حضرت کو اطلاع نہ ہو کہ وہ خبر دراصل جھوٹی تھی اور اوسکی غلطی نکالنے کا موقع ایک سچا بھی ہاتھہ آئے۔ اہل علم جانتے ہین کہ اونے اونے امور کی اطلاع بذریعہ وحی یا الہام حضرت کو ہوجایا کرتی تھی ایسا بڑا واقعہ جس سے مرزا صاحب اور انکے اتباع کی نظر مین حضرت نعوذ باللہ بے اعتبار ہوے جاتے ہین اسکی اطلاع حضرت کو کسیطرح نہوی کیونکہ اگر اطلاع ہوتی تو حضرت ضرور فرمادیتے کہ تمیم داری نے جو خبر دی تھی جھوٹ ثابت ہوئی۔ اس مقام مین سواے اسکے اور کیا کہا جاسے کہ زمانہ کا مقتضٰی ہے کہ ایسے خیالات کے لوگ بھی مقتدی بنائے جاتے ہین اللھم انا نعوذ بک من فتنۃ المحیی والممات ومن شر فتنۃ المسیح الدجال۔

اب اہل انصاف ملاحظہ فرماوین کہ مرزا صاحب کا یہ قول کہ دجال معہود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مین ظاہر ہوگیا اور مر بھی گیا کیونکر صحیح ہوسکتا ہے بلکہ خود مرزا صاحب ہی کا استدلال احادیث ابن صیاد سے اونکے

دعوی کو مقرر اور ہمارے لئے مفید ہے اسوجہ سے کہ احادیث ابن صیاد سے آتنا تو ضرور معلوم ہوا کہ صحابہ دجال کو ایک معین شخص سمجھتے تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسکی تصدیق بھی کی تو معلوم ہوا کہ آنحضرت نے کسی قوم کا نام دجال نہین رکھا جیسا کہ مرزا صاحب کا دعوی ہے کہ دجال گروہ پادریان کا نام ہے بلکہ گویا حضرت نے یہ فرمادیا کہ وہ ایک شخص ہوگا جیسا کہ تم سمجھتے ہو اسلئے کہ جب حضرت عمرؓ نے ابن صیاد کو دجال قرار دیکر اوسکو قتل کرنا چاہا تو جس صورت مین دجال جہوٹون کے گروہ کا نام ہوتا جیسا کہ مرزا صاحب کہتے ہین تو اونکی غلط فہمی کی اصلاح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرما دیتے اور یہ ارشاد ہوتا کہ دجال ایک شخص نہین جسکو تم مارنا چاہتے ہو وہ تو ایک جماعت ہوگی جو آخر زمانہ مین پیدا ہوگی۔ کسی ادنی شخص کے کلام کے معنے اوسکی مراد کے خلاف بیان کئے جائین تو وہ اپنی مراد ظاہر کرکے اوس غلط فہمی کی اصلاح کردیتا ہے شارع کو بطریق اولی ضرور ہے کہ اپنی مراد بیان کرکے غلط فہمی سے اپنی امت کو بچالین۔ شاید مرزا صاحب تمیم داری رض کی حدیث پر اعتراض کرینگے کہ بخاری شریف کی حدیث سے ثابت ہے کہ کوئی شخص خواہ آدمی ہو یا جانور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سو برس زندہ نہ رہا وہ حدیث یہ ہے عن عبد اللہ بن عمرؓ قال صلی لنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم العشاء فی آخر حیاتہ فلما سلم قام فقال ارأیتکم لیلتکم ہذہ فان راس مائۃ سنۃ منہا لا یبقی ممن ہو علی ظہر الارض احد رواہ البخاری پہر تمیم داری رض سے جس دجال کی خبر دی ہے وہ اخری زمانہ مین کیونکر نکل سکتا ہے

اسکے جواب کے پہلے یہ امر غور طلب ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انتقال کے قریب جو یہ ارشاد فرمایا ہے اوسکا منشا کیا ہوگا یہ تو ظاہر ہے کہ اسمین نہ کوئی وصیت ہے جسپر عمل کرنا مطلوب ہو نہ کوئی ایسی چیز ہے جو ذات الہی یا امور اخروی سے متعلق ہو کیونکہ الیوم اکملت لکم دینکم سے صاف ظاہر ہے کہ دینی اعتقادات سے متعلق کل امور کو حضرت نے بیان کرکے دین کا تکملہ فرمادیا سو برس کے اندر تمام آدمیون اور جانورون کا مرجانا کوئی ایسی بات نہین جسکو حضرت دینی امر تصور فرماتے ہون اور وہ علامات قیامت مین بھی نہین ورنہ تصریح فرمادیتے جیسے دوسرے علامات مین موجود ہے پہر ایک غیبی بات کی خبر دینا وہ بھی عشا کے بعد جس وقت خاص خاص حضرات حاضر رہتے تھے اسمین کوئی خاص غرض ضرور تھی۔

قرائن سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جب الیوم اکملت لکم دینکم اور سورۂ اذا جاء نصر اللہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو
معلوم ہو گیا کہ اب اس عالم مین آپکے تشریف فرما رہنے کی ضرورت نہ رہی اور ادہر سے جذبات اور ادہر سے
عشق و اشتیاق بڑہنے لگے تو آپنے سفر آخرت کا ارادہ مصمم فرمالیا مگر اوسکے ساتہہ یہ خیال بھی تھا کہ
شیفتگان جمال نبوی کا اس مفارقت سے کیا حال ہوگا کیونکہ اونکی دلبستگی اور شیفتگی کو حضرت جانتے تھے
کہ یہ صدمہ اونکی حالت کو خطرناک بنادیگا اونکی زبان حال باواز بلند کہہ رہی تھی۔

از فراق تلخ میگوئی سخن ٭ ہرچہ خواہی کن ولیکن این مکن

صحابہ تو صحابہ ہی تھے استن حنانہ جو ایک چوب خشک تھا حضرت کی مفارقت سے روتے روتے بیخود
ہو گیا تہا جسکا حال بخاری شریف مین موجود ہے۔ حضرت کی سواری مبارک کا گدہا جسکا نام یعفور تھا اوسپر
اس مفارقت کا یہ صدمہ ہوا کہ بمجرد وفات شریف کے کمال بیتابی سے کوین مین گر کر جان دیدیا۔ اور
ناقہ سواری خاص کو اس غم نے ایسا مدہوش بنادیا کہ کہانا پینا چہوڑ کر اسی صدمہ سے مرگئی یہ روایتین مواہب اللدنیہ
وغیرہ معتبر کتابون مین موجود ہین۔ اب اس سے اندازہ ہوسکتا ہے کہ جب اونٹ اور گدہے اور چوب خشک کا
مفارقت جان عالم صلی اللہ علیہ وسلم مین یہ حال ہو تو ان حضرات کا کیا حال ہوگا جو پروانہ وار شمع جمال پر
جان دینے کو ہر وقت مستعد تھے انہین ایام مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تذکرہ فرمایا کہ ایک
بندہ کو خدا تعالے نے اختیار دیا کہ چاہے دنیا کی نعمت اور آسایش اختیار کرے یا اوس چیز کو جو اللہ کے پاس ہے
اوس بندہ نے وہی اختیار کیا جو اللہ کے پاس ہے یہ سنتے ہی بعض صحابہ روتے روتے بیخود ہوگئے اور باواز
بلند کہنے لگے کہ ہم اپنے ماں باپ کو آپ پر فدا کرتے ہین۔ حالانکہ صراحۃً اسمین کوئی بات نہین مگر صرف
خیال نے یہ اثر پیدا کردیا۔

(حاشیہ: ۵۰ رواہ البخاری)

ہر چند صحابہ جانتے تھے کہ اس مفارقت کا زمانہ چالیس پچاس برس سے زیادہ نہوگا کیونکہ جب ارشاد
سراپا ارشاد سے معلوم ہو گیا تھا کہ اکثر لوگون کی عمر ستر سال سے کم ہی ہوگی مگر اوسکے ساتہہ یہ بھی خیال تہا
کہ بعضون کی عمر اس سے زیادہ بھی ہوسکتی ہے پہر خدا جانے وہ کون ہوگا اور اوس زیادتی کی نوبت کہانتک
پہنچیگی اگر بالفرض مثل امم سابقہ سیکڑون کی نوبت پہنچ جاے جیسے قرآن شریف سے ہزار سال کی عمر بعض

حضرت کی ثابت ہے تو اس مفارقت مین بڑی بڑی مصیبتین جھیلنی پڑیگی اور معلوم نہین یہ فراق کیا رنگ لاے اس خیال کے دفع کرنیکے لئے حضرت نے اوس خاص وقت مین فرمادیا کہ آجکی رات یاد رکھو زیادہ سے زیادہ اگر کسی کی عمر ہوگی تو اسوقت سے سو برس سے زیادہ نہین ہوسکتی الغرض اس سے صحابہ کی تسکین مقصود تھی اور یہ بیان کرنا تھا کہ اونمین سے اس مدت مین کوئی باقی نہ رہیگا اور اوسپر قرینہ بینہ یہ ہے کہ حضرت نے اپنے انتقال کے قریب یہ خبر دی۔ اسکا مطلب یہ نہ تھا کہ مشرق و مغرب اور یورپ و ایشیا کے سب لوگ مرجائین گے اور قیامت قایم ہوجائیگی۔

اگر کہا جاے کہ صحابہ کی اس حدیث مین تخصیص نہین بلکہ عام ارشاد ہے کہ جو کوئی اس رات مین روی زمین پر موجود ہے انمین سے اس مدت مین کوئی باقی نہ رہیگا یہ عام لفظ کو صحابہ کے ساتھ خاص کرنا کیونکر جایز ہوگا۔

اسکا جواب یہ ہے کہ اصول فقہ مین یہ مصرح ہے کہ ما من عام الا وقد خص منہ البعض یعنے کوئی عام ایسا نہین جسکی تخصیص نہوی ہو اور اوسکے کئی شواہد و نظائر قرآن شریف مین موجود ہین منجملہ اونکے ایک یہ ہے قولہ تعالے انما جزاء الذین یحاربون اللہ ورسولہ ویسعون فی الارض فسادا ان یقتلوا او یصلبوا او تقطع ایدیہم وارجلہم من خلاف او ینفوا من الارض۔

یعنے جو لوگ اللہ و رسول سے جنگ کرتے ہین اور زمین مین فساد کرتے ہین اون کی جزا یہی ہے کہ قتل کئے جائین یا سولی پر چڑہاے جائین یا اون کے ہاتھہ پاٰؤن کاٹے جائین یا زمین سے نکال دئے جائین۔ ظاہر ہے کہ زندون کو کل روے زمین سے نکال دینا ممکن نہین اس لئے الارض کی تخصیص ضروری ہے اور اوس سے وہی زمین مراد ہے جہان وہ رہتے ہین۔ اسی طرح علی ظہر الارض جو اس حدیث شریف مین ہے اوس سے بھی کل روے زمین مراد نہوگی بلکہ وہی زمین مراد ہوگی جہان صحابہ رہتے تھے۔ اور اگر تعمیم کیجاے اس طور پر کہ اوس رات کے موجودہ کل آدمی مرجائین گے تو اول تو اوس سے کوئی فائدہ نہین اسلئے کہ نہ وہ قیامت کی خبر ہے نہ صحابہ کا اوس سے کوئی نفع و ضرر۔

اور قطع نظر اوسکے یہ تعمیم کسی طرح بن بھی نہین سکتی اسلئے کہ ظاہر الفاظ سے یہی استفادہ ہے کہ اوس

رات سے سو برس تک جتنے لوگ روے زمین پر ہونگے سب مرجائینگے اسمین کوئی لفظ ایسا نہین جس سے اوس رات والون کی تخصیص سمجھی جاسے اگر یہی مقصود تھا تو من علی ظہر الارض اللیلۃ ارشاد فرماتے اور اگر اللیلۃ کا لفظ ہم اپنے طرف سے بڑہائین تو جب بھی تخصیص ہی ہوئی بہر حال کسی نہ کسی طرح سے اس حدیث مین تخصیص کرنیکی ضرورت ہے ورنہ عام رکہا جاسے تو اس حدیث کا مطلب یہ کہنا پڑیگا کہ سو برس کے بعد قیامت قایم ہوجائیگی کیونکہ کوئی باقی نہ رہیگا حالانکہ یہ باطل ہے فرق یہ ہو کہ ہم لفظ احد کو متکلم کے ساتھ خاص کرتے ہین اور معترض علی ظہر الارض کو اللیلۃ کے ساتھ۔

اب ہمارے اور معترض کی توجیہات کے نتایج کو دیکھئے ہماری توجیہ مین ایک مہتم بالشان فایدہ ہے اور معترض کی توجیہ مین کوئی فائدہ نہین جیسا کہ مذکور ہوا۔

ایک جماعت کثیرہ اولیاء اللہ کی مثل حضرت غوث الثقلین رضی اللہ عنہ وغیرہ کے اپنے مشاہدہ کی خبر دیتے ہین کہ ہمنے خضر علیہ السلام کو بچشم خود دیکہا ہے اور اون سے فیضیاب ہوے معترض کی توجیہ سے سب کی تکذیب ہوجائیگی اور ہماری توجیہ پر اونکی تصدیق ہوتی ہے۔

اور ہماری توجیہ پر بہت بڑا فائدہ یہ ہے کہ بخاری اور مسلم کے حدیثون مین تعرض نہین رہتا جس سے حدیث تمیم داری رض کی بھی بحال خود صحیح رہتی ہے بخلاف معترض کی توجیہ کے کہ دونون حدیثون مین سے ایک کو موضوع ٹھہرانیکی ضرورت ہوگی اگر کہا جاسے کہ بخاری بہ نسبت مسلم کے زیادہ معتبر ہے اسلئے تعارض کے وقت بخاری کی حدیث کو ترجیح ہوگی۔ تو اوسکا جواب یہ ہے کہ اس مقام مین ترجیح دینے کا یہ مطلب ہوگا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تمیم داری کی تصدیق نہین کی جس سے یہ لازم آئیگا کہ مسلم کی حدیث موضوع ہے اس قسم کی ترجیح اوس اجماع کو باطل کرتی ہے جو مسلم شریف کے صحیح ہونے پر ہوا ہے اور ہماری توجیہ سے دونون حدیثین صحیح رہتی ہین۔

غرض ہمنے جو بخاری شریف کی حدیث کی تخصیص کی ہے وہ بہ نسبت اوس تخصیص کے جو معترض نے کی ہے کئی طرح سے مفید ثابت ہے۔

الحاصل حدیث تمیم داری رضی اللہ عنہ سے ثابت ہے کہ ابن صیاد دجال موعود تھا اور مرزا صاحب

ابن صیاد کو دجال قرار دیکر دجال شخصی کی بلا اپنے سر سے ٹالنا چاہتے ہین وہ ٹل نہین سکتی یعنے جب تک ایک معین شخص دجال نہ بتائین جسکے لئے عیسیٰ علیہ السلام تشریف لائینگے اونکی عیسویت ثابت نہین ہو سکتی۔ مرزا صاحب لکھتے ہین کہ اس بحث کی دو ٹانگین تھین ایک مسیح ابن مریم آخری زمانہ مین اترنا دوسری ٹانگ دجال معہود کا آخری زمانہ مین ظاہر ہونا سو یہ دونو ٹانگین ٹوٹ گئین۔

ناظرین تقریر بالا سے سمجھ گئے ہون گے کہ مرزا صاحب کی عیسویت کی تین ٹانگین تھین ایک ابن صیاد کا دجال موعود ہونا جو گذر چکا۔ دوسری ٹانگ پادریون کا دجال ہونا۔ تیسری مسلمانون مین صفات یہودیت آنیکی وجہ سے عیسیٰ کی ضرورت ہونا۔ سو یہ تینون ٹانگین بفضلہ تعالیٰ ٹوٹ گئین۔ جب یہ بات کسی آیت یا حدیث سے ثابت نہین ہو سکتی کہ مسلمانون مین یہود کے صفات آنیکی وجہ سے عیسیٰ کی ضرورت ہوگی بلکہ صدہا حدیثون سے اور اجماع امت سے یہ ثابت ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام دجال کے نکلنے کے بعد اوسکے قتل کے لئے اترینگے۔ اور پادریون کو جو مرزا صاحب نے دجال قرار دیا اوسکا خلاف واقع ہونا اور ابن صیاد کا دجال موعود نہ ہونا ثابت ہو گیا تو اب وہ عیسیٰ موعود تو نہین ہو سکتے ہان جیسے عیسیٰ خان اور موسیٰ خان نام ہوتے ہین تبرکاً اگر یہ نام اختیار کیا ہے تو ہمین اوسمین کلام نہین مگر اوسکے لئے یہ دعوی ضرورت سے زیادہ ہے کہ دم عیسوی سے وہ دجال یعنے پادریون کو قتل کر رہے ہین۔ اگر یہ دعویٰ بھی صحیح ہوتا تو بھی مضائقہ نہ تھا مسلمان لوگ اس خوشی مین کہ ہمارا دشمن تو ہلاک ہو گیا اغماض کر جاتے یہان تو پادریون اور اونکی دجالیت کی ترقی روز افزون ہو رہی ہے جسکے خود مولوی صاحب شاکی ہین چنانچہ لکھتے ہین کہ ہر سال لاکھون کرستان بنائے جاتے ہین۔

مرزا صاحب جو دعویٰ عیسویت کرتے ہین اسکی بنا احادیث پر ہے کیونکہ بقول مرزا صاحب قرآن سے عیسیٰ علیہ السلام کا آنا ثابت نہین پھر جن احادیث مین عیسیٰ علیہ السلام کے آنیکا ذکر ہے اونمین یہ بھی مصرح ہے کہ وہ اترتے ہی دجال کو مار ڈالین گے اور ہمین معلوم ہے کہ مرزا صاحب بیس سال سے پہلے کا دیان مین اترکے دعویٰ عیسویت کر رہے ہین اور اب تک اونکا دجال مرا نہین تو انکا دعویٰ انہین کی دلیل سے باطل ہو گیا کیونکہ عیسیٰ کو دجال کا مار ڈالنا لازم ہے اور یہ لزوم انہین احادیث سے ثابت ہے جنپر مرزا صاحب کا

استدلال ہے اسصورت بحسب قاعدہ عقلیہ مسلمہ انتفاے لازم سے انتفاے ملزوم ضروری ہے یعنے پادریون کے معدوم ہونے سے مرزا صاحب کا عیسٰی نہونا انہین دلائل سے ثابت ہوا جن پر مرزا صاحب استدلال کرتے ہین۔

یہان شاید یہ کہا جائیگا کہ مرزا صاحب تو دجال یعنے پادریون کو مارہی ڈال رہے ہین مگر مجبوری یہ ہے کہ وہ مرتا نہین۔ واقعی اس مجبوری کا علاج نہین بجز اسکے کہ اس دشمن قوی کے ہلاک ہونیکی دعا کیجائے چنانچہ ہم بھی دعا گو ہین اور بصدق دل چاہتے ہین کہ مرزا صاحب کو اس دجال پر فتح نصیب ہو اگرچہ قرائن بینہ اور وجدان گواہی دیتے ہین کہ اس دعا کا اثر مرزا صاحب کی زندگی مین ظاہر ہونا ممکن نہین خیر یہہ دعا تو ہوتی رہیگی ہم بھی کرتے ہین مرزا صاحب بھی کرتے ہونگے مگر کلام عیسویت مین ہے کہ پہونکتے پہونکتے عیسٰی کا ناک مین دم آئے اور دم عیسوی ہوا اور برباد ہو جاسے اور دشمن کو اوس سے کچھہ جنبش نہو بلکہ اور اشتعال زیادہ ہو ایسے عیسٰی سے تو بیمار ہی بھلا جسکی حالت کو دیکھکر دلون پر اثر پڑتا ہے اور ہر شخص کو اوسکا اضطراب چارہ جوئی پر مجبور کرتا ہے۔ کاش مرزا صاحب وہ درد جو ازالۃ الاوہام کے آخر مین ظاہر کرتے ہین کہ

ابن مریم ہوا کرے کوئی ؎ میرے دکھہ کی دوا کرے کوئی

قوم کے روبرو پیش کرکے اپنی سچی حالت کا ثبوت دیتے تو طبیبان قوم ایسے قسی القلب نہ تھے کہ اسطرف کچھہ توجہ نکرتے مگر افسوس ہے کہ طبیعت مرزائی نے ذلت کو گوارا نکرکے ایسے راست بازی کے طریقہ سے رد کا جو مستحکم اور قوی الاثر تھا۔

ازالۃ الاوہام مین مرزا صاحب مسلم شریف کی وہ حدیث جسمین دجال کی سرعت سیر اور پانی برسانا اور کھیتی اوگانا اور احیائی موتی وغیرہ امور کا ذکر ہے نقل کرکے بیان کرتے ہین کہ (اگر ظاہری معنون پر اسکو حمل کرین تو ان باتوں پر ایمان لانا ہوگا کہ فی الحقیقت دجال کو ایک قسم کی قوت خدای دی جائیگی اور وہ کن سے سب کچھہ کریگا۔ سوچنا چاہیئے کہ یہ سب کتنا بڑا شرک ہے کچھہ انتہا بھی ہے انہون نے (یعنے علمانے) ایک طوفان شرک کا برپا کردیا ہے) انتہی ملخصاً

معلوم نہین مرزا صاحب اس اعتقاد کو کس لحاظ سے شرک ٹہیراتے ہین اکابر علمانے جنہون نے اس
حدیث کو صحیح مان لیا ہے جسکی بنا پر تمام اہل اسلام کا اعتقاد اسپر جما ہوا ہے ان تک تو شرک کی ہوا بھی
نہین آسکتی کیونکہ انہون نے قران شریف اول سے آخر تک پڑہا ہے اور ہر آیت اونکے پیش نظر تھی
وہ جانتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کو ہر چیز پر قدرت ہے کما قال تعالیٰ وھو علی کل شئ قدیر وہی پیدا کرتا ہے زندہ
مارتا ہے اوسکے سوا کسی مین یہ قدرت نہین قال تعالیٰ وھو الذی یحی ویمیت وہی رزق دینے والا ہے
وھو الرزاق وقولہ تعالیٰ نحن نرزقکم وایاھم پانی برسانا اوسی کا کام ہے وھو الذی ینزل من السماء ماء کہیتی کا اوگانا
اوسیکا کام ہے وھو الذی انزل من السماء ماء فاخرجنا بہ الارض گمراہ کرنیکے واسطے وہی شیاطین کو بہیجتا ہے انا ارسلنا
الشیاطین علی الکافرین تؤزھم ازا گمراہ کرنے والون کو ہر جگہہ وہی مقرر فرماتا ہے وکذالک جعلنا فی
کل قریۃ اکابر مجرمیھا لیمکروا فیھا بعضون کو خاص فتنون کے لئے قرار دیتا ہے وجعلنا بعضکم لبعض فتنۃ جیسا کہ
وہ آدمیون کو پیدا کرتا ہے انکے کامون کو بھی پیدا کرتا ہے واللہ خلقکم وما تعملون ہدایت اور گمراہی کے اسباب بھی
وہی پیدا کرتا ہے یضل بہ کثیرا ویھدی بہ کثیرا کامون کی نسبت جو بندون کی طرف ہے مجازی ہے حقیقت مین
وہ اللہ تعالیٰ ہی کے افعال ہین فلم تقتلوھم ولکن اللہ قتلھم وما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمی اگرچہ ہدایت
انبیا کے طرف منسوب ہے کما قال تعالیٰ ومن خلقنا امۃ یھدون بالحق لیکن درحقیقت وہ اللہ ہی کا کام ہے انک لا تھدی
من احببت ولکن اللہ یھدی من یشاء اور برے کامونکی رغبت اگرچہ شیطان دلاتا ہے
کما قال تعالیٰ وزین لھم الشیطان اعمالھم مگر درحقیقت وہ بھی اللہ ہی کا کام ہے زینا لھم اعمالھم فھم یعمھون
جب تک خدا تعالیٰ کی مشیت کسی کام سے متعلق نہین ہوتی کسی کا خیال اوسطرف متوجہ نہین ہو سکتا
وما تشاؤن الا ان یشاء اللہ رب العالمین — فتح و شکست اوسیکے ہاتھ ہے جسکو
چاہتا ہے زمین کا مالک بنا دیتا ہے ان الارض للہ یورثھا من یشاء من عبادہ وقولہ تعالیٰ ومکناھم فی الارض ما لم نمکن
لکم ہدایت والون کو اور گمراہی والون کو دونون کو وہی مدد دیتا ہے کلا نمد ھؤلاء وھؤلاء من عطاء ربک
اوسکی مصلحت مین کسی کو دخل نہین جو چاہتا ہے کرتا ہے کوئی اوس سے پوچھ نہین سکتا لا یسئل عما یفعل وھم
یسئلون انبیا کو ہدایت کرنے کے لئے بہیجتا ہے اور شیطان اور آدمیون کو انکا دشمن بنا دیتا ہے جن جن

اونکو سخت مصیبتین پہونچتی ہین وکذلک جعلنا لکل نبی عدوا شیاطین الانس والجن یوحی بعضہم الی بعض زخرف القول غرورا ولو شاء ربک ما فعلوہ مگر اونکے دلون کو ثابت رکھتا ہے ولولا ان ثبتناک لقد کدت ترکن الیہم شیئا قلیلا جنکی گمرہی مقصود ہے اونکو انبیا وغیرہم کتنا ہی سمجہائین اور کیسے ہی دلائل بتائین نہ وہ سمجہ سکتے ہین نہ دیکہہ سکتے ہین وجعلنا علی قلوبہم اکنۃ ان یفقہوہ وفی اذانہم وقرا ختم اللہ علی قلوبہم وعلی سمعہم وعلی ابصارہم غشاوۃ - ولقد ذرانا لجہنم کثیرا من الجن والانس لہم قلوب لا یفقہون بہا ولہم اعین لا یبصرون بہا ولہم اذان لا یسمعون بہا -

وہ مالک ومختار ہے اپنے مخلوقات مین جو چاہے کرے کسی کو مجال نہین کہ اوس سے پوچہہ سکے لا یسئل عما یفعل وہم یسئلون -

غرض نصوص قطعیہ سے ثابت ہے کہ دنیا مین جتنے کام ہوتے ہین خواہ خیر ہون یا شر معمولی ہون یا غیر معمولی یہانتک خوارق عادات سب کو حق تعالی پیدا کرتا ہے شیطان ہو یا دجال اپنی خود مختاری سے کچہہ نہین کرسکتا جبتک خدا تعالی نہ چاہے ازل ہی مین سب کام معین اور تقسیم ہوچکے ہین کہ فلان کام فلان شخص فلان وقت مین کریگا وعندہ ام الکتاب وقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم جف القلم بما ہو کائن -

ازل مین حق تعالی نے مقرر فرمایا ہے کہ دجال اس قسم کے فتنہ برپا کرے جسکی خبر جمیع انبیا نے پہلے سے دی ہے -

چونکہ مشیت الہی مقتضی ہے کہ اوسکی وجہ سے سوائے چند اہل ایمان کے کل گمراہ ہوجائین اور قیامت ایسے لوگون پر قایم ہو کہ اللہ کا نام لینے والا کوئی باقی نہ رہے جیسا کہ احادیث صحیحہ سے ثابت ہے اسلئے اولا دجال کو ان تمام فتنہ پردازیون اور دعوی الوہیت کا الہام ہوگا - آپ حضرات شاید لفظ الہام پر برافروختہ ہوسے ہون گے کہ دعوی الوہیت کو الہام سے کیا نسبت تو اسکا جواب اجمالا سن لیجئے کہ جہوٹے خواہ دعوی نبوت کا کرین یا الوہیت جبتک الہام نہین ہوتا نہین کر سکتے ہر ایک ہے اور برے کام کیلئے الہام ہوا کرتا ہے ونفس وما سوٰیہا فالہمہا فجورہا وتقوٰیہا -

غرض جب وہ بحسب الہام ضلالت دعوی الوہیت کریگا تو حق تعالی کی طرف سے اسکو مدد ملے گی -

جیسا کہ ابھی معلوم ہوا اور چند لوازم الوہیت مثلاً پانی کا برسانا زمین شور سے زراعت کا اگانا مردون کو زندہ کرنا اوس سے ظہور مین آئینگے اور جسطرح عادت اللہ جاری ہے کہ کلمہ کُن سے ہر چیز کو پیدا فرماتا ہے اسیطرح یہ سب چیزین خاص اللہ تعالیٰ ہی کے امر کُن سے وجود مین آئینگی دجال کے فعل کو اسمین کچھہ دخل نہین مگر چونکہ دجال کے دعوی کے بعد ان امور کا ظہور ہوگا اسلئے ظاہر مین بے ایمان یہی سمجھین گے کہ وہ سب اپنے حکم سے ہوے جیسا کہ مرزا صاحب لکھتے ہین کہ دجال کو ایک قسم کی قوت خدای دیجائیگی اور کُن سے وہ سب کچھہ کریگا۔ اور جسطرح بنی اسرائیل نے گوسالہ مین غیر معمولی بات دیکھکر اوسکو معبود بنالیا تھا اسیطرح ان خوارق عادات کی وجہ سے دجال کو معبود خالق رازق محیی ممیت سمجھہ لینگے کیونکہ قران پر تو انکا اعتقاد ہی نہوگا اور جنکا اعتقاد قران پر ہوگا وہ صاف کہدینگے کہ تو دجال جھوٹا ہے جیسا کہ احادیث مین وارد ہے۔

مرزا صاحب جو لکھتے ہین کہ دجال کو خیان وغیرہ سمجھنا شرک ہے فی الواقع صحیح ہے جو لوگ اسکو رازق محیی وغیرہ سمجھین گے وہ بے شک مشرک ہون گے مگر احادیث صحیحہ پر وہ جو الزام لگاتے ہین کہ این شرک بھرا ہوا ہے اوس الزام سے وہ احادیث مبرا ہین کیونکہ انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اولاً توحید افعالی کو اہل ایمان کے دلون مین راسخ فرمادیا اور جن آیات مین اسکا ذکر ہے باعلان شائع کرکے سب کے انکا عامل بنا دیا جس سے ہر اہل ایمان سمجھہ سکتا ہے دجال نہ رازق ہوسکتا ہے نہ محیی نہ ممیت۔ اب اگر کوئی شخص قرآن نہ پڑھا ہو یا اوسپر ایمان نرکھتا ہو اور تعلیم نبوی سے ناواقف ہو تو وہ بیشک اس حدیث شریف کو اعتراض کی نظر سے دیکھیگا مگر ایسا بے علم یا منکر شخص قابل التفات نہین کلام ان حضرات کے اعتقاد مین ہے جنکے پیش نظر یہ سب آیات اور تعلیم نبوی تھی کیا یہ حضرات اور پورے قران پر کامل ایمان رکھنے والے بھی اس شرک کے قائل ہونگے جسمین مرزا صاحب گرفتار ہین ہرگز نہین۔

مرزا صاحب کو مجددیت بلکہ مہدویت بلکہ عیسویت کا دعوی ہے اور یہ کل امور ایسے ہین جنکا مدار ایمان پر ہے اونکی اس تقریر سے تو یہ مقولہ پیش نظر ہوجاتا ہے کہ پیر ما ہمہ دارد ایمان ندارد کیونکہ اگر انکو آیات پر ایمان ہوتا تو وہ دجال کی الوہیت لازم آنیکے قائل نہوتے اور جب وہ اوسکے قائل ہین تو لازم

آتا ہے کہ سامری کی قدرت خدائی پر اونکو ایمان ہوگا اور مان لیا ہوگا کہ مثل حق تعالی کے کن کہکر گوسالہ کو اوسینے بنی اسرائیل کا معبود بنا دیا جسکی نسبت حق تعالی فرماتا ہے فاضلھم السامری اور فاخرج لھم عجلا جسدا لہ خوار فقالوا ھذا الھکم والہ موسی فنسی کیونکہ سونے اور چاندی سے ایسا بچھڑا بنانا جو زندہ اور آواز کرتا ہو کوئی معمولی بات نہین ورنہ ایک خلق کثیر اوسکی لوہیت کی کیونکر قائل ہوتی اگر وہ معمولی بات ہوتی تو حق تعالی اونکی حماقت کے بیان مین فرماتا کہ وہ گوسالہ کوئی غیر معمولی نہ تھا جسکی الوہیت کے وہ قائل ہوگئے تھے بلکہ ارشاد ہوتا ہے کہ انہون نے اتنا بھی نہین دیکھا کہ نہ وہ اونکی بات کا جواب دیتا تھا اور نہ وہ اونکے نفع وضرر کا مالک تھا کما قال تعالی افلا یرون الا یرجع الیھم قولا ولا یملک لھم ضرا ولا نفعا اب اہل انصاف غور کرسکتے ہین کہ جن حدیثون مین دجال کے خوارق عادات مذکور ہین اون احادیث پر ایمان لانے کی وجہ سے صحابہ اور محدثین اور کل امت مرحومہ پر الزام شرک عاید ہوسکتا ہے یا اس اعتقاد کی وجہ سے مرزا صاحب پر ؎

زاہد غرور داشت سلامت نبرد راہ ؏ رند از رہ نیاز بدار السلام رفت

حق تعالی اہل ایمان کو سمجھہ عطا فرماے کہ حق و باطل مین تمیز کرسکین ۔ مرزا صاحب ایک استدلال یہ بھی پیش کرتے ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مینے خواب دیکھا کہ عیسی ابن مریم اور دجال خانہ کعبہ کا طواف کررہے تھے انتہی ملخصاً اور لکھتے ہین جو کچھہ دمشقی حدیث مین مسلم نے بیان کیا ہے اکثر با تین اوسکی بطور اختصار اس حدیث مین درج ہین اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے صاف اور صریح طور پر اس حدیث مین بیان فرمادیا کہ یہ میرا مکاشفہ ہے یا ایک خواب ہے اس جگہہ سے یقینی اور قطعی طور پر ثابت ہوتا ہے کہ وہ دمشق والی حدیث جو پہلے ہم لکھہ آئے ہین وہ بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک خواب ہے جیسا کہ اسمین یہ اشارہ بھی کائی کا لفظ بیان کرکے کیا گیا ہے ۔

دمشق والی حدیث جسکا حوالہ مرزا صاحب دیتے ہین اوسکا خلاصہ مضمون یہ ہے کہ ایکبار آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے دجال کا ذکر کرکے فرمایا کہ اگر وہ میرے زمانہ مین نکلیگا تو مین خود اوسکا مقابلہ کرلونگا اور اگر مین

نہ رہون تو ہر شخص اپنے طور پر بحث قایم کرلے (اوسکی علامتین یہ ہین) وہ جوان ہوگا اوسکے بال مڑے ہوے ہون گے اور ایک انکھہ اوسکی پہولی ہوی ہوگی وہ عبد العزی بن قطن کے مشابہ ہوگا انتہی ملخصاً

مرزا صاحب اس حدیث کے ساتھہ طواف والی حدیث کو جوڑ لگاتے ہین اس غرض سے کہ جیسے طواف کی تعبیر ضروری ہے ویسے ہی دجال کی تاویل ضروری ہے اسیوجہ سے دجال سے گروہ پادریان مراد ہے اور اوسکی وجہ یہ تبلاتے ہین کہ مکاشفات بھی مثل خواب قابل تعبیر ہین اور لفظ کانّی سے اسیطرف اشارہ ہے مرزا صاحب یہان ایک نیا قاعدہ ایجاد کر رہے ہین کہ کانّ سے خواب کے طرف اشارہ ہوا کرتا ہے حالانکہ یہ نص قطعی کے خلاف ہے حق تعالیٰ فرماتا ہے فلما جاءت قال اہکذا عرشك قالت كانه هو ظاہر ہے کہ بلقیس کا یہ قول خواب مین نہ تھا۔

اصل یہ ہے کہ کانّ تشبیہ کے لئے ہے چونکہ انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مقصود یہ تھا کہ دجال کو ایسے طور پر معین و مشخص فرمادین کہ امت کو اوسکے پہچاننے مین کسی قسم کا اشتباہ نہ رہے تاکہ اوسکے فتنہ سے محفوظ رہین اسلئے اولاً اوسکے تمام حالات وخوارق عادات بیان کر دئیے پہر اوسکا حلیہ بیان فرمادیا اسپر بھی اکتفا نکر کے ایک ایسے شخص کے ساتھ تشبیہ دیکر اوسکو مشخص فرمادیا جسکو لوگ پہچانتے تھے تاکہ لوگ معلوم کرلین کہ وہ کیسے ہی دعوے کرے مگر دراصل وہ ایک آدمی ہوگا مشابہ عبد العزیٰ کے چنانچہ ایک موقع مین صراحتہً فرمادیا کہ مین اوسکی وہ علامتین تمہین تبلاتا ہون کہ کسی نبی نے اپنی امت کو نہین تبلائین۔

اہل انصاف خود غور فرمالین کہ اس تشبیہ سے انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دجال کی تعین وتشخیص مقصود تھی یا ابہام جب لفظ کانّ سے یہ ثابت کیا جاے کہ وہ قابل تعبیر ہے تو ہر شخص اپنی سمجھہ کے موافق تعبیر و تاویل کریگا کیونکہ حضرت نے تو اوسکی تعبیر کچھہ بیان ہی نہین فرمائی اسصورت مین حضرت کا وہ تمام اہتمام جو اوسکی تعین کے باب مین فرمایا سب بیکار ہوجائیگا۔

عقلاً وعادۃً یہ بات ثابت ہے کہ جب کسی غائب کو معین کرکے تبلا دینا مقصود ہوتا ہے تو پہلے اوسکے احوال مختصہ بیان کئے جاتے ہین پہر اوسکا حلیہ بیان کیا جاتا ہے اور چونکہ حلیہ مین بھی مفاہیم کلیہ ہوتے ہین جس سے تعین شخصی نہین ہوتی اسلئے اوسکے مشابہ کوئی ہو تو اوسکو دکہلا کر کہا جاتا ہے کہ وہ

غائب اسکے مشابہ ہے انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی دجال کی تعیین وتشخیص کے بارہ مین یہ تینون مدارج طے فرمادیئے کنز العمال دیکھہ لیجئے کہ ان تینون قسم سے متعلق احادیث بکثرت موجود ہین۔

مگر مرزا صاحب کو ضد ہے کہ انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کتنا ہی اوسکو مشخص فرمادین وہ مشخص ہونے نہین دیتے بلکہ اس کوشش مین ہین کہ جہانتک ہوسکے ابہام بڑہایا جائے۔

گورنمنٹ کے مخالفت کے خیال کو جو عیسی بننے مین پیدا ہوتا تہا کس اہتمام سے مرزا صاحب نے رفع کیا چنانچہ کشف الغطا مین وہ لکہتے ہین کہ مینے عربی فارسی اردو کتابین لکہکر عرب شام کابل بخارا وغیرہ کے مسلمان کو بار بار تاکید کی اور معقول وجہون سے اونکو اسطرف جہکا دیا کہ وہ گورنمنٹ کی اطاعت بدل وجان اختیار کرین۔ دیکھئے ان تمامی اسلامی بلاد کے مسلمانون کو مرزا صاحب نے جو بار بار تاکید کی کہ ان اسلامی شہرون کو سلطنت اسلامی سے خارج کرکے نصاری کے قبضہ مین دیدین اور وہ اسطرف مائل بھی ہوگئے اسمین کسقدر مرزا صاحب کا روپیہ صرف ہوا ہوگا مگر اوسکی کچہہ پروا کی اور یہ سب کچہہ رفع الزام مخالفت گورنمنٹ مین گوارا کیا مگر افسوس ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتہہ ضد اور مخالفت علانیہ کررہے ہین اور اوسکی کچہہ پروا نہین اور اس سے زیادہ قابل افسوس یہ ہے کہ اس قسم کے مخالفتون پر دین کا مدار سمجہا جارہا ہے۔

ذکرہ حضرت عیسی ومہدی

مرزا صاحب انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مکاشفہ کو اپنے مکاشفہ پر قیاس کرکے اوسکا مطلب یہ بتاتے ہین کہ اس مکاشفہ سے کشف وظہور نہین ہوسکتا بلکہ اسمین ایک ایسا ابہام رہتا ہے کہ اوسکے تعبیر کی حاجت ہوتی ہے یعنے مکاشفہ مین جو چیز دیکہی جاتی ہے درحقیقت وہ چیز نہین ہوتی جیسے خواب مین اگر دودہ دیکہا جائے تو اوس سے مراد مثلاً علم ہے دودہ نہین اسیوجہ سے خواب دیکہنے والا پریشان ہوکر تعبیر پوچھتے پہرتا ہے پہر اگر کوئی شخص اوسکی تعبیر بیان بھی کردے تو وہ بھی قابل یقین نہین ہوسکتی کیونکہ جب تعبیر باعتبار صفات ولوازم ومناسبات لیجاتی ہے اور ہر چیز کے لوازم ومناسبات بکثرت ہوسکتے ہین تو کیونکر یقین ہو کہ جن مناسبتون کا لحاظ تعبیر مین رکہا گیا وہی واقع مین بھی ہین۔

اگر ہم تہوڑی دیر کے لئے مکاشفہ اور خواب کا ایک ہی حال فرض کرین جب بھی ہم کہینگے کہ انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خواب اورون کے الہام سے افضل تہا اسلئے کہ اوسکا مقصود حضرت پر ظاہر ہوجاتا تہا جس کو تعبیر کے

پیرایہ مین بیان فرمادیتے تھے چنانچہ احادیث سے ظاہر ہے کہ خود حضرت کوئی خواب دیکھتے یا صحابہ اپنے خواب عرض کرتے تو حضرت اوسکی تعبیر دیکر اوسکے ابہام کو اٹھا دیتے تھے اگر اس مکاشفہ مین عبد العزی صورت مثالی دجال کی تھی جسکی تعبیر کی حاجت ہے تو مثل اور خوابون کے اوسکی بھی تعبیر خود بیان فرمادیتے ورنہ صورت مثالی کو بیان کرکے مصداق اور تعبیر بیان نکرنا شان نبوت سے بعید ہے کیونکہ ایسے مبہم چیز کے بیان سے سوایے سامعین کی پریشانی خاطر کے کوئی نتیجہ نہین اور پیشین گوئی کے مکاشفہ کو صحابہ قابل تعبیر سمجھتے تو جیسے اور خوابون کی تعبیر پوچھتے تھے اسکی بھی تعبیر پوچھہ لیتے کہ عبد العزی کے مشابہ ہونیکا کیا مطلب ہے پھر دجال کا واقعہ کوئی معمولی تہا کہ چندان قابل التفات نہوا وسکی خوفناک حالتین حضرت ہمیشہ بیان فرماتے امم سابقہ کا اس سے ڈرنا اور انبیا کا ڈرانا صحابہ کو معلوم تھا ہمیشہ نماز مین دعا کرتے داعوذ بک من فتنۃ المسیح الدجال ایسی حالت مین اگر مکاشفہ دجال کو قابل تعبیر سمجھتے تو صحابہ کی شان نہ تھی کہ ایسے اہم معاملہ کو مبہم چہوڑ دیتے اور اگر بالفرض کسی وجہ سے چہوڑ بھی دیا تھا تو کسی کو تو افسوس ہوتا کہ کاش کہ حضرت سے اوسکی تعبیر پوچھہ لی ہوتی حالانکہ کوئی روایت اس قسم کے افسوس کی نہ مرزا صاحب نے بتلائی نہ بتلا سکتے ہین ایکبار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا خواب بیان فرمایا کہ میرے پیچھے گویا کالی بکریون کا ایک منڈہ چلا آرہا ہے پھر سفید بکریون کا اتنا بڑا منڈا آگیا کہ اوسمین کالی بکریان چہپ گئین صدیق اکبرؓ نے عرض کی شاید کالی بکریون سے عرب اور سفید بکریون سے عجم مراد ہونگے فرمایا ہان صبح کے قریب ایک فرشتہ نے بھی یہی تعبیر دی۔ دیکھئے حضرتؐ کے تعبیر بیان فرمانے سے پہلے صدیق اکبرؓ نے تعبیر دیدی اس سے ظاہر ہے کہ مبہم اور تعبیر طلب امور کی تعبیر معلوم کرنے مین صحابہ بے چین ہوجاتے تھے۔

خصائص کبریٰ

جب اونکے ادنے اشتباہات کو صحابہ پوچھکر اعتقاد کو مستحکم کرلیا کرتے تھے تو ایسے پرخطر اور خوفناک واقعہ کو صحابہ ضرور پوچھتے کہ حضرت انبیاے سابقین نے دجال کو ہوا بنا رکھا تھا (جیسا کہ مرزا صاحب کہتے ہین) یا واقع مین وہ کوئی چیز بھی ہے اور اگر ہے تو کسی قوم کا نام ہے یا کوئی معین شخص ہوگا جسکا یہ حلیہ بیان ہورہا ہے اور تشبیہ دی جارہی ہے۔

آپ حضرات خود سمجھہ سکتے ہین کہ بعد اسکے کہ دجال کا حلیہ بیان فرمایا گیا اور ایک شخص کے ساتھہ

اوسکو تشبیہ دیکر معین فرمادیا اسپر بھی اگر کوئی پوچھتا کہ حضرت اوسکو آپنے ہوا بنا رکھا ہے یا وہ کوئی قوم ہے تو یہ سوال کیسا سمجھا جاتا اور اوسکا جواب کیا ہوتا کاش مرزا صاحب کا ہم خیال اوسوقت کوئی ہوتا اور خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھہ لیتا تو اس سوال وجواب کا لطف سخن شناسون کو قیامت تک آتا رہتا۔

کشف کے معنے مرزا صاحب یہ لیتے ہین کہ اوسمین صورت مثالی ظاہر ہوتی ہے اگر یہی معنے کشف کے ہین تو چاہئیے کہ اگر کسی چیز کا خیال کرلیا جاے تو اوسکو بھی کشف کہین اسلئے کہ اوسمین بھی آخر صورت خیالی کا کشف ہوتا ہے اور دونون مین اصل واقعہ سے کوئی تعلق نہین ہوتا اور اگر بعد تعبیر کے انطباق صورت مثالیہ کا صورت خارجیہ پر ممکن ہے تو بعد تحقیق کے صورت خیالیہ کا انطباق بھی صورت خارجیہ پر ممکن ہے پھر ایسا کشف جسکو خیالی پر بھی فضیلت نہو سکے اوسکو کشف کہنا ھی اندھیر ہے۔

تمام اہل کشف کا اتفاق ہے جس سے اولیاء اللہ کے تذکرے بھرے ہوے ہین کہ جس چیز کا کشف ہوتا ہے اوسکو وہ کرای العین دیکھہ لیتے ہین اور جو کچھہ وہ خبر دیتے ہین برابر اوسکا ظہور ہوتا ہے مگر مرزا صاحب اوسکو کیون ماننے لگے تھے اگر اونکے روبرو حضرت بایزید بسطامی یا حضرت غوث الثقلین رضی اللہ عنہما کے اقوال بھی پیش کئے جائین تو وہ نہ مانین گے اور اگر اپنے مطلب کی بات ہو تو نواب صدیق حسن خانصاحب کا قول پیش کرتے ہین چنانچہ ازالۃ الاوہام مین لکھتے ہین کہ سلف صالح مین سے بہت سے صاحب مکاشفات مسیح کے آنے کا وقت چودہوین صدی کا شروع بتلاگئے ہین چنانچہ شاہ ولی اللہ صاحب اور مولوی صدیق حسن خانصاحب نے ایسا ہی لکھا ہے انتہی مرزا صاحب نے یا تو بہت سے اہل مکاشفات وسلف صالح سے سوائے ان دو شخصون کے کسی کا نام قابل ذکر نہین سمجھا یا اس قول موافق کی وجہ سے اونکی قدر افزائی کر کے سلف صالح اور اہل مکاشفات مین اون کو حساب کرلیا بہر حال اونکے صرف اس خیالی اور تخمینی قول کی وجہ سے جو من وجہ مفید مدعا ہے اگر سلف صالح ہین تو وہ ہین اور ولی کامل اور صاحب مکاشفہ ہین تو وہ ہین اور جس کا قول اونکے مخالف ہو خواہ وہ محدث ہو یا صحابی صاف کہدیتے ہین کہ یہ سراسر غلط ہے بلکہ تمام اکابر دین پہ

شرک کا الزام لگا ہی دیا جیسا کہ ابھی معلوم ہوا۔ اور طرفہ یہ ہے کہ اگر قابل تاویل و تعبیر ہو تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کشف ہو اور ایسے لوگون کے کشف و پیشین گوئی مین نہ تاویل کی ضرورت ہے نہ تعبیر کی چنانچہ ان کے کشف کے مطابق چودہوین صدی کے شروع مین عیسیٰ آ بھی گیا افسوس ہے کہ مرزا صاحب کو صدیق حسن خانصاحب کی پیشین گوئی کی جتنی وقعت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتنی بھی وقعت نہین اسپر یہ دعویٰ مہدویت وغیرہ وغیرہ اصطلاح اپنے کشفون کی نسبت ہمیشہ زور دیا جاتا ہے کہ وہ صحیح نکلے گو ہر طرف سے اوسکا انکار ہو رہا ہے۔ مسلم شریف کی حدیث چونکہ اونکے مدعا کے مخالف ہے لکھتے ہین کہ دمشق کی حدیث مین مسلم نے بیان کیا ہے جس سے صاف ظاہر ہے کہ دجال کی علامتین جو حدیث مسلم مین وارد ہین حضرت نے نہین بیان فرمایا بلکہ مسلم نے بیان کیا یعنے بنالیا ہے حالانکہ وہ حدیث خاص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے اور دجال کو خواب مین دیکھنے کی حدیث کو چونکہ مفید مدعا سمجھتے ہین کمال عقیدت اور اہتمام سے لکھتے ہین کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے صاف و صریح طور پر بیان فرما دیا کہ یہ خبر میرا مکاشفہ یا ایک خواب ہے حالانکہ اس حدیث مین نہ مکاشفہ کا لفظ ہے نہ خواب کا نام۔

اصل گفت و گو یہ تھی کہ کشف سے واقعہ منکشف ہو جاتا ہے یا وہ قابل تعبیر اور مبہم رہتا ہے قرآن شریف سے تو ثابت ہے کہ اصل واقعہ مشہود ہو جاتا ہے دیکھ لیجئے خضر علیہ السلام نے ایک لڑکے کو صرف اس کشف کی بنا پر مار ڈالا کہ اگر وہ جوان ہوگا تو اپنے ماں باپ کو کافر بنا دیگا اب غور کیجئے کہ کس درجہ کا انکو اپنے کشف پر وثوق تھا کہ معصوم لڑکے کو بغیر کسی گناہ کے بے وقت کے رو بہ مارنے کی کچھ پروا نہ کی اگر ذرا بھی انکو اشتباہ ہوتا تو یہ قتل ہرگز جائز نہ ہوتا۔ اور حق تعالیٰ نے اس واقعہ کی خبر جو اپنے کلام پاک مین دی اس سے صاف ظاہر ہے کہ حق تعالیٰ اپنے خاص بندون کو یقینی کشف و عیان عطا فرماتا ہے اس موقع مین اہل ایمان و اہل انصاف سمجھ سکتے ہین کہ باوجودیکہ خضر علیہ السلام کا نبی ہونا ثابت نہین انکا کشف جب یقینی ہو تو افضل انبیا علیہ الصلوۃ والسلام کا کشف یقین کے کس درجہ مین ہونا چاہئے۔ ابن عمر[عـــه] رض کہتے ہین کہ مینے خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے

عـــه مدعا میں سیکا صفحہ ۹ دیکھیے

عـــه خصائص کبریٰ

سنا ہے کہ فرماتے تھے کہ حق تعالےٰ نے تمام دنیا کو میرے پیش نظر کر دیا ہے مین اوسکو اور قیامت تک
جو کچھہ ہونیوالا ہے سب کو مین ایسا دیکھہ رہا ہون جیسے اپنی اس ہتیلی کو علانیہ دیکھتا ہون۔ غرض ان
وجوہ سے ثابت ہے کہ انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دجال کی خبر جو کشف سے دی ہے اوسمین نہ
حضرت کو کسی قسم کا اشتباہ تھا نہ کوئی اہل ایمان شبہہ کر سکتا ہے اور وہ کشف مثل خوابون کے قابل
تعبیر بھی نہین بلکہ جسطرح دجال کا حلیہ بیان فرمایا اور عبدالعزیٰ کے ساتھہ اوسکو تشبیہ دی ویسا ہی وہ ہوگا۔
اب ہم چند کشف انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بیان کرتے ہین جن سے ظاہر ہے کہ جو کچھہ حضرت نے
بیان فرمایا بلاکم وکاست وبغیر احتیاج تعبیر وتاویل اوسکا ظہور ہوا۔ یون تو حضرت کے مکاشفات
بے حد وبے شمار ہین مگر یہ چند بمنزلہ مشتے نمونہ از خروارے یہان لکھے جاتے ہین کہ جن روایات ذیل
مین کسی کتاب کا نام نہین لکھا گیا الخصایص الکبریٰ سے لکھی گئی ہین چونکہ یہ کتاب چھپ گئی ہے
اسلئے ہر روایت کا حاصل مضمون لکھا گیا۔
ابن عمر رض کہتے ہین کہ ایک روز مین انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر تھا دو شخص
کچھہ پوچھنے کی غرض سے آئے ایک ثقفی دوسرا انصاری اولاً آپ نے ثقفی سے فرمایا کہ جو تم پوچھنا
چاہتے ہو پوچھو اور اگر منظور ہو تو تمہارا سوال بھی مین ہی بیان کر دون عرض کیا یہ اور زیادہ نادر ہوگا
فرمایا کہ تم رات کی نماز اور رکوع وسجود وغسل جنابت کا حال پوچھنا چاہتے ہو انہون نے قسم کھا کر حضرت کی
تصدیق کی پھر انصاری سے خطاب کر کے فرمایا کیا تمہارا بھی سوال مین ہی بیان کر دون عرض کیا
ارشاد ہو فرمایا تمہارا قصد بیت اللہ جانیکا ہے مسائل وقوف عرفات وحلق راس وطواف ورمی
جمار پوچھنا چاہتے ہو انہون نے بھی قسم کھا کر تصدیق کی۔
جس روز نجاشی بادشاہ حبش کا انتقال ہوا حضرت نے اونکے وفات کی خبر دی اور عیدگاہ تشریف
لے گئے جہان جنازون پر نماز پڑھی جاتی تھی اور اونکی نماز جنازہ ادا کی۔ فقہا کہتے ہین کہ یہ نماز
جنازہ غایب پر نہ تھی بلکہ جنازہ حضرت کے پیش نظر تھا۔ ام سلمہ کہتی ہین کہ انہین دنون مشک
وغیرہ ہدیہ مینے نجاشی کو بھیجا تھا مجھے اسی روز یقین ہو گیا کہ وہ ہدیہ واپس آجائے گا چنانچہ

ایسا ہی ہوا۔

نام مقام

آپنے ایک لشکر موتہ علیہ پر روانہ فرمایا تھا جس روز کفار کے ساتھ اونکا مقابلہ ہوا آپ خبر دیتے رہتے تھے کہ رایت یعنے نشان کو زید رضنے لیا اور وہ شہید ہوئے پھر جعفر رضنے لیا وہ بھی شہید ہوگئے پھر عبداللہ بن رواحہ نے لیا وہ بھی شہید ہوئے یہ فرما رہے تھے اور چشم مبارک سے اشک جاری تھے فرمایا پھر سیف اللہ خالد بن ولید نے بغیر امارت کے لیا اللہ تعالےٰ نے انکے فتح دی رواہ البخاری۔

جب مسجد قبا کی آپنے بنیاد ڈالی تو پہلے آپنے پتھر رکھا پھر ابوبکر رضنے پھر عمر رضنے پھر عثمان رضنے کسی نے پوچھا کہ حضرت یہ عمارت آپ بنا فرماتے ہین اور یہی تین صاحب آپکے ساتھ ہین فرمایا کہ یہ تینون شخص میرے بعد میرے خلفا اور ملک کے والی ہون گے۔

فرمایا خلافت نبوت میرے امت مین تیس سال رہیگی اوسکے بعد پادشاہی ہوجاے گی اہل علم پر پوشیدہ نہین کہ خلافت راشدہ کی مدت اسیقدر رہے۔ اور فرمایا کہ مینے بنی امیہ کو خواب مین دیکھا کہ میرے منبر پر ایسے کود رہے ہین جیسے بندر۔

اور فرمایا کہ بنی امیہ کے سرکشون سے ایک سرکش کا خون رعاف میرے اس منبر پر بہیگا چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ عمر بن سعید ابن العاص کا خون رعاف منبر شریف پر بہا۔

ام فضل زوجہ حضرت عباس رض کو جب لڑکا پیدا ہوا تو حضرت کی خدمت مین حاضر کین اونکا نام آپنے عبداللہ رکھکر فرمایا کہ خلیفون کے باپ کو لیجاو حضرت عباس رض کو یہ کیفیت معلوم ہوی تو حضرت سے استفسار کیا فرمایا ہان یہ خلفا کے باپ ہین انکی اولاد مین سفاح مہدی وغیرہ ہونگے۔

اور فرمایا بنی امیہ کے ہر روز کے معاوضہ مین بنی عباس دو روز اور ہر مہینے کے معاوضہ مین دو مہینے حکومت کرینگے یعنے خلفاے عباسیہ کی حکومت کی مدت بنی امیہ کی مدت حکومت سے دوچند ہوگی۔ امام سیوطی رح اس حدیث کو نقل کرکے لکھتے ہین کہ خاص بنی امیہ کی حکومت تراسی سال رہی اور بنی عباس کی حکومت ایک سو ساٹھ برس سے چند سال زیادہ رہی۔

فرمایا جب تک تم مین عمر رض ہین دروازہ فتنون کا بند ہے اور اونکی شہادت کے بعد ہمیشہ اسیمین

کشت و خون ہوا کرینگے۔ اہل علم پر یہ امر اظہر من الشمس ہے۔
فرمایا قیصر و کسریٰ جو اب موجود ہین انکے بعد پھر قیصر و کسریٰ کوئی نہ ہوگا۔ ایسا ہی ہوا۔
فرمایا فارس اور روم کو اہل اسلام فتح کرینگے فارس کے ایک دو حملہ ہونگے اور اوسکا خاتمہ ہوجائیگا مگر روم کے حملے مدتون ہوتے رہین گے۔ کتب تواریخ سے اسکی تصدیق ظاہر ہے۔
فرمایا کسریٰ کے وہ خزانے جو سفید محل مین رکھے ہوے ہین مسلمانون کے قبضے مین آئین گے اور کل خزانے کسریٰ و قیصر کے راہ خدا مین صرف کئے جائین گے تواریخ سے اسکی تصدیق ظاہر ہے۔
ایک روز انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سراقہ ابن مالک کے ہاتھ دیکھکر فرمایا کہ مین دیکھہ رہا ہون کہ تمہارے ہاتھون مین کسریٰ کے دست بند اور کمر مین اوسکا کمربند اور سر پر اوسکا تاج ہے جس روز تم یہ زیور پہنوگے تمہاری کیا حالت ہوگی۔ جب فتح فارس کے بعد دست بند وغیرہ کسریٰ کے حضرت عمرؓ کے روبرو آئے تو اپنے سراقہ ابن مالک کو بلایا اور وہ سب پہنا کر خدا کا شکر بجالایا کہ یہ زیور کسریٰ جیسے بادشاہ سے چھین کر سراقہ کو جو ایک بدوی یعنے جنگلی شخص ہے پہنایا۔
غزوہ تبوک سے واپسی کے وقت انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حیرہ بیضا کو (جو ایک شہر ہے) مین دیکھہ رہا ہون اور یہ شیما بنت نفیلہ ازدیہ کالی اوڑھنی لپٹی ہوئی خچر پر سوار ہے خریم ابن اوس نے عرض کیا یا رسول اللہ وہ عورت مجھے عطا فرما دیجئے جسوقت ہم حیرہ کو فتح کرین اور اوسکو پائین تو مین اسکو لے لون فرمایا اچھا ہمنے تمہین کو دیدیا۔ خریمؓ کہتے ہین کہ ابوبکرؓ کے زمانہ مین جب ہم حیرہ پر گئے پہلے وہی شیما بنت نفیلہ اوسی حالت سے سامنے آئی جسطرح حضرت نے خبر دی تھی مین اوسکو پکڑ لیا اور کہا یہ وہی عورت ہے جسے انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ہبہ کر دیا ہے خالد ابن ولید نے اس دعویٰ پر مجھسے گواہ طلب کئے مینے دو گواہ پیش کئے جب وہ میرے قبضہ مین آگئی تو اوسکا بھائی میرے پاس آیا کہ شیما کو قیمت لیکر دیدو مینے کہا کہ دس سو سے کم مین ہرگز ندونگا اوس نے ہزار درہم دے کر لے گیا لوگون نے کہا تمنے کیا کیا اگر لاکھ درہم مانگتے تو وہ تمہین دیتا مینے کہا مجھے خبر نہ تھی کہ دس سو سے زیادہ بھی کوئی عدد ہوتا ہے۔

عثمان رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ حق تعالیٰ تم کو خلعت خلافت پہنائیگا اور لوگ چاہین گے کہ تم اسکو اوتار دین تو تم ہرگز اونکی بات نہ مانو قسم ہے اگر تم وہ خلعت اتار دوگے تو ہرگز جنت مین نہ جاؤگے فرمایا بعد عثمان رض کے مدینہ کوئی چیز نہین۔ غالباً حضرت علی کرم اللہ وجہ نے اسیوجہ سے کوفہ کی اقامت اختیار کی۔

ابوذر رض کو انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب مکانات سلع تک (جو ایک پہاڑ ہے مدینہ طیبہ مین) پہونچ جائین تو تم شام کی طرف چلے جانا اور مین جانتا ہون کہ تمہارے امرا تمہارا پیچھا نچھوڑین گے۔ عرض کیا اون لوگون کو قتل نہ کرون جو آپکے حکم مین حائل ہون فرمایا نہین اونکی سنو اور اطاعت کرو اگرچہ غلام حبشی ہو جب وہ حسب ارشاد شام گئے معاویہ رض نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ ابوذر لوگونکو شام مین بگاڑ رہے ہین عثمان رض نے اونکو بلا لیا پھر وہ وہان بھی نہ رہ سکے ربذہ کو چلے گئے وہان کا حاکم عثمان رض کا غلام تھا ایک روز نماز کی جماعت قایم ہوی غلام نے چاہا کہ ابوذر رض امامت کرین آپنے کہا کہ تمہین آگے بڑہو کیونکہ تم غلام حبشی ہو اور مجھے حضرت کا حکم ہوچکا ہے کہ غلام حبشی کی اطاعت کرون۔

حضرت علی کرم اللہ وجہ کو جب ابن ملجم نے زخمی کیا آپنے اثناے وصیت مین فرمایا جتنے اختلاف انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ہوے اور آیندہ ہونے والے ہین سبکی خبر حضرت نے مجھے دی ہے یہانتک کہ یہ میرا زخمی ہونا اور معاویہ کا مالک ملک ہونا اور اونکا بیٹا انکا جانشین ہونا پھر مروان کی اولاد کیے بعد دیگرے وارث ہونا اور بنی امیہ کے خاندان سے بنی عباس کے خاندان مین حکومت کا منتقل ہونا مجھے معلوم کرادیا اور وہ خاک بھی بتلادی جسمین حسین قتل ہونگے۔

حضرت امام حسن علیہ السلام کی نسبت فرمایا کہ انکی وجہ سے اللہ تعالیٰ مسلمانون کی دو جماعتون مین صلح کرادیگا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ آپنے اپنا حق چھوڑ دیا اور معاویہ رض سے صلح کرلی۔

فرمایا میری اہل بیت کے لئے حق تعالیٰ نے اخرت پسند کی ہے میرے بعد انکو بلاؤنکا سامنا ہوگا نکالے جائین گے قتل کیے جائین گے۔

ایکبار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تذکرہ فرمایا کہ بعض امہات المومنین خلیفہ وقت سے جنگ کرنے کو نکلینگین اور حواب (نام مقام) کے کتے اونکو دیکھکر بھونکینگے عایشہ رض یہ سنکر ہنسین آپنے فرمایا اے حمیرا دیکھو کہین تمہین نہون۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ بھی اسوقت وہان موجود تھے اونکی طرف متوجہ ہوکر فرمایا کہ جب یہ تمہارے قبضہ مین آجائین تو نرمی سے پیش آنا اور اون کے گھر اونکو پہنچا دینا چاہیئے۔ حضرت عایشہ رض بارادہ مقابلہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ جب حواب کو پہنچین کتے بھونکنے لگے پوچھا اس جگہہ کا کیا نام ہے لوگون نے کہا حواب یہ سنتے ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد یاد آگیا اور فوراً واپس ہونے کا ارادہ کرلین مگر زبیر رض نے ترغیب دی کہ شاید آپکی وجہہ سے مسلمانون مین صلح ہوجائے غرض جو کچھہ حضرت نے فرمایا تھا وہ سب ظہور مین آیا۔

حضرت نے زبیر سے فرمایا تھا کہ تم علی رض کے ساتھہ جنگ کروگے اور تم ظالم ہوگے جنگ جمل مین زبیر رض حضرت عایشہ کے لشکر مین تھے جب حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے مقابلہ مین آئے آپنے اون سے کہا کہ مین قسم دے کر تم سے پوچھتا ہون کیا تمہین یاد نہین کہ ایک روز تم اور مین حضرت کی خدمت مین حاضر تھے حضرت نے تم سے پوچھا کہ تم ان سے محبت رکھتے ہو تم نے کہا کون چیز اوس سے مانع ہے فرمایا تم ان سے جنگ کروگے اور تم ظالم ہوگے۔ زبیر رض نے کہا واقعی مین بھول گیا تھا یہ کہکر واپس ہوگئے۔

عمار بن یاسر رض کو حضرت نے فرمایا کہ تمکو گروہ باغی قتل کرے گا حضرت کے وفات کے بعد ایکبار وہ ایسے سخت بیمار ہوے کہ امید منقطع ہوگئی چنانچہ ایک دفعہ غشی ہوی جس سے سب گھر والے رونے لگے جب ہوش مین آئے تو کہا کیا تم خیال کرتے ہو کہ مین بچھونے پر مرونگا ہرگز نہین حضرت نے مجھسے فرمایا ہے کہ گروہ باغی مجھے قتل کرے گا۔ آخر حضرت علی اور معاویہ کے جنگ مین اونکو معاویہ رض کے لوگون نے شہید کیا۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے فرمایا کہ تم امیر اور خلیفہ بنائے جاؤگے اور قتل بھی کئے جاؤگے اور داڑہی تمہارے سر کے خون سے رنگین ہوگی۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ بقصد عراق اونٹ پر سوار ہو رہے تھے کہ عبد اللہ بن سلام آئے اور کہا کہ آپ اگر عراق کو جائیں تو آپکو تلوار کا سخت زخم لگے گا فرمایا خدا کی قسم یہی بات حضرت نے مجھسے بھی فرمائی تھی معاویہ ہو سے فرمایا کہ جب تمہیں خلافت کا لباس پہنایا جاے گا تو تمہاری کیا حالت ہوگی سو سمجھو کہ اسوقت کیا کرو گے ام حبیبہ رض نے پوچھا کیا میرے بھائی خلیفہ ہون گے فرمایا ہان لیکن آمین بہت شر و فساد ہون گے۔

جبیر ابن مطعم رض کہتے ہین کہ ہم لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور مین حاضر تھے کہ حکم ابن ابی العاص کا گذر ہوا حضرت نے فرمایا میری امت کو اوس شخص سے جو اسکی پیٹھ مین ہے بڑی بڑی مصیبتین پہونچینگی۔ کتب تواریخ سے ظاہر ہے کہ مروان ابن الحکم کی وجہ سے مسلمانون کو کیسی کیسی مصیبتین پہونچین وہ اصل بانی فساد یہی تھا جسکی وجہ سے اہل مصر برہم ہوے اور واقعہ شہادت عثمان رض کا پیش آیا اوسکے بعد حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور حضرت عائشہ رض اور معاویہ رض کی جتنی لڑائیاں ہوئین سب کا ظاہری نشا یہی شہادت تھی جسکا باعث مروان ہوا غرض مروان اسلام کے حقمین ایک بلاے جانکاہ تھا۔

ایکبار معاذ بن جبل رض سے حضرت نے فرمایا بہت سے فتنہ تیرہ و تار پے درپے ہونے والے ہین اونمین سے چند بیان کئے جاتے ہین تم گنتے جاؤ۔ وہ کہتے ہین کہ حضرت ایک ایک فتنہ کا نام لیتے تھے اور مین اونگلیون پر گنتا تھا چنانچہ پانچوان فتنہ یزید کا بیان کر کے فرمایا لا یبارک اللہ فی یزید اور چشم مبارک سے اشک رواں ہوگئے فرمایا کہ حسین رض کی موت کی خبر مجھے دی گئی اور اونکی قتل گاہ اور اون کے قاتل کا نام بھی مجھے معلوم ہے اسکے بعد اور فتنے بیان کر کے دسوان ولید کا فتنہ بیان فرمایا کہ وہ ایک فرعون ہوگا کہ اسلام کے شرائع کو ڈہائے گا۔

تاریخ الخلفاء وغیرہ مین ولید کا حال لکھا ہے کہ وہ ۱۲۵ھ مین خلیفہ ہوا اور ہمیشہ لہو و لعب مین مشغول رہتا تھا شراب خواری کی یہ کیفیت کہ ایک حوض شراب سے بھرا رکھتا تھا جب خوش ہوتا اوس کو دیکھتا اور خوب سا پیتا ایک بار حج کا ارادہ اس غرض سے کیا کہ کعبہ شریفہ کے سقف پر جاکر شراب پیئے۔ ایک روز لونڈی کے ساتھ شریک ہوکر بیٹھا تھا کہ موذن نے اذان دی کہا خدا کی قسم آج

اس لونڈی کو امام بناو نگا چنانچہ اپنا لباس اوسکو پہنا کر مسجد کو بھیجا اور حالت جنابت مین وہ اوس نے امامت کی۔ ایکبار قرآن کی فال دیکھی یہ آیت نکلی و استفتحوا وخاب کل جبار عنید برہم ہو کر قرآن شریف کو پارہ پارہ کر دیا اور یہ اشعار پڑھے۔

اتوعد کل جبار عنید ٭ فہا انا ذاک جبار عنید ٭ اذا ماجئت ربک یوم حشر ٭ فقل یارب مزقنی ولید ٭

حضرت علی کرم اللہ وجہہ جب جنگ صفین سے واپس تشریف لاے حاضرین سے فرمایا معاویہ کی امارت کو مکروہ نہ جانو جب وہ تم مین نرہین گے تو مثل حنظل کے سر لڑکا کرینگے۔

ابوہریرہ رض ہمیشہ دعا کرتے تھے کہ یا اللہ سنۃ ستین اور لڑکون کی امارت نہ دکہائیو ان حضرات کی پیشین گوئی کا منشا یہ تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکی خبر پہلے ہی دی تھی چنانچہ ایکبار فرمایا کہ یہ امر یعنے اسلام کا معاملہ سیدہا اور قایم رہیگا اوسوقت تک کہ ایک شخص بنی امیہ سے جس کا نام یزید ہے اوس مین سوراخ اور رخنہ ڈالیگا۔

ایکبار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا گذر حرہ پر ہوا جو مدینہ طیبہ کے قریب ہے حضرت کہڑے ہو گئے اور انا للہ پڑہا اصحاب نے اوسکی وجہ دریافت کی فرمایا اس مقام پر میری امت کے بہتر اور عمدہ لوگ قتل کئے جائینگے امام مالک رح کہتے ہین کہ یزید کی خلافت مین مقام حرہ پر صرف علما سات سو قتل ہوے جن مین تین سو صحابہ تھے۔

سعید بن مسیب نے کہا کہ خلیفے ابوبکر ہین اور دو عمر کسی نے پوچھا دوسرے عمر کون کہا کہ قریب ہے کہ تم پہچان لوگے بیہقی کہتے ہین کہ دوسرے عمر عمر بن عبد العزیز ہین سعید ابن مسیب کا انتقال انکے دو سال پہلے ہوا اسلیے وہ بتلا نہ سکے۔

علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہین بنی امیہ پر لعنت مت کرو انمین ایک صالح امیر ہین یعنے عمر بن عبد العزیز ظاہر ہے کہ یہ پیشین گوئیان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اطلاع دینے کی وجہ سے ہین۔

فرمایا قیامت تک تیس جہوٹے نکلین گے جنمین مسیلمہ عنسی اور مختار ہے اور عرب مین بدتر قبیلے بنی امیہ اور بنی ثقیف ہین۔ قبیلہ ثقیف مین ایک شخص مبیر یعنے ہلاک کرنے والا ہوگا۔ حضرت عمر رض نے کہا کہ

نہ وہ اچہون سے کوئی اچہی بات قبول کرے گا نہ برون کی خطا معاف کریگا بلکہ جاہلیت کا سا حکم کریگا

ابوالیمان کہتے ہین کہ عمرو کو پہلے سے معلوم تہا کہ حجاج ثقفی نکلنے والا ہے جسکے اوصاف اونہون نے بیان کر دیئے۔ اہل علم پر پوشیدہ نہین کہ مسیلمہ کذاب، عنسی مختار اور حجاج کیسے بلاے بے درمان تھے جنکی خبر حضرت نے دی ہے۔

فرمایا میری امت مین ایک شخص پیدا ہوگا جسکو لوگ غیلان کہین گے اوسکا ضرر ابلیس کے ضرر سے بڑہا ہوا ہوگا۔ یہ شخص دمشق مین تھا مذہب قدریہ کو اس نے ایجاد کیا اوسکا قول تھا کہ تقدیر کوئی چیز نہین آدمی اپنے فعل کا آپ مختار اور خالق ہے۔

خوارج کے قتل کا واقعہ اوپر مذکور ہوا جس سے ظاہر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس واقعہ کی خبر دے چکے تھے اور سب پیشین گوئیان بلاکم وکاست ظہور مین آئین۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی تھی کہ ایک آگ نکلے گی جس سے بصریٰ مین اونٹون کی گردنین نظر آئینگی امام سیوطی رحمہ لکھتے ہین کہ یہ آگ سنہ ۶۵۴ھ مین نکلی تھی خلاصۃ الوفا مین لکھا ہے کہ اکابر محدثین مثل امام نووی اور قطب قسطلانی وغیرہ نے جو اوس زمانہ مین موجود تھے اس آگ کے حالات مین مستقل رسالے لکھے ہین اور اہل شام کے نزدیک اس آگ کا نکلنا بتواتر ثابت ہے۔ اسکا واقعہ مواہب اللدنیہ اور خلاصۃ الوفا وغیرہ مین اسطرح لکھا ہے کہ ایک آگ مقام حرہ مین پیدا ہوئی جو مدینہ منورہ سے شرق کے جانب ایک منزل پر واقع ہے اس آگ کا طول چار فرسخ یعنے سولہ میل اور عرض چار میل تھا اور ہیئت مجموعی ایک وسیع آگ کا شہر نظر آتا تہا جسکے اطراف فصیل اور اوسکے اوپر کنگرے اور برج آگ کے محسوس تھے اور ارتفاع مین اسقدر تھی کہ مکہ معظمہ کے لوگون نے اسکو دیکھا اور بصریٰ کے اونٹون کی گردنین اوس سے چمکتی تھین جب اپنے مقام سے وہ حرکت کی تو جس پہاڑ پہ اوسکا گذر ہوتا اوسکو گلا دیتی اور بڑہتی ہوئی مدینہ تک پہونچی، وہان پہنچتے حد حرم پر ہی قرطبی رحمہ نے تذکرہ مین لکھا ہے کہ شب معراج مین یعنے ۲۷ رجب کو وہ آگ بجھی۔ خوارج کے متعلق پیشین گوئیان اوپر مذکور ہوئین اور اونکے وقوع کا حال بھی معلوم ہوا۔

اسیطرح وہابیون کے فتنہ کی بہی پوری پوری خبرین حضرت نے دین چنانچہ الدرر السنیہ مین شیخ دحلان رح
سنے لکھاہے کہ اس فتنہ کے باب مین صحیح صحیح احادیث وارد مین بعض بخاری اور مسلم مین ہین اور بعض
دوسری کتابون مین انہین سے چند حدیثین یہان نقل کی جاتی ہین قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم الفتنۃ من ھھنا
الفتنۃ من ھھنا واشار الی المشرق یعنے فرمایا کہ فتنہ ادہر سے نکلیگا اور مشرق کی طرف اشارہ کیا وقال
صلی اللہ علیہ وسلم اللھم بارك لنا فی شامنا وبارك لنا فی یمننا قالوا یا رسول اللہ
وفی نجدنا قال ھناك الزلازل والفتن وبھا یطلع قرن الشیطان
مختصرا یعنے ایکبار حضرت نے دعا کی کہ یا اللہ ہمارے شام اور یمن مین برکت دیجیو لوگون نے کہا کہ
ہمارے نجد کے لئے بھی دعا فرمائے ارشاد ہوا وہان زلزلے اور فتنے ہین اور شیطان کا سینگ
وہان سے نکلیگا وفی روایۃ سیظھر من نجد شیطان یتزلزل جزیرۃ العرب من فتنتہ
یعنے فرمایا قریب ہے کہ ظاہر ہوگا نجد کی طرف کی سے ایک شیطان جسکے فتنہ سے جزیرہ عرب
متزلزل ہوجائیگا وقال صلی اللہ علیہ وسلم یخرج ناس من المشرق یقرؤن القرآن لایجاوز
تراقیھم یمرقون من الدین کما یمرق السھم من الرمیۃ لایعودون فیہ حتی یعود السھم
الی فوقہ سیماھم التحلیق - یعنے فرمایا بہت سے لوگ مشرق کی طرف سے نکلین گے وہ قرآن
پڑہین گے مگر اونکے حلق کے نیچے نہ اترے گا وہ دین سے ایسے نکل جائین گے جیسے تیر نکلا سے
نکل جاتاہے پہروہ ہرگز دین مین نہ لوٹینگے اور نشانی اونکی سر منڈوانا ہے - قال صلی اللہ علیہ وسلم
ان من ضئضئی ہذا (ای ذی الخویصرۃ) او فی عقب ھذا قوما یقرؤن القرآن لایجاوز
حناجرھم یمرقون من الدین کما یمرق السھم من الرمیۃ یقتلون اھل الاسلام ویدعون
اھل الاوثان - یعنے ذوالخویصرہ تمیمی کے خاندان سے ایک قوم نکلے گی وہ لوگ قرآن پڑہین گے
مگر اونکے گلے کے نیچے نہ اتریگا دین سے وہ ایسے نکل جائین گے جیسے نشانہ سے تیر نکل جاتا ہے
اہل اسلام کو وہ قتل کرینگے اور بت پرستون کو چہوڑ دینگے۔
شیخ دحلان نے الدرر السنیہ مین اس قسم کے اور روایتین ذکر کرکے لکہا ہے ابن عبدالوہاب نجدی کی

قبیلہ تمیم کا ایک شخص تھا ۱۱۴۳ھ مین اسکا فتنہ نجد سے شروع ہوا اول تو لوگون کو خالص توحید کے طرف
بلاتا اور شرک کی مذمتین بیان کرتا تھا جب اہل اسلام نے سادگی سے اوسکا اتباع قبول کرلیا اور رفتہ رفتہ
ایک گروہ بن گیا تو اوس نے قتل و غارت شروع کردیا اور ظالمانہ طریقہ سے بزور شمشیر تسلط بڑہاتا گیا
یہانتک کہ حرمین شریفین بلکہ کل جزیرۂ عرب پر اس گروہ کا تسلط ہوگیا حالت انکی یہ تھی کہ جمیع انبیا اور
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تنقیص اور کسر شان کے ساتھ انکو نہایت دلچسپی تھی شہدا اور اولیاء اللہ
کی قبرین کہدوا کر نجاستین بہردی جاتی تہین دلائل الخیرات اور اوراد اذکار کی کتابین اور بزرگان دین کے
تذکرے جلا دیئے جاتے تھے اور ضروریات دین سے یہ بات ٹہیرائی گئی تھی کہ شش جہت سے
اسطرف جتنے علما و سادات و مشائخین و اولیاء اللہ ہوئے ہین سب کی تکفیر کی جائے اگر اسمین کوئی
تامل کرتا تو فوراً قتل کردیا جاتا غرض ان ملحدانہ اور ظالمانہ حرکات سے تمام جزیرۂ عرب ۱۲۲۱ھ تک
ایک تہلکہ عظیم مین گرفتار تہا۔ اس نے اپنے ہم مشربون کی علامت تحلیق راس قرار دی تھی اگر کوئی
سر نہ منڈواتا تو اوسکو اپنے گروہ مین نہ سمجھتا اس باب مین اسکو اسقدر اصرار تھا کہ عورتون کو بھی سر
منڈوانے پر مجبور کیا آخر ایک عورت نے کہا کہ ہمارے سر کے بال ایسے ہین جیسے مردون کی داڑہیان
مرد لوگ اگر داڑہیان منڈوا دین تو ہمارا سر منڈوانا بجا ہوگا اس جواب سے لاجواب ہوکر عورتون کو اس
حکم سے مستثنیٰ کردیا۔ غرض اوسکا نجدی اور خاندان بنی تمیم سے ہونا اور مدینہ کے شرقی جانب سے
جو نجد اسی جانب مین واقع ہے نکلنا اور بت پرستون کو چہوڑکر مسلمانون کو قتل کرنا۔ اور تمام جزیرۂ
عرب اوسکے فتنہ سے متزلزل ہونا اور قرآن کا کوئی اثر اس قوم کے دل مین نہونا اور تحلیق کو اپنے
گروہ کی علامت قرار دینا جسطرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تہا بلا کم و کاست ظہور مین آیا۔
بعض احادیث مین وارد ہے کہ آخری زمانہ کے مسلمان بنی اسرائیل کی پیروی کرینگے اور بعضو مین
مطلقاً امم سابقہ کی تصریح ہے جنمین نصاری اور فارسی بھی شریک ہین۔ اس پیشین گوئی کا وقوع
ظاہر ہے کہ اس زمانہ کے مسلمان نصاری کی کس قدر پیروی کر رہے ہین۔ کہانا پینا لباس وضع
رفتار گفتار نشست برخاست وغیرہ جمیع امور معاشرت مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہین ہوتا۔ باوجودیکہ

موحدیان بر ہانے مین سخت وعید وارد ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایسے شخص کی شفاعت نکرینگے
مگر اوسکی کچھہ پروا نہین، مسٹر انگریزی۔ انون کی تقریرین سنکر علوم اسلامی مین نکتہ چینیان ہوتی ہین حکمت
جدیدہ کا اگر کوئی مسئلہ پیش ہوگیا تو قبل اسکے کہ اوسکی دلیل معلوم کرین قرآن وحدیث پر اعتراض ہونے لگتے
ہین بہایت ذہین اور محقق وہ شخص مانا جاتا ہے کہ قرآن وحدیث مین تحریف وتاویل کرکے نئے
خیالات کے مطابق کردے۔

نصارٰی اپنے مکانات کی آرایش تصاویر سے کیا کرتے ہین مسلمانون نے بھی وہی اختیار کیا حالانکہ حدیث شریف
مین وارد ہے لا تدخل الملئکۃ بیتاً فیہ کلب ولا تصاویر متفق علیہ اور جبرئیل علیہ السلام کا قول حضرت نے نقل فرمایا
کہ لا تدخل بیتاً فیہ کلب ولا صورۃ یعنے جس گھر مین کتا اور تصویر ہوتی ہے اوسمین رحمت کے فرشتے نہین
جاتے۔ مرزا صاحب کے مریدون کے گھر مین اونکی تصویر ضرور رہا کرتی ہے اور مرزا صاحب نے اوسکے
جواز کا فتوٰی بھی دیدیا ہے۔

کلام الٰہی مین تحریف کرنے کی عادت یہودیون کی تھی جیسا کہ حق تعالٰی فرماتا ہے یحرفون الکلم عن مواضعہ
یعنے کلمات کو اپنے مقام ومعانی سے دوسرے طرف پھیر دیتے ہین مرزا صاحب نے اور اونکے پہلے
سر سید صاحب نے وہی اختیار کیا جیسا کہ دونون صاحبون کی تصانیف سے ظاہر ہے یہان چند تحریفین
جو مرزا صاحب نے کی ہین لکھی جاتی ہین جس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق ظاہر ہے۔

مرزا صاحب ازالۃ الاوہام صفحہ ۶۶۵ مین لکھتے ہین کہ اس مین تو کچھہ شک نہین کہ اس بات کے
ثابت ہونیکے بعد کہ درحقیقت حضرت مسیح ابن مریم اسرائیلی نبی فوت ہوگیا ہے ہر ایک مسلمان کو
ماننا پڑیگا کہ فوت شدہ نبی ہرگز دنیا مین دوبارہ نہین آسکتا کیونکہ قرآن وحدیث دونو بالاتفاق
اس بات پر شاہد ہین کہ جو شخص مر گیا پھر دنیا مین ہرگز نہین آئیگا۔ اور قرآن کریم انہم لا یرجعون کہکر
ہمیشہ کیلیئے اس دنیا سے اونکو رخصت کرتا ہے اور قصہ عزیر وغیرہ جو قرآن کریم مین ہے اس بات کے
مخالف نہین کیونکہ لغت مین موت بمعنی نوم وغشی بھی آیا ہے دیکھو قاموس اور جو عزیر کے قصہ مین
ہڈیون پر گوشت چڑہانیکا ذکر ہے وہ حقیقت مین ایک الگ بیان ہے جسمین یہہ بتلانا منظور ہے کہ

رحم مین خداے تعالیٰ ایک مردہ کو زندہ کرتا ہے اور اوسکے ہڈیون پر گوشت چڑہاتا ہے اور پہر اوس مین
جان ڈالتا ہے۔ ماسوا اسکے کسی آیت یا حدیث سے ثابت نہین ہوسکتا کہ عزیر دوبارہ زندہ ہوکر
پہر بہی فوت ہوا بس اس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ عزیر کی زندگی دوم دنیوی زندگی نہین تہی
ورنہ اوسکے بعد ضرور کہین اوسکے موت کا ذکر ہوتا انتہی۔

جس آیت شریفہ مین عزیر علیہ السلام کی موت کا ذکر ہے وہ یہ ہے قولہ تعالیٰ او کالذی مر علی
قریۃ وھی خاویۃ علی عروشھا قال انی یحیی ھذہ اللہ بعد موتھا فاماتہ اللہ مائۃ عام
ثم بعثہ قال کم لبثت قال لبثت یوما او بعض یوم قال بل لبثت مائۃ عام فانظر الی طعامک
وشرابک لم یتسنہ وانظر الی حمارک ولنجعلک ایۃ للناس وانظر الی العظام کیف ننشزھا
ثم نکسوھا لحما فلما تبین لہ قال اعلم ان اللہ علی کل شیء قدیر۔

ترجمہ یا جیسے وہ شخص کہ گذرا ایک شہر پر جو گر پڑا تہا اپنے چہتون پر بولا کہان جلاوے گا اوسکو
اللہ مرگئے پیچہے۔ پہر مار رکہا اوس شخص کو اللہ نے سو برس پہر اٹہایا۔ کہا تو کتنی دیر رہا بولا مین رہا
ایک دن یا اوس سے کچہہ کم کہا نہین بلکہ رہا تو سو برس اب دیکہہ اپنا کہانا پینا سڑ نہین گیا اور دیکہہ
اپنے گدہے کو اور تجکو ہم نمونہ کیا چاہین لوگون کے واسطے۔ اور دیکہہ ہڈیان کسطرح اونکو ابہارتے
ہین پہر انپر پہناتے ہین گوشت۔ پہر جب اسپر ظاہر ہوا تو بولا مین جانتا ہون اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔

تفسیر درمنثور مین مستدرک حاکم اور بیہقی وغیرہ کتب سے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے ایک طویل روایت
نقل کی ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ عزیر علیہ السلام سو برس کے بعد جب زندہ کیے گئے تو پہلے حق تعالیٰ نے
انکی آنکہین پیدا کین جنسے وہ اپنے ہڈیون کو دیکہتے تہے کہ ایک دوسرے سے متصل ہو رہی ہے
اسکے بعد انپر گوشت پہنایا گیا۔ اور اسی مین ابن عباس اور کعب اور حسن بصری رضی اللہ عنہم سے
روایت ہے کہ ملک الموت نے اونکی روح قبض کی اور سو برس تک وہ مردہ رہے جب زندہ ہوکر
اپنے گہر آئے تو اونکے پوتے بڑہے ہوگئے تہے اور آپکی عمر چالیس برس کی تہی۔ اسلئے کہ مرتے وقت
آپکی عمر چالیس ہی برس کی تہی۔ اوسکے سوا اور کئی روایتین اس مضمون کی موید درمنثور مین

موجود ہین۔

مگر مرزا صاحب ان احادیث کو نہین مانتے اور آیہ شریفہ مین جو فاماتہ اللہ ہے اوسکے معنے یہ کہتے ہین کہ حق تعالےٰ انکو سلادیا یا بیہوش کردیا۔

یہان یہ دیکہنا چاہئے کہ عزیر علیہ السلام کو استبعاد کس امر کا تہا سو کے اٹہنے کا یا مروے زندہ ہونیکا اس ایہ شریفہ مین توانی یحیی اللہ بعد موتہا سے صاف ظاہر ہے کہ احیاے اموات کا استبعاد تہا اور ظاہر ہے کہ یہ استبعاد سو کے اٹہنے یا بیہوشی سے ہوش مین آنے سے ہرگز دور نہین ہوسکتا اس صورت مین مرزا صاحب کی یہ توجیہ کہ موت بمعنے نوم یا غشی ہے کیونکر صحیح ہوگی ہان سو برس کی نیند یا بیہوشی کے بعد اٹہنا البتہ ایک حیرت خیز بات ہے مگر اس سے بہی انکا استبعاد احیا دور نہین ہوسکتا اسلئے کہ موت ظاہراً اعدام محض ہے اور نوم وغشی طویل مین صرف طول عمر ہے جو قابل استبعاد نہین اور طول عمر پر اعادہ معدوم کا قیاس بہی نہین ہوسکتا۔ پہر اگر ناقص نظیر کے طور پر اوسکو مان بہی لین تو اس طویل مدت کا اونکو مشاہدہ بہی نہین ہوا اسی وجہ جواب مین انہون نے یہی عرض کیا کہ لبثت یوماً او بعض یوم یعنے تقریباً ایک دن گذرا ہوگا جسکے بعد ارشاد ہوا کہ سو برس گذر چکے ہین اسکی تصدیق بہی انہون نے ایمانی طور پر کی جیسے احیاے اموات کی تصدیق پہلے سے اونکو حاصل تہی۔ البتہ انکا استبعاد اس طور سے دور ہوسکتا تہا کہ بچشم خود مردہ کو زندہ ہوتے دیکہہ لیتے چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ پہلے انکی آنکہین زندہ کی گئین جس سے انہون نے خود اپنے تمام جسم کے زندہ ہونیکو دیکہہ لیا پہر گدہے کے زندہ ہونیکو دیکہا جیسا کہ حدیث شریف سے ثابت ہے اگر انکے استبعاد کے دور کرنے کا وہی طریقہ بیان کیاجاے جو مرزا صاحب کہتے ہین تو عوام الناس کو خصوصاً منکرین حشر کو بڑا موقع اعتراض کا ہاتہ آجائیگا کہ حق تعالےٰ مین احیاے اموات کی نعوذ باللہ قدرت ہی نہین کیونکہ اگر قدرت ہوتی تو ایسے موقع مین کہ نبی استبعاد ظاہر کررہے ہین ضرور اسکا اظہار ہوتا جس سے وہ اعتراف کرلیتے۔ مگر جب ہمین انکا اعتراف یقیناً معلوم ہوگیا جیسا کہ اس قصہ کے اخیر مین ہے فلما تبین لہ قال اعلم ان اللہ علی کل شئ قدیر تو اس سے قطعی طور پر ثابت ہوگیا کہ درحقیقت انہون نے اپنے اور اپنے گدہے کے مرکر زندہ ہونیکو اپنی آنکہون سے دیکہہ لیا تہا ورنہ تبین درست نہوگا۔

مرزا صاحب کا مذاق چونکہ فلسفی ہے اور اکثر فلسفہ کے خلاف مین جو آیات واحادیث وارد ہوتے ہین
انکو رد کر دیتے ہین چنانچہ اسی بنا پر عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان پر جانے کے باب مین لکھے ہین کہ اسکو فلسفہ
قدیمہ قبول کرتا ہے نہ فلسفہ جدیدہ اسلیئے وہ محال ہے۔ اسیطرح عزیر علیہ السلام کی پہلی موت اور اسکے ابعد
زندہ ہونیکا انکار کرتے ہین اور ہر چند نوم و غشی کے معنے سباق و سیاق کے بالکل مخالف ہین مگر مذاق
فلسفیانہ کی مخالفت کی وجہ سے اوسکی کچھہ پروا نکر کے بیہوشی کے معنے لیتے ہین۔
یہان حیرت اس امر کی ہوتی ہے کہ فلسفہ نے یہ اجازت کیونکر دی کہ آدمی بغیر کہانے پینے کے سو برس تک
زندہ رہ سکتا ہے۔ عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان پر زندہ رہنے مین تو بڑا ہی زور لگایا کہ کہان وہان ظروف بھی
ہونگے مطبخ بھی ہوگا پایخانہ بھی ہوگا۔ معلوم نہین اس سو برس کیلئے جسکے چھتیس ہزار دن ہوتے ہین مطبخ وغیرہ
کی کیا فکر کی گئی۔ مرزا صاحب ہین بڑے ہوشیار اگرچہ لکھا نہین مگر اس مایہ عام مین کوئی نہ کوئی نکتہ معتقدین
کے لئے سینہ بسینہ ضرور رکہا ہوگا۔ چونکہ اونکی طبیعت نکتہ رس حساب جمل وغیرہ سے اکثر کام لیتی ہے چنانچہ
اپنی عیسویت کو غلام احمد قادیانی کے اعداد سے ثابت کر ہی دیا کہ اس نام کے تیرہ سو عدد ہین اور دنیا
مین اس نام والا کوئی شخص نہین اسلئے خود عیسیٰ موعود ہین۔ تعجب نہین کہ اس مقام مین بھی اسی قسم کا نکتہ
پیش نظر ہوگا کہ یہان لفظ سنہ حول اور خریف وغیرہ چھوڑکر لفظ عام استعمال کیا گیا اور لفظ عام کے اعداد
(۱۱۱) ہین چونکہ یہ شکل بارہ کیلئے موضوع ہے اسیوجہ سے تمام گھڑیون مین یہی شکل بارہ کیلئے مخصوص لکہی گئی ہے
کہ جب کانٹا اس شکل پر آتا ہو تو بارہ بجتے ہین اس سے قطعاً و یقیناً ثابت ہو کہ بارہ گھنٹے وہ سو رہے تھے اور قیلولہ کا
وقت بھی بارہ ہی کا ہی۔ ہر چند اس نکتہ مین مایۃ عام سی مائتہ کے معنی متروک ہوتے ہین مگر نکات مین سیاق و سباق کا لحاظ
چندان ضروری نہین سمجہا جاتا جیسے اپنے نام کے صرف اعداد سے عیسویت کا ثبوت اسی بنا پر تو ہو کہ نہ وہ سیاق مین ہے نہ سباق مین
اور نیز اسی آیۂ شریفہ کے معنے سے جو مرزا صاحب کے اجتہاد سے پیدا ہوتے ہین ابہی معلوم ہوگا۔ یہ نکتہ تو
ہمارے بادی الراے مین سمجہا گیا مرزا صاحب جو غور و تامل سے نکالے ہونگے وہ اس سے زیادہ تر تیز ہونگے
قولہ قرآن و حدیث دونون اس بات پر شاہد ہین کہ جو شخص مر گیا پہر دنیا مین ہرگز نہین آئیگا۔
ظاہر آیت موصوفہ اور احادیث مذکورہ سے ثابت ہے کہ عزیر علیہ السلام بعد موت کے دنیا مین زندہ

کیئے گئے اور دوسری آیت واحادیث سے ثابت ہے کہ ہزارون آدمی بعد موت کے دنیا ہی مین
زندہ کیئے گئے کما قال اللہ تعالیٰ الم تر الی الذین خرجوا من دیارھم وھم الوف حذر الموت
فقال لھم اللہ موتوا ثم احیاھم ترجمہ تمنے نہین دیکہا وہ لوگ گہرون سے نکلے اور وہ ہزارون تھے
موت کے ڈر سے پہر کہا انکو اللہ تعالے نے مرجاؤ پہر انکو زندہ کیا انتہی۔ ابن عباس وغیرہ صحابہ و
تابعین رضی اللہ عنہم سے بکثرت روایتین تفاسیر مین موجود ہین کہ وہ لوگ چار ہزار تھے جو طاعون سے
بہاگ کر کسی مقام مین ٹھیرے تھے حق تعالےٰ نے سب کو مار ڈالا پھر کئی روز کے بعد حزقیل علیہ السلام کی
دعا سے وہ سب زندہ ہوے۔ اب دیکہئے کہ قرآن و حدیث کی گواہی سے ہمارا حق ثابت ہو رہا ہے
مرزا صاحب کا مگر اسکا کیا علاج کہ مرزا صاحب حدیث کو مانتے ہین نہ قرآن کو قولہ قرآن انہم لا یرجعون
کہکر ہمیشہ کے لئے اس دنیا سے انکو رخصت کرتا ہے پوری آیت شریفہ یہ ہے وحرام علی قریۃ
اھلکناھا انھم لا یرجعون یعنے جس گانون کو ہم ہلاک کرتے ہین وہ پہر نہین لوٹتے۔ اس سے تو یہ معلوم
ہوا کہ ہلاک کی ہوی بستیان خود مختاری سے نہین لوٹتین کیونکہ لا یرجعون بصیغہ معروف ہے یہ کیسے معلوم
ہوا کہ خدا تعالےٰ بھی کسی کو زندہ کرنا چاہے تو نہین کر سکتا ابہی قرآن شریف سے معلوم ہوا کہ ہزارہا مردون کو
ایک وقت مین حق تعالےٰ نے زندہ کر دیا۔ قولہ عزیر کے قصہ مین ہڈیون پر گوشت چڑہانیکا ذکر ہے وہ درحقیقت
الگ بیان ہے جسمین یہ بتلانا منظور ہے کہ رحم مین خدا تعالےٰ ایک مردہ کو زندہ کرتا ہے اور اوسکی ہڈیون پر
گوشت چڑہاتا ہے اور پہر جان ڈالتا ہے۔ یہان بھی مرزا صاحب نے عجیب لطف کیا ہے کہ نہ وہان گدہا مرا
ہوا تہا نہ اوسکی ہڈیان تہین بلکہ ایک عورت کا رحم پیش نظر تہا جسکے اندر ہڈیون پر گوشت چڑہ رہا تہا کیونکہ
حق تعالےٰ نے عزیر علیہ السلام کی طرف خطاب کرکے فرمایا انظر الی العظام کیف ننشزھا اس سے معلوم ہوا کہ رحم کی
طرف وہ دیکہہ رہے ہونگے مگر قرآن شریف مین کوئی لفظ یہان ایسا نہین ہے جس سے معنے رحم کے سمجہے جائین
اور جب گدہے ہی زندہ ہوئے اور اوسکے ہڈیون پر گوشت چڑہنے سے کوئی تعلق نہین اور رحم کی حالت
دکہلانا منظور تہا تو معلوم نہین کہ انظر الی حمارک کہکر صرف گدہے کو بتلا دینے سے کیا مقصود تہا کیا
گدہا بھی کوئی ایسی چیز تہا کہ اسوقت اسکا دیکہ لینا انکو ضرور تہا۔ پھر اسکا ذکر بھی بڑے اہتمام سے

قرآن شریف مین کیا گیا ہے کہ انکو گدہا دکہلایا گیا تھا گدہے نواب بھی ہر قسم کے موجود ہین اوس گدہے
مین ایسی کونسی بات تھی جسکی حکایت کی جا رہی ہے - اب اہل وجدان بالبداہت سمجہہ سکتے ہین کہ جن ہڈیون پر گوشت
چڑہایے جانیکا ذکر ہے وہ مردہ گدہے کی ہڈیان نہین بارحم کے بچے کی اور صورت ثانیہ یہ بھی غور طلب ہے
کہ ہڈیان رحم مین پہلے بنکر اوسپر گوشت چڑہایا جاتا ہے یا گوشت پہلے بنتا ہے اگر اہل انصاف صرف اسی
بحث کو کرات و مرات بغور ملاحظہ فرماوین تو مرزا صاحب کی قرآن فہمی کا حال بخوبی واضح ہوگا اور یہ بھی معلوم
ہوجائیگا کہ اپنی بات بنانے کو وہ کسقدر کلام آلہی مین تصرف کرتے ہین یون تو معتزلہ وغیرہ اہل ہوا بھی قرآن شریف
مین تاویل کرتے ہین مگر مرزا صاحب کا نمبر سب سے بڑہا ہوا ہے قولہ کسی آیت یا حدیث سے ثابت نہین ہوسکتا
کہ عزیر دوبارہ زندہ ہوکر پھر بھی فوت ہوا اس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ عزیر کی زندگی وہم دنیوی زندگی نہتی
مطلب یہ ہوا کہ فاماتہ اللہ مین عزیر علیہ السلام کی موت کا جو ذکر ہوا اوسکے بعد دوسری انکی موت کا
ذکر نہین اس سے صاف ظاہر ہے کہ بعثہ اللہ سے مراد اس عالم کی زندگی نہین بلکہ اوس عالم اخروی مین
زندہ ہونا مراد ہے اس سے ظاہر ہے کہ اماتہ اللہ سے مراد موت حقیقی لی گئی حالانکہ اوسکا انکار کرکے نوم و غشی
کے معنے ابھی بیان کرآے ہین - اصل یہ ہے کہ اونکو اماتہ سے کام ہے نہ بعثہ سے جہان کوئی موقع مل گیا
الٹ پہیر کرکے اپنی چیاے جاتے ہین -

اب مرزا صاحب کی توجیہات کے مطابق آیہ موصوفہ کی تفسیر سنئے کہ عزیر علیہ السلام نے احیاے اموات پر
استبعاد ظاہر کیا اوسپر حق تعالے نے اونکو بیہوش کردیا اور عالم آخروی مین انکو زندہ کرکے پوچھا کہ کتنے روز تمکو مرکر
ہوے انہون نے کہا تقریبا ایک روز - ارشاد ہوا کہ سو برس تمکو مرکر ہوے دیکھو تمہارا کہانا پینا متغیر نہین ہوا
اور گدہے کو دیکہہ لو - اور رحم مین دیکھو کہ بچے کے ہڈیون پر کسطرح ہم گوشت چڑہاتے ہین یعنے مرنیکے
سو برس بعد اونکا استبعاد دور ہوگیا معلوم نہین سو برس تک وہ کہان رہے اس عالم سے تو مرہی گئے تھے کہ
اور اوس عالم مین سو برس کے بعد زندہ ہوے - پھر کہانا پینا بھی ساتھ ساتھ گویا سفر آخرت کا توشہ تھا
جسکے دیکھنے کا حکم ہوا - اور گدہا جو دکہلایا گیا وہ بھی شاید سواری اس سفر کی تھی بھلا یہ زاد راہ اور سواری
تو قرین قیاس بھی ہے کہ آخر سفر کا لازمہ ہے مگر رحم کے بچے کو دیکھنے مین تامل ہوتا ہے کہ اوسکی وہان کیا ضرورت

تھی - بہرحال مرزا صاحب کے ان حقایق و معارف قرانی کو ہم ہدیہ ناظرین کر دیتے ہین وہ خود فیصلہ کر لین گے
کہ قرآن شریف مین مرزا صاحب کیسے کیسے تصرفات و تحریفات کرتے ہین لفظ امات مین تحریف کی
پھر ا یرجعون مین پھر انظر الی الطعام مین پھر نکسوھا لحما مین - اگرچہ ہنوز اس مین غور و فکر کو گنجایش ہے مگر بنظر
ملال ناظرین اسی پر اختصار کیا گیا - مرزا صاحب ضرورۃ الامام[صفحہ ۱۶] مین لکھتے ہین کہ مین قرآن شریف کے حقایق و معارف
بیان کرنے کا نشان دیا گیا ہون کوئی نہین کہ جو اسکا مقابلہ کر سکے -

فی الحقیقت مرزا صاحب نے قرآن کے حقایق و معارف بیان کرنیکا جو طریقہ اختیار کیا ہے ممکن نہین کہ کوئی مسلمان
اوسمین انکا ہم پلہ ہو سکے کیونکہ بیچارے اس حدیث شریف کے لحاظ سے نار دوزخ سے خائف و لرزاں ہین
قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم من قال فی القرآن برایہ فلیتبوا مقعدہ من
النار رواہ الترمذی کذا فی المشکوۃ یعنے فرمایا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کوئی قرآن مین اپنی
راے سے کچھہ کہے تو اپنی جگہہ دوزخ مین بنا لے اور مرزا صاحب کو اسکا کچھہ خوف نہین کیونکہ مذاق
فلسفی مین اوس نار کا تو وجود ہی نہین پھر اوس سے خوف کیا ہے -

ازالۃ الاوہام مین لکھتے ہین[صفحہ ۲۱] او ترقی فی السماء - قل سبحان ربی ہل کنت الا بشرا رسولا -
یعنے کفار کہتے ہین تو آسمان پر چڑھکر ہمین دکھلا تب ہم ایمان لے آئینگے انکو کہدے کہ میرا خدا اس سے
پاک تر ہے کہ اس دار الابتلا مین ایسے کھلے کھلے نشان دکھا دے اور مین بجز اس کے اور کوئی نہین ہون
کہ ایک آدمی - اس آیت سے صاف ظاہر ہے کہ کفار نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آسمان پر
چڑھنے کا نشان مانگا تھا اور انہین صاف جواب ملا کہ یہ عادت نہین کہ کسی جسم خاکی کو آسمان پر لیجا دے
مرزا صاحب نے خود غرضی سے اس آیت شریفہ مین اختصار و حذف وغیرہ کیا ہے پوری آیت یہ ہے
وقالوا لن نومن لک حتی تفجر لنا من الارض ینبوعا او تکون لک جنۃ من نخیل و عنب
فتفجر الانہار خلالہا تفجیرا او تسقط السماء کما زعمت علینا کسفا او تاتی باللہ
والملئکۃ قبیلا او یکون لک بیت من زخرف او ترقی فی السماء ولن نومن لرقیک حتی
تنزل علینا کتابا نقرؤہ قل سبحان ربی ہل کنت الا بشرا رسولا

ترجمہ بولے ہم نہ مانینگے تیرا کہا جب تک تو نہ بہا نکالے ہمارے واسطے زمین سے ایک چشمہ یا ہو جاوے تیرے واسطے ایک باغ کہجور اور انگور کا پہر بہاوے تو اوسکے بیچ نہرین چلاکر یا گرادے آسمان ہم پر جیسا کہا کرتا ہے ٹکڑے ٹکڑے یا لے آ اللہ اور فرشتون کو ضامن یا ہو جاوے تجھکو ایک سنہرا گہر یا چڑھ جاوے تو آسمان مین اور ہم یقین نہ کرینگے چڑہنا جب تک نہ اتار لاوے ہم پر ایک لکہا جو ہم پڑھ لین تو کہہ سبحان اللہ مین کون ہون مگر ایک آدمی بہیجا ہوا انتہی۔

اب اس پوری آیت پڑھنے کے بعد بھی کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ اس آیت سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ جسم خاکی کا آسمان پر جانا محال ہے جب تک وہ تدبیر نہ کیجاوے جو مرزا صاحب نے کی انہون نے اپنی کامیابی کا یہ طریقہ نکالا کہ جو جملے اپنے مدعا کے مخالف ہون اونکو نکال دور کرکے چند متفرق الفاظ اکٹھے کئے اور کہدیا کہ اس سے صاف ظاہر ہے کہ مدعا ثابت ہے دیکھہ لیجئے تمام آیت مین سے ا و ترقی کا جملہ لے لیا اور لن نومن لرقیک کو حذف کرکے قل سبحان کے جملہ کے ساتھ اوسکی جوڑ لگا دی تاکہ اس ترک حذف سے اصل مضمون خبط ہو کر نیا مضمون پیدا ہو جاوے۔ چونکہ مرزا صاحب کو یہ ثابت کرنا ہے کہ جسم خاکی کا آسمان پر جانا محال ہے اسلئے انہون نے کفار کے کل درخواستون کو چہوڑ دین کیونکہ انمین چند چیزین ایسی بھی ہین کہ اہل اسلام کے پاس ممکن الوقوع ہین مثلاً چشمہ کا جاری کرنا جسکو موسیٰ علیہ السلام نے کر دکہایا تھا اور کہجور اور انگور کا باغ اور سنہری مکان حضرت کیلئے تیار ہو جانا کوئی مشکل بات نہ تھی گو کفار کے پاس یہ چیزین بھی محال تہین انکو خوف ہوا کہ اگر کسی کی نظر ان چیزون پر پڑ جائیگی تو حضرت کا آسمان پر جانا بھی انہی نظائر مین سمجھہ لینگے اور مقصود فوت ہو جائیگا او ترقی فی السماء کے بعد کا جملہ یعنے ولن نومن لرقیک حتی تنزل علینا کو اسواسطے حذف کیا کہ اسمین کتاب نازل کرنیکی درخواست تھی او ترقی کے جواب مین ہل کنت الا بشرا سے جب یہ استدلال ہو کہ جسم خاکی آسمان پر نہین جا سکتا تو وہی جواب حتی تنزل علینا کا بھی ہے اس سے بھی یہی سمجھا جائیگا کہ کتاب بھی نازل نہین ہو سکتی حالانکہ قرآن شریف برابر نازل ہوتا تھا اور اکثر کفار اسکا اعجاز دیکھکر منزل من اللہ سمجھتے اور ایمان لاتے تھے۔

ہر چند مرزا صاحب نے تحریک کا الزام اپنے ذمہ لیا مگر اس سے بھی انکا مطلب ثابت نہین ہو سکتا تھوڑی

دیر کے لئے اتنی ہی آیت فرض کیجئے جسکا ترجمہ انہون نے استدلال مین پیش کیا ہے یعنے وقالوا لن
نؤمن لک حتی ترقی فی السماء قل سبحان ربی هل کنت الا بشرا رسولا اس سے
تو یہ معلوم ہوا کہ کفار نے حضرت سے آسمان پر چڑہنے کا نشان مانگا تو انکو یہ جواب ملا کہ مین تو ایک بشر ہون
یعنے خدا نہین کہ اپنی ذاتی قدرت سے ایسے خوارق عادات ظاہر کرون اس سے یقینی طور پر معلوم ہوا
کہ خدا ہی تعالیٰ کو ہر چیز پر قدرت ہے اگر کسی جسم کو آسمان پر لے جائے تو اوسکی قدرت سے بعید نہین۔ رہا یہ
کہ عادت نہین تو جتنے معجزات ظہور مین آئے تھے سب خوارق عادات تھے۔ کوئی کم فہم بھی اس جواب سے
کہ (مین تو ایک بشر رسول ہون) یہ سمجھہ نہین سکتا کہ یہ عادت نہین کہ خدا جسم خاکی کو آسمان پر لیجائے اب
دیکھئے کہ مرزا صاحب کی تحریف اور عبارت آرائی نے کیا نفع دیا ؎ شکوہ آصفی واسپ باد و منطق
طیرہا بباد رفت وازان خواجہ ہیچ طرف نہ بست۔

اس لیے تنکے استدلال سے تو یہ استدلال کسیقدر قریب الفہم ہوگا کہ اونکے جواب مین حضرت نے فرمایا سبحان اللہ
یہ کیا کہہ رہے ہو مین کوئی عامی شخص نہین بلکہ مین بشر رسول ہون بفضلہ تعالیٰ سب کچھہ کرسکتا ہون چنانچہ ایسا ہی
ہوا کہ شب معراج اسی جسم خاکی سے آسمانون پر تشریف لے گئے جسکی تصدیق صدہا حدیثین کر رہی ہین اور تمامی
امت کا اجماع ہے۔ مرزا صاحب گو فلسفہ پر کامل اعتقاد ہونیکی وجہ سے معراج کا انکار کرتے ہین مگر کوئی
مسلمان جسکو خدا کی قدرت پر ایمان ہے اور انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اخبار کو سچے سمجھتا ہے
وہ تو ہرگز انکار نہین کرسکتا۔

چونکہ مرزا صاحب کو نعوذ باللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کو گھٹانیکی یہان ضرورت تھی اس لئے
هل کنت الا بشرا رسولا کے ترجمہ مین رسول کے لفظ کو چھوڑکر اسی پر اکتفا کی کہ (مین بجز اسکے اور
کوئی نہین کہ ایک آدمی) تاکہ اردو پڑہنے والون کا خیال رسالت کی طرف منتقل ہی نہو کیونکہ منصب رسالت
الٰہی عموماً و فطرۃً معظم و مکرم سمجھا گیا ہے اسیوجہ سے کفار اس رتبے کے مستحق ملائکہ کو سمجھتے تھے چنانچہ
اونکا قول کما قال تعالیٰ لولا انزل علیہ ملک فیکون معہ نذیرا اور صرف بشریت کی وجہ سے ان انتم الا بشر
مثلنا کہکر انبیا کی رسالت مین کلام کرتے تھے۔ مرزا صاحب نے خیال کیا کہ اگر لفظ رسول ترجمہ مین شریک

کیا جاوے تو مبادا کوئی یہ کہہ بیٹھے کہ حضرت کو جب رسالت کی قوت اعجازی دی گئی تھی تو ممکن ہے کہ آسمان پر جانیکی قدرت بھی ہو اسوجہ سے انہون نے اس لفظ کو ترجمہ مین ترک ہی کردیا۔

مرزا صاحب نے آیۂ موصوفہ مین سبحان ربی کی توجیہ یہ کی کہ میرا خدا اس سے پاک تر ہے کہ اس دارالابتلا مین ایسے کھلے کھلے نشانیان دکھلاوے اسکا مطلب ظاہر ہے کہ کھلے کھلے قدرت کی نشانیان دکھانا خداتعالے کی نسبت ایک ایسا سخت عیب ہے جس سے تنزیہ کرنے کی ضرورت ہے معلوم نہین کہ خدا تعالےٰ کی یہ قدرت نمایان کسوجہ سے عیب ٹھہرائی گئی ہین یہ تو ہر شخص جانتا ہے کہ جسمین کوئی کمال ہو اوسکا ظاہر کرنا کمال مستحسن سمجھا جاتا ہے پھر خدا تعالے کی قدرت جو غایت درجہ کا کمال ہے اوسکا اظہار کس وجہ سے نقص اور عیب ہوگا غور کرنے سے معلوم ہو سکتا ہے کہ یہ عیب نعوذ باللہ حق تعالےٰ پر جو لگایا گیا ہے اسکا منشاء صرف یہی ہے کہ اوس سے مرزا صاحب کی عیسویت کو صدمہ پہونچتا ہے اسلئے کہ اگر جسم خاکی آسمان پر جاسکے تو عیسٰی علیہ السلام کی زندگی ثابت ہو جاتی ہے پھر مرزا صاحب کو کون پوچھے غرض سبحان ربی سے یہ مطلب نکالنا صرف تحریف ہے۔

اصل یہ ہے کہ جب سوال کوئی بے موقع اور بدنما ہوتا ہے تو اوسکے جواب مین یہ لفظ بطور تعجب کہا جاتا ہے چنانچہ اس حدیث شریف سے بھی ظاہر ہے جو بخاری شریف مین ہے عن عائشۃ ان امرأۃ سالت النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن غسلہا من المحیض فامرھا کیف تغتسل قال خذی فرصۃ من مسک فتطھری بہا قالت کیف اتطھر بہا قال تطھری بہا قالت کیف قال سبحان اللہ تطھری فاجتبذتھا الی فقلت تتبعی بہا اثر الدم۔ ترجمہ یعنے ایک عورت نے حضرت صلعم سے پوچھا کہ حیض کا غسل کسطرح کیا جاوے فرمایا کہ ایک کپڑے کے ٹکڑے مین مشک لگاکر اوس سے پاک کر کہا کیسے پاک کرون فرمایا پاک کر پھر اوس نے پوچھا کیسا فرمایا سبحان اللہ پاک کر۔ عائشہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا کہتی ہین کہ مین نے اوسکو اپنی طرف کھینچکر تدبیر بتلادی اب دیکھئے کہ خدا تعالےٰ کی تنزیہ بیان کرنیکی یہان کوئی ضرورت نہین بلکہ صرف اوس بے موقع سوال کے جواب مین بطور تعجب یہ لفظ فرمایا اسیطرح کفار کے اون بے موقع اور مہمل سوالون کے جواب مین

اس لفظ کا استعمال کیا گیا وہ سوال بے موقع اس وجہ سے تھے کہ حضرت نے یہ دعوی کب کیا تہا کہ اپنی
خود مختاری سے تمام خوارق عادات ظاہر فرما دینگے حضرت تو ہمیشہ اپنی عبودیت کے معترف تھے۔
مرزا صاحب کو اپنی عیسویت اور تعلی ثابت کرنیکے لئے کیا کیا دقتین پیش آ رہی ہین کبھی تمام علماے
اسلام کو مشرک بنانیکی ضرورت ہوتی ہے اور کبھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین اور حق تعالے پر عیب لگانیکی
احتیاج نعوذ باللہ من ذلک۔

اس تقریر سے ایک اور امر مستفاد ہے کہ مرزا صاحب معجزات کے بھی قائل نہین اسلئے کہ معجزات تو
وہی ہوتے ہین جو قدرت الہیہ کی نشانیان ہون اور قدرت بشری سے خارج ہون پھر جب ایسی
نشانیون کا اظہار عیب اور خدا تعالے کو اوس سے منزہ سمجھنے کی ضرورت ہو تو ممکن نہین کہ انکا
وقوع ہو سکے اس صورت مین بخاری و مسلم وغیرہ کتب حدیث جو معجزات انبیا اور کرامات اولیا سے
بہری ہوی ہین نعوذ باللہ سب کو جہوٹی سمجھنا پڑیگا بلکہ خود قرآن شریف مین بھی جو معجزات اور
خوارق عادات مذکور ہین وہ بھی بقول مرزا صاحب قابل اعتبار نہون گے ہر چند مرزا صاحب
اپنے کو ہم خیال معتزلہ کا بیان کرتے ہین چنانچہ ضرورۃ الامام مین لکھتے ہین کہ مین معتزلہ وغیرہ
کے قول کو مسیح کے وفات کے بارے مین صحیح قرار دیتا ہون اور دوسرے اہل سنت کو غلطی کا مرتکب
سمجھتا ہون۔ مگر معجزات کے انکار سے ظاہر ہے کہ مذاق فلسفی ہین سر سید صاحب کے بھی ہم خیال
ہین۔ فرق اتنا ہے کہ اونہون نے جسقدر دینی مسائل مین تفرقہ اندازی کی مقصود اوس سے
بظاہر مسلمانون کی دنیوی خیر خواہی تھی اور مرزا صاحب کو اوس سے بھی کچھہ کام نہین چاہئے دین و
دنیا دونون تباہ ہو جائین مگر اونکی مجددیت امامت مہدویت عیسویت وغیرہ جم جائے تو بس ہے
ازالۃ الاوہام مین لکھتے ہین کہ اوس آنے والے کا نام جو احمد رکھا گیا ہے اوسکے مثیل ہونیکی
طرف اشارہ ہے کیونکہ محمد جلالی نام ہے اور احمد جمالی۔ اور احمد و عیسی اپنے جمالی معنون کے رو سے
ایک ہی ہین اسی کے طرف یہ اشارہ ہے (مبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد) مگر ہمارے
نبی صلی اللہ علیہ وسلم فقط احمد ہی نہین بلکہ محمد بھی ہین یعنے جامع جلال و جمال ہین لیکن آخری زمانہ

برطبق پیش گوئی مجدد احمد جو اپنے اندر حقیقت عیسویت رکھتا ہے بہیجا گیا۔ اوسکے بعد خدا تعالے کی قدرت بیان کرکے اپنا الہام بیان کیا وجعلناک مسیح ابن مریم اوسکے بعد لکہا کہ جو عام طور پر مشائخ وعلما ہین اونہین موت روحانی پہیل گئی اسکے بعد لکہا کہ اب اس تحقیق سے ثابت ہے کہ مسیح ابن مریم کی آخری زمانہ مین آنیکی قرآن شریف مین پیش گوئی موجود ہے قرآن شریف نے جو مسیح کے نکلنے کی چودہ سو برس کی مدت ٹہیرائی ہے بہت سے اولیا بہی اپنے مکاشفات کی روسے اس مدت کو مانتے ہین اور آیت وانا علی ذہاب بہ لقادرون جسکے بحساب جمل ۱۲۷۴ عدد ہین اسلامی چاند کی سلخ کی راتون کی طرف اشارہ کرتی ہے جس مین نئے چاند کے نکلنے کی بشارت کے چہپی ہوئی ہے جو غلام احمد قادیانی کے عدد مین بحساب جمل پائی جاتی ہے۔

جس آیت کو مرزا صاحب نے ذکر کیا وہ یہ ہے واذ قال عیسی ابن مریم یابنی اسرائیل انی رسول اللہ الیکم مصدقا لما بین یدی من التوراۃ ومبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد ترجمہ جب کہا عیسیٰ ابن مریم نے اے بنی اسرائیل مین بہیجا ایا ہون اللہ کا تمہاری طرف سچا بتانے والا اوسکو جو مجہسے آگے ہے توریت اور خوشخبری سنانے والا ایک رسول کی جو آویگا مجہسے پیچہے اوسکا نام ہے احمد۔

مرزا صاحب آپ اور عیسیٰ جمالی بنکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس آیت کے مصداق ہونے سے خارج کر رہے ہین مگر اونکو ضرور تہا کہ پہلے قرآن وحدیث سے یہ ثابت کر دیتے کہ عیسیٰ اور احمد جمالی نام ہین اور محمد جلالی اوسکے بعد یہ ثابت کرنیکی بہی ضرورت تہی کہ جمالی نام والے کی پیش گوئی جمالی نام والے کے واسطے ہونا ضرور ہے اسمین جلالی نام والا کوئی شریک نہین ہوسکتا۔ مرزا صاحب کی خودسری بہی حد سے بڑہی ہوئی ہے احادیث کی وقعت تو اوسکے پاس اتنی بہی نہین جتنی صدیق حسن خان صاحب کے قول کی ہے جیساکہ اوپر معلوم ہوا رہا کلام اللہ اوسکی حالت بہی دیکہہ لیجئے حق تعالے تو فرماتا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام نے اوس رسول کی بشارت دی جسکا نام احمد ہے اور وہ کہتے ہین نہین وہ غلام احمد قادیانی کی بشارت ہے۔ کیونکہ وہ لکہتے ہین

لیکن آخری زمانہ مین برطبق پیش گوئی احمد بھیجا گیا پھر ایک الہام کا جوڑ لگا کر (وجعلناک مسیح ابن مریم)
لکھتے ہین کہ مسیح ابن مریم کی آخری زمانہ مین آنیکی قرآن شریف مین پیش گوئی موجود ہے
یعنے آیۂ شریفہ ومبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد اسپنے آنیکی پیش گوئی ہے اسلئے کہ الہام مین
آپ مسیح ابن مریم ہین اور احمد وعیسی جمالی معنے کے رو سے ایک ہی ہین تو جو احمد کی پیش گوئی
ہے وہی عیسی کی پیش گوئی ہوی۔ اس سے حاصل مطلب صاف ظاہر ہے کہ رسول یاتی من
بعدی اسمہ احمد سے مراد غلام احمد ہے جو عیسی ابن مریم بھی ہے اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم
مراد نہین۔

قولہ مگر ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم فقط احمد ہی نہین۔ یعنے اگر حضرت کا نام صرف احمد ہی ہوتا
تو ممکن تھا کہ اس پیش گوئی سے کچھہ حصہ مل جاتا کیونکہ آخر خود بھی تو احمد ہین اور جب حضرت کا نام
صرف احمد ہی نہین بلکہ محمد بھی ہے تو آپ بالکل اس سے بے تعلق ہین اسلئے کہ جلال وجمال سے
مرکب ہونیکی وجہ سے خالص جمال نرہا جو عیسی مین تھا اور پیشین گوئی اسیوقت صادق آئیگی کہ
کہ عیسی کی حقیقت بھی اندر موجود ہو جیسا کہ لکھتے ہین برطبق پیش گوئی مجرد احمد جو اپنے اندر حقیقت
عیسویت رکھتا ہے بھیجا گیا۔

اس تحقیق سے ایک قاعدہ بھی معلوم ہوا کہ انبیا علیہ السلام کسی کی نسبت پیشین گوئی کرتے ہین تو
اونکی حقیقت اوسمین ہوا کرتی ہے جیسا کہ عیسے کی حقیقۃ مرزا صاحب مین ہے احادیث صحیحہ سے
اوپر معلوم ہو چکا ہے کہ نوح علیہ السلام سے لیکر انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک کل انبیا نے دجال
کی پیشین گوئی کی ہے اس قاعدہ ہی کے رو سے مرزا صاحب کے اعتقاد مین یہ بات ضرور ہوگی
کہ کل انبیا کی حقیقۃ اس دجال مین ہے جسکے قتل کرنیکے لئے مرزا صاحب آئے ہین۔ مگر یہان ایک
سوال پیدا ہوتا ہے کہ اب مرزا صاحب کو افضل کہنا چاہئے یا پادریون کو کیونکہ مرزا صاحب مین تو
صرف حقیقۃ عیسوی ہے اور پادریون مین بحسب قاعدہ مذکورہ تمام انبیا کی حقیقۃ ہے۔

قولہ اور اس آنیوالے کا نام جو احمد رکھا گیا ہے وہ بھی اوسکے مثیل ہونیکی طرف اشارہ ہے

اور اسی طرف یہ اشارہ ہے ومبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد
اب یہ دیکھنا چاہیئے کہ عیسیٰ علیہ السلام کے بعد قیامت تک جتنے آنیوالون کا نام احمد ہو و غلام احمد ہو
یا احمد بیگ یا احمد خان سب مثیل عیسیٰ ہونگے یا انہین کوئی مابہ الامتیاز بھی ہے اگر بالکل
تعمیم کیجائے تو مرزا صاحب کی شیخی باقی نہین رہتی اور اس تخصیص کا کوئی قرینہ نہین جس سے مرزا صاحب ہی
داخل ہون لیکن جب ہم آیۂ شریفہ کو دیکھتے ہین تو وہ بزبان فصیح کہہ رہی ہے کہ وہ خاص رسول ہے
جسکا متبرک نام احمد ہے نہ انہین کوئی غلام ہے نہ بیگ نہ خان اسکے بعد مرزا صاحب کا اس غرض سے
کہ خود بھی شریک ہوجائین یہ کہنا کہ آنیوالے کا نام احمد رکھا گیا ہے غلط ہے بلکہ یون کہنا چاہیئے
کہ اوس آنیوالے رسول کا نام احمد ہے ہرچند مرزا صاحب نے اسمین آنکھ بچا کر داخل ہونیکی یہ تدبیر نکالی
کہ لفظ رسول کو چھوڑکر صرف آنیوالے کا نام احمد ہے لکھدیا تا کہ لوگ رسالت کے دعوے سے
چونک نہ جائین مگر سمجھنے والے سمجھ ہی جاتے ہین ؎

چشم مخمور تو دارد ز دلم قصد جگر ؛ ترک مست است مگر میل کبابے دارد

اگر یہ کہتے کہ اوس آنیوالے رسول کا نام احمد ہے اور مین وہی ہون تو ہر طرف سے دار و گیر
شروع ہوجاتی مگر داخل ہونیکے بعد چپ نہ رہ سکے دبی آواز مین رسالت کا دعوے بھی کر ہی دیا چنانچہ
اسی بحث کے آخر مین لکھتے ہین کہ مین آخری زمانہ مین بھیجا گیا تا کہ اس آیۂ شریفہ کا پورا مصداق
بنجائین اور رسول یاتی من بعدی اسمہ احمد مین کوئی کسر نہ رہجائے یہان شاید یہ کہا جائیگا کہ حق تعالیٰ نے
وارسلنا الریاح اور انا ارسلنا الشیاطین وغیرہ بھی فرمایا ہے جب ہوائین اور شیاطین کو
اللہ تعالیٰ بھیجا کرتا ہے تو اگر مرزا صاحب نے اپنے کو بھیجا گیا ہون کہا تو کونسی بڑی بات ہوگئی اسکا جواب
یہ ہے کہ فی الواقع ہر چیز کو خاص کام کے لئے حق تعالیٰ بھیجا کرتا ہے مثلاً ہواؤن کو پانی برسانے
کے لئے۔ اب مرزا صاحب کو دیکھنا چاہیئے کہ کس کام کے لئے بھیجے گئے ہین وہ ایک جلیل القدر
شخص ہین۔ اسواسطے تو نہین بھیجے ہونگے کہ زراعت وغیرہ مین لگائے جائین۔ کیونکہ انہون نے
زمینداری چھوڑکر علمی خدمت اختیار کی ہے جس سے ہدایت یا ضلالت متعلق ہے مگر انا ارسلنا

شیاطین کے مدمین داخل ہین تو ممکن ہے کیونکہ شیاطین کے لئے کوئی حد مقرر نہین کیگئی قیامت
تک گمراہ کرنیوالے ہر زمانہ مین پیدا ہوتے رہین گے مگر مرزا صاحب اسکو قبول نکرینگے اور یہی
فرماینگے کہ مین ہدایت کے لئے بھیجا گیا ہون جس سے مقصود یہ کہ رسولون کے زمرہ مین شریک
ہون تو یہ بات اہل اسلام ہرگز قبول نہین کر سکتے اسلئے کہ حق تعالے نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو
خاتم النبیین فرماکر ہمیشہ کے لئے تمام مدعیون کو مایوس کر دیا غرض مین بھیجا گیا ہون کہنا انکا سوائے
دعوے رسالت کے اور کوئی بات نہین اور یہ دعوے بمقتضاے مقام انکو لازم بھی تھا اسلئے کہ
جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس آیت شریفہ کے مصداق نہوے تو بقول مرزا صاحب ضرور ہوا کہ وہ
اسکے مصداق بنین ورنہ خبر قرآنی خلاف واقع ہوجاتی تھی اور وہ خود کہتے بھی ہین کہ یاتی
من بعدی اسمہ احمد سے اپنی طرف اشارہ ہے غرض اس تقریر سے اور نیز بعض الہامات سے
جسکو خود انہون نے بیان کیا ہے مثلاً انی رسول اللہ الیکم جمیعا سے صاف ظاہر ہے کہ انکو دعوے
رسالت ضرور ہے۔

اب ہم یہان نہایت تہنیت دل سے گذارش کرتے ہین کہ مرزا صاحب مدعی رسالت ہین اور جو
مدعی رسالت ہو وہ دجال ہے صغرا کا ثبوت ابھی معلوم ہوا اور کبری کا ثبوت اس حدیث شریف
سے ہے قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لاتقوم الساعۃ حتی یبعث دجالون کذابون قریبا من
ثلثین کلہم یزعم انہ رسول اللہ رواہ احمد والبخاری ومسلم وابو داؤد والترمذی عن ابی ہریرۃ
کذا فی کنز العمال یعنے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ قیامت اسوقت تک قایم نہوگی
جبتک جہوٹے دجال قریب تیس کے نہ نکلین گے سب کا دعوے یہی ہوگا کہ وہ اللہ کے
بھیجے ہوے ہین۔

شکل اول سے یہ نتیجہ نکلا کہ غلام احمد قادیانی دجال ہے تو پہلے ہی ایسا نام رکہا گیا کہ وہ [illegible]
اس خدمت کا بن سکے یعنے مسمی غلام احمد قادیانی بشکل اول دجال ہو تو انکے نام نامی سے مادہ
تاریخ اس خدمت کی نکل آنا ایک مناسبت کے ساتھ ہوگا بخلاف اسکے کہ اس عدد سے عیسویت ثابت

کیجاسے جیسا کہ مرزا صاحب نے کی ہے اب مرزا صاحب ازالۃ الاوہام مین لکھے ہین کہ (گورنمنٹ عہ انگریزی دجال ہے) سواس سے کیا فائدہ۔ قولہ قرآن شریف نے جو مسیح کے نکلنے کی چودہ سو برس مدت ٹہیرا ئی پہلے اس آیت کے تبلانیکی ضرورت تھی کہ چودہ سو برس تک مسیح کبھی نہ کبہی نکل آئیگا اور اگر حساب جمل سے نکل آئیکا نام قرار دادہ مدت ہے تو جن آیتون مین عیسی علیہ السلام کا ذکر ہے اونکے اعداد نکالکر دیکھہ لیجئے کہ چودہ سو برس پر انحصار نہین ہوسکتا پہلے سب سے زیادہ مستحق اعداد نکالنے کے لئے وہ آیۃ ہے جسمین حقیقۃ عیسے یعنے احمد آنیکا ذکر ہے یعنے ایۃ ومبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد مگر اسمین سولہ سو ١٦٠٠ نکلتے ہین چونکہ اسمین بہت سے تخرجہ کی ضرورت ہے اسلئے مرزا صاحب اپنے کام مین اسکو نہ لاسکے جب انکو اس مضمون کی کوئی آیۃ نہ ملے جسمین عیسی یا احمد کا ذکر ہو تو بہ مجبوری یہ آیۃ اختیار کی وانا علی ذھاب بہ لقادرون جسکے معنے یہ ہین کہ ہم اوسکے لیجانے پر قادر ہین۔ اب یہ نہین معلوم کہ کس کے لیجانے پر قادر ہین کیونکہ آیۃ تو پوری ذکر ہی نہین کی جس سے ضمیر کا مرجع معلوم ہو اسلئے کہ اوسکے اعداد بہت بڑہ جاتے ہین اس الہام کو انہون نے اسطرح اٹھایا کہ اسمین اسلامی چاند کے سلخ کی راتون کی طرف اشارہ ہے جس سے ہر شخص سمجھہ جاسے کہ ضمیر چاند کے طرف پہرتی ہے اور چاند جانے سے سلخ ہوجاتا ہے مگر پوری آیۃ جو دیکھی گئی تو اسمین چاند کا ذکر ہی نہین بلکہ یہ ذکر ہے کہ ہم آسمان سے اندازہ کا پانی برساکر اسکو زمین مین رکھتے ہین پہر اوسکے بعد فرمایا کہ ہم اسکو بھی لیجانے پر قادر ہین کما قال تعالے وانزلنا من السماء ماء بقدر فاسکناہ فی الارض وانا علی ذھاب بہ لقادرون۔ اسصورت مین مرزا صاحب نے ١٢٧٤ کے عدد کی آیۃ جو اس غرض سے نکالی تھی کہ اپنے ظہور کے پیشتر اسلام کا چاند ڈوب جائیگا وہ بھی صحیح نہین ہے بلکہ اسمین بھی تحریف کی ضرورت پڑی کیونکہ پہ کی ضمیر کو چاند کی طرف پہیر دی جسکا ذکر ہی نہین تاکہ جہال اعتبار کر کے سمجھہ لین شاید اوپر اوسکا ذکر ہوگا پہر غلام احمد قادیانی سے یہ نکالا کہ تیرہ سو برس مین نکلیگا اب دیکھئے کہ اس سلسلہ تقریر کی ابتدا یہ تھی کہ عیسی علیہ السلام نے خبر دی کہ میرے بعد ایک رسول آئینگے جنکا نام احمد ہے اسمین یہ تحریف کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر صادق نہین آتی پہر یہ بات

عہ ذکرہ فی رسالہ عقائد مرزا مطبوعہ امرتسر

بنائی کہ قرآن شریف سے ثابت ہے کہ چودہ سو برس تک عیسیٰ نکلیگا پھر اس بات کے ثابت کرنے
کے لئے کہ عیسیٰ تیرا سو برس مین نکل پڑا ایک آیہ پیش کی کہ قرآن سے ثابت ہے کہ سنہ ۱۲۷۴ مین
اسلام کا چاند غروب کریگا حالانکہ نہ اسمین چاند کا ذکر ہے نہ سنہ ۱۲۷۴ کا پھر اپنے نام کے مجرد
اعداد ۱۳۰۰ سو سے یہ مطلب نکالا کہ عیسے کے نکلنے کا سنہ یہی ہے معلوم نہین کہ اس سنہ کے
ساتھہ عیسے کو کیا مناسبت پہلے کوئی آیت یا حدیث سے یہ ثابت کرنا ضرور تھا کہ عیسے سنہ ۱۳۰۰ مین
نکلیگا اسکے بعد اگر یہ نام کے اعداد لکھے جاتے تو ایک شاعرانہ مضمون کی دلیل بن سکتی اس
تقریر سے تو وہ بھی نہ بنی۔
مرزا صاحب نے جو طریقہ ایجاد کیا ہے کہ کچھہ کمی وزیادتی کرکے آیت یا حدیث کو اپنے مطلب کی تائید مین
لے لیتے ہین یہ طریقہ کوئی قابل تحسین نہین اکثر آزاد غیر متدین یہی کام کیا کرتے ہین۔
مرزا صاحب ازالۃ الاوہام صفحہ ... مین لکھتے ہین اور یہ الہام (انا انزلناہ قریبا من القادیان وبالحق
انزلناہ وبالحق نزل وکان وعد اللہ مفعولا) جو براہین احمدیہ مین چھپ چکا ہے بتصریح
اور باواز بلند ظاہر کر رہا ہے کہ قادیان کا نام قرآن شریف مین یا احادیث نبویہ مین بطور پیشگوئی ضرور
موجود ہے اسکے بعد لکھتے ہین کہ کشفی طور پر مینے دیکھا کہ میرے بھائی صاحب مرحوم مرزا غلام قادر
میرے قریب بیٹھکر باواز بلند قرآن شریف پڑھ رہے ہین اور پڑھتے پڑھتے انہون نے ان فقرات کو
پڑھا (انا انزلناہ قریبا من القادیان) تو مین نے سنکر بہت تعجب سے کہا کہ کیا قادیان کا نام بھی قرآن شریف
مین لکھا ہوا ہے تب انہون نے کہا یہ دیکھو لکھا ہوا ہے تب مین نے نظر جو ڈالکر دیکھا تو معلوم ہوا کہ
فی الحقیقت قرآن شریف کے دائین صفحہ مین شاید قریب نصف کے موقع پر یہی الہامی عبارت
لکھی ہوئی موجود ہے تب مین نے اپنے دلمین کہا کہ ہان واقعی طور پر قادیان کا نام قرآن شریف مین
درج ہے اور مین نے کہا کہ تین شہرون کا نام اعزاز کے ساتھہ قرآن شریف مین درج کیا گیا ہے مکہ مدینہ قادیان
مرزا صاحب کے دعوے مسیحیت پر جب یہ اعتراض ہوا کہ عیسے علیہ السلام کا دمشق مین اترنا صحیح احادیث
سے ثابت ہے تو انہون نے خود یہ سوال کرکے اسکا جواب دیا کہ دمشق کا لفظ محض استعارہ کے طور پر

استعمال کیا گیا ہے چونکہ امام حسین کا مظلومانہ واقعہ خدا تعالیٰ کے نظر مین بہت عظمت و وقعت
رکھتا ہے اور یہ واقعہ حضرت مسیح کے واقعہ سے ایسا ہمرنگ ہے کہ عیسائیون کو بھی اوسمین کلام
نہین ہوگی اسلئے خدا تعالیٰ نے چاہا کہ آنیوالے زمانہ کو بھی اوسکی عظمت اور سچی مشابہت سے تنبیہ
کرے اسوجہ سے دمشق کا لفظ بطور استعارہ کہا گیا تاکہ پڑھنے والونکی آنکھون کے سامنے وہ زمانہ آجائے
جسمین لخت جگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت مسیح کی طرح کمال درجہ کے ظلم اور جور و جفا کے راہ سے
دمشقی اشقیا کے محاصرہ مین آکر قتل کئے گئے سو خدا تعالیٰ نے اوس دمشق کو جس سے ایسے ظلم پُر احکام نکلتے
تھے اور جسمین ایسے سنگدل اور سیاہ درون لوگ پیدا ہوگئے تھے اس غرض سے تشابہ بتا کر لکھا کہ
اب مثیل دمشق عدل اور ایمان پھیلانے کا ہیڈکوارٹر ہوگا کیونکہ اکثر نبی ظالمون کی بستی ہی مین آتے رہے
ہین اور خدا تعالیٰ لعنت کی جگہ کو برکت کے مکانات بنا دیتا ہے اس استعارہ کو خدا تعالیٰ نے اسلئے اختیار
کیا کہ پڑھنے والے دو فائدہ اوس سے حاصل کرین ایک یہ کہ امام مظلوم حسین رضی اللہ عنہ کا دردناک
واقعہ شہادت جسکی دمشق کے لفظ مین بطور پیشگوئی اشارہ کی طرز پر حدیث نبوی مین خبر دی گئی اسکی
عظمت اور وقعت دلون پر کھل جائے دوسرا یہ کہ تا یقینی طور پر معلوم کر جاوین کہ جیسے دمشق مین
رہنے والے دراصل یہودی نہین تھے مگر یہودیون کے کام انہون نے کئے ایسا ہی جو مسیح آنیوالا
ہے دراصل مسیح نہین ہے مگر مسیح کے روحانی حالت کا مثیل ہے اور اس جگہ بغیر اس شخص کے
کہ جسکے دل مین حسین کی وہ عظمت نہو جو ہونی چاہئے ہر ایک شخص اس دمشقی خصوصیت کو جو بشرح
بیان کی ہے کمال انشراح صدر سے ضرور قبول کر لیگا اور نہ صرف قبول بلکہ اس مضمون پر نظر
امعان کرنے سے حق الیقین تک پہونچ جائے گا۔

اس تقریر مین مرزا صاحب نے کئی امور ثابت کئے ہین

۱- قرآن شریف مین قادیان کا نام موجود ہے۔
۲- قادیان و دمشق مین مشابہت معنوی ہے۔
۳- حدیث شریف مین قادیان بلفظ دمشق بیان کیا گیا۔

۴- دمشق کے لوگ ظالم ہونے کی وجہ سے قادیان مین برکت پہیلی اور عدل کا ہیڈ کوارٹر ہوا-
۵- عیسٰے علیہ السلام کے دمشق مین اترنیکی پیش گوئی جو حدیث شریف مین ہے لفظ دمشق مین امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کے واقعہ کا اشارہ ہے-
۶- یہ بات یقینی طور سے معلوم ہوگئی کہ جیسے دمشق مین مثیل یہود کے تھے ایسا ہی قادیان مین مسیح کا مثیل آئے گا-

قرآن مین قادیان کا نام تلاش کرنیکی ضرورت مرزا صاحب کو اسوجہ سے ہوی کہ انا انزلناہ قریبا من القادیان کا الہام ہوا تھا چنانچہ وہ لکہتے ہین کہ یہ الہام بصراحت اور باواز بلند ظاہر کر رہا ہے کہ قادیان کا نام قرآن شریف مین موجود ہے-

اس سے ایک نئی بات معلوم ہوی کہ الہام مین جس چیز کا نام ہو وہ نام قرآن مین ضرور ہوا کرتا ہے اگر صرف یہی ایک آیت انا انزلناہ قریبا من القادیان قرآن مین بڑہا دی جاتی تو چندان فکر کی بات نہ تھی یہ ایک مصیبت تھی کسیطرح بستی ٹلی جاتی مگر اس قاعدہ نے تو کمر ہی توڑ دیا کہ جو چیز الہام مین ہو وہ قرآن مین بھی ہوگی- مرزا صاحب کے الہامون کا سلسلہ ایک مدت دراز سے جاری ہے اور ابھی اسکے ختم ہونیکی توقع بھی نہین بلکہ زیادتی ہی کا اندیشہ ہے اسلئے کہ جسقدر پختگی بڑہتی جائے گی الہامون کی آمد زیادہ ہوگی اور لگلے پچھلے الہامون کی آیتین بڑہتی جائینگی جس سے بجائے خود ایک دوسرا قرآن تیار ہو جائیگا- قادیان والی آیت ایک عالم کو برہم کر رہی ہے جب دو پوٹ کا پوٹ نیا قرآن نکلیگا تو معلوم نہین کیسی قیامت برپا کریگا ؎ روز اول کہ سر زلف تو دیدم گفتم کہ پریشانی این سلسلہ را آخر نیست - اس الہام مین یہ نہین معلوم ہوا کہ انا انزلناہ کی ضمیر کسطرف پھرتی ہے اگر قرآن کی طرف ہے تو چندان مضائقہ نہین اسلئے کہ جو قرآن قادیان مین اترا ہے اسمین قادیان کا نام بے موقع نہوگا مگر مرزا صاحب کا اسپر راضی ہونا دشوار ہے وہ تو یہی فرما دینگے کہ اگر جعلی قرآن مین بھائی صاحب نے یہ آیت بڑہا دی تو لطف ہی کیا رہا عظمت و شان قادیان تو جب ہوگی کہ قرآن قدیم مین یہ آیت ہو ہے اسیوجہ سے یہ لکھتے ہین کہ قادیان کا نام اعزاز کے ساتھ مثل مکہ و مدینہ قرآن شریف مین

درج کیا گیا ہے اور انا انزلناہ کی ضمیر مسیح وغیرہ کے طرف پھر نہین سکتی اسلیئے کہ اسکا ذکر پہلے نہین جو شرط ضمیر
غایب ہے اور اگر یہی مطلب ہوتا تو مثل دوسرے الہامون کے انزلناک بصیغہ خطاب ہوتا یا مرزا صاحب
خود کہدیتے کہ انا انزلناہ کی ضمیر میرے طرف پھرتی ہے اور جہان قرآن شریف مین انا انزلناہ اور بالحق انزلنا
وبالحق نزل وارد ہے قرآن شریف کی طرف ضمیر پھرتی ہے ۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ انا انزلناہ کی
ضمیر قرآن ہی کے طرف پھرتی ہے مگر جب واقعہ پر نظر ڈالی جاے تو یہ امر کسی پر پوشیدہ نہین کہ قرآن
قریب قادیان نہین اتارا گیا اور ہم مرزا صاحب پر بھی جھوٹ کا الزام نہین لگا سکتے کہ بغیر الہام ہونیکے
کہدیا کہ مجھپر یہ الہام ہوا اب سخت دشواری یہ ہے کہ اگر مرزا صاحب کو سچے کہین تو قرآن کا قادیان
اترنا واقعہ کے خلاف ہے اور اگر واقعہ کا لحاظ کرین تو مرزا صاحب جھوٹے ہوے جاتے ہین مگر
تطبیق و توفیق کی ضرورت نے ہمین ایک ایسا کھلا راستہ دکھلا دیا کہ ہم اوس سے ہرگز چشم پوشی
نہین کر سکتے وہ یہ کہ انا انزلناہ کا کہنے والا کوئی دوسرا ہی ہے جسکی تصدیق خود مرزا صاحب ہر جگہ
کرتے ہین چنانچہ ضرورۃ الامام مین لکھتے ہین جب کہ سید عبد القادر جیسے اہل اللہ مرد و فرد کو شیطانی
الہام ہوا تو دوسرے عامۃ الناس اوس سے کیونکر بچ سکتے ہین ۔ اسصورت مین مرزا صاحب کی
تصدیق بھی ہو جاتی ہے کہ اونکو الہام ضرور ہوا اور قرآن شریف کا قادیان مین اترنا بھی نہین لازم
آتا البتہ صرف اتنی جرءت کی ضرورت ہے کہ وہ الہام شیطانی مان لیا جاے اور یہ چندان بدنمائی
نہین اسلیئے کہ جب ہم خلاف واقع اور جھوٹ کے مقابلہ مین اسکو لا کر دیکھتے ہین تو بمصداق من
ابتلی ببلیتین فیختار اہونہما کے اسکو الہام شیطانی سمجھنا مرزا صاحب کو بھی مفید ہے اسلیئے کہ جھوٹا رسول
ہرگز نہین ہو سکتا جسکا دعوی مرزا صاحب کو ہے اور نہ مجدد و امام زمان کی یہ شان ہے کہ خلاف
واقع یا جھوٹ کوئی جرءت سے رہا الہام شیطانی سو بقول مرزا صاحب بڑے بڑے لوگون کو ہو چکا ہے
جیسا کہ ابھی معلوم ہوا اسصورت مین مرزا صاحب اپنی ذات سے بری الذمہ ہو جائینگے کہ جو کچھ انہون نے
واقعہ مین دیکھا کہدیا اس سے کیا بحث کہ دکھلانے والا کون تھا وہ فعل مرزا صاحب کا نہین جو انکے
ذمہ دار ہون بلکہ دکھلانے والا قابل مواخذہ ہوگا ہرچند وہ اپنے برارت ظاہر کرے جیسا کہ حق تعالے

فرماتا ہے کمثل الشیطان اذ قال للانسان اکفر فلما کفر قال انی بری منک انی اخاف
اللہ رب العالمین مگر مواخذہ سے وہ بری نہین ہو سکتا جیساکہ اوسی آیۃ شریفہ کے آخر
مین ہے فکان عاقبتھما انھما فی النار۔
البتہ ایک الزام مرزا صاحب کے ذمہ عاید ہوگا کہ انہون نے الہام شیطانی اور رحمانی مین فرق نکیا
مگر اہل دانش اس باب مین بھی اونکو معذور رکھہ سکتے ہین کہ الہام ایک کیفیت وجدانی کا نام ہے جو
جو انسان مین پائی جاتی ہے اور وہ اسکو اپنے مین احساس کرتا ہے یہ کیا معلوم وہ کہان سے آئی
جب شیطان الہام کرنے پر قادر ہے تو وہ ایسا بے وقوف نہین کہ اپنا نام اوس الہام کے وقت
بتا کر خبردار کر دے جس سے اوسکا مقصود فوت ہوجاے غرض اس الہام کو شیطانی کہین تو مرزا صاحب
کے ذمہ اسکا قصور عاید نہین ہوسکتا مگر مرزا صاحب کو یہ فرمانا سزاوار نہین کہ قرآن شریف مین قادیان کا
نام ہے مرزا صاحب کو اپنے الہام و مکاشفہ پر کس قدر وثوق ہے جو لکھتے ہین کہ یہ الہام بصراحت
اور باآواز بلند کہہ رہا ہے کہ قادیان کا نام قرآن شریف مین ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
مکاشفہ کی نسبت لکھتے ہین کہ اوسمین ایک ایسا ابہام رہتا ہے کہ اوسکی تعبیر کی حاجت ہوتی ہے چنانچہ ابھی
اوپر معلوم ہوا۔ ادنے تامل سے ظاہر ہے کہ مرزا صاحب اپنے مکاشفہ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے مکاشفہ سے کس قدر بڑہا رہے ہین اور کسقدر اپنی فضیلت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ہر باب مین
بیان کر رہے ہین مگر آخری زمانہ کے مسلمانون کو اسکی کیا پروا۔ وہ لکھتے ہین کہ قادیان اور دمشق مین
مشابہت معنوی ہے اسلئے کہ امام حسین اور عیسے علیہما السلام کے واقعے نہایت ہمرنگ ہین
مطلب اسکا یہ ہوا کہ قادیان مشبہ اور دمشق مشبہ بہ ہے اور وجہ شبہ مظلومیت کا مقام ہونا مرزا صاحب کو
ضرور تھا کہ دونون واقعون کی ہمرنگی پہلے ثابت کرتے کیونکہ قرآن شریف سے تو معلوم ہوتا ہے کہ
عیسے علیہ السلام نہ مارے گئے نہ سولی پر چڑہاے گئے بلکہ نہایت عظمت و شان کے ساتھ
شادان و فرحان آسمان پر چلے گئے چنانچہ حق تعالے فرماتا ہے وما قتلوہ وما صلبوہ ولکن
شبہ لھم و قولہ تعالی وما قتلوہ یقینا بل رفعہ اللہ الیہ اور اگر بالفرض عیسے علیہ السلام بحالت

مظلومی سولی پر چڑہائے گئے جیسے مرزا صاحب کہتے ہین تو پہلے یہ ثابت کرنا ضرور تھا کہ
عیسٰے علیہ السلام پر قادیان مین ظلم ہوا تھا تاکہ قادیان اور دمشق مین مشابہت ثابت ہو جو مقصود اس
تقریر سے ہے اور اسکے ساتھ یہ بھی ثابت کیا جاتا کہ امام حسین علیہ السلام دمشق مین مظلوم شہید ہوے
کیونکہ ان دونون شہرون مین جو مشابہت بیان کی جا رہی ہے اسمین وجہ شبہ یہی ہے کہ دونون مظلومیت
کے مقام ہین اور اگر چہ وجہ شبہ یہ ہے کہ اجراے احکام ظلم کے مقام ہین تو یہ ثابت کرنا ضرور تھا
کہ عیسٰے علیہ السلام کو سولی پر چڑہانے کے احکام قادیان سے جاری ہوے تھے جیسے دمشق سے
امام حسین پر ظلم کرنے کے احکام جاری ہوے اور یہ دونون امر خلاف واقع ہین یعنے نہ دمشق مین
امام حسین پر ظلم ہوا نہ قادیان مین عیسٰے علیہ السلام پر پہران دونون واقعون کے ہمرنگ ہونے سے
قادیان و دمشق مین مشابہت کہان سے آگئی کیونکہ وجہ شبہ طرفین مین موجود نہین حالانکہ مشابہت کیلیے
اوسکا طرفین مین موجود ہونا ضرور ہے۔

پہر مرزا صاحب جو لکہتے ہین کہ لفظ دمشق بطور استعارہ قادیان پر استعمال کیا گیا اس حدیث شریف کے طرف
اشارہ ہے اذ بعث اللہ المسیح ابن مریم فینزل عند المنارۃ البیضاء شرقی دمشق
یعنے عیسٰے علیہ السلام دمشق کے شرقی جانب منارہ کے پاس اترینگے۔ مقصود انکا یہ ہے کہ دمشق سے
مراد قادیان ہے عموماً اہل علم اس بات کو جانتے ہین کہ استعارہ ایک قسم کا مجاز ہے اسلیے کہ اس مین بھی
لفظ اپنے معنے موضوع لہ مین مستعمل نہین ہوتا اسوجہ سے وہان ایسے قرینہ کی ضرورت ہے کہ معنے موضوع لہ
مراد نہونے کو صراحۃً بتلادے یہ امر ظاہر ہے کہ اگر کوئی کہے کہ مینے ایک شیر کو دیکہا تو اس سے یہی سمجہا
جائیگا کہ شیر کو دیکہا ہوگا یہ کوئی نہ سمجہیگا کہ کسی جوان مرد آدمی کو اسنے دیکہا ہے جب تک کوئی قرینہ ایسا
قایم نہ کیا جاے اور اگر یون کہے مین نے ایک شیر کو دیکہا جو تیر چلا رہا تھا تو اس سے ہر شخص سمجہ
جائیگا کہ اوس نے شیر کو دیکہا نہین بلکہ کسی جوان مرد آدمی کو دیکہا ہے کیونکہ تیر چلانا اس امر کا
قرینہ ہے کہ شیر کے حقیقی معنے مراد نہین اس سے صاف ظاہر ہے کہ جب تک قرینہ قایم نہو معنے حقیقی
متروک نہین ہو سکتے اب دیکہیے کہ اگر اس حدیث شریف مین دمشق کے حقیقی معنے متروک ہوتے اور

قادیان اوس سے مراد ہوتا تو اوسپر کوئی قرینہ ضرور ہوتا حالانکہ کوئی قرینہ نہین اس سے صاف ظاہر ہے کہ دمشق اپنے معنے موضوع لہ مین مستعمل ہے اور قادیان اوس سے مراد سمجہنا محض غلط ہے۔ اور نیز علم بیان مین مصرح ہے کہ استعارہ اعلام مین جایز نہین مثلاً کہا جاسے کہ فلان شخص مکہ معظمہ مین داخل ہوا اور اوس سے یہ مراد لی کہ دہلی یا لکھنؤ مین داخل ہوا تو ہرگز صحیح نہین اسیطرح دمشق سے قادیان مراد لینا صحیح نہین شاید یہان یہ کہا جائیگا کہ سخی کو حاتم کہنا صحیح ہے حالانکہ حاتم بھی ایک شخص کا نام تھا۔ اسکا جواب یہ ہے کہ حاتم سخاوت مین ایسا مشہور ہے کہ شخصی معنے کے طرف ذہن نہین جاتا بلکہ حاتم کہنا اور جواد کہنا برابر ہے اسوجہ سے گویا علمی معنے اوسکے متروک ہوگئے چنانچہ تمام کتب فن مین مصرح ہے اور ظاہر ہے کہ دمشق مین یہ بات صادق نہین آتی جسوقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عیسےٰ علیہ السلام کا دمشق مین اوترنا بیان فرمایا اوسوقت یہ کوئی نہین جانتا تھا کہ وہ محل اجراے احکام ظلم ہے بلکہ برعکس اوسکے مسلمانون کے اعتقاد مین وہ نہایت عمدہ اور برگزیدہ مقام تھا کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہایت فضیلت اوسکی بیان فرمائی تھی چنانچہ صحیح روایتون مین وارد ہے کہ شام اللہ تعالیٰ کے پاس تمام شہرون مین برگزیدہ اور پسندیدہ مقام اور خدا تعالیٰ کے بہترین عباد کی رہنے کی جگہ ہے اور خاص دمشق کی فضیلت مین یہ وارد ہے کہ شام کے تمام شہرون مین دمشق بہتر ہے۔ اب غور کیا جاسے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دمشق کے فضایل بیان فرماے تو صحابہ اور تمام امت مین اوسکی عمدگی مشہور ہوگی یا بالقول مرزا صاحب اوسکی خرابی کہ وہان کے لوگ بدترین خلق ہین اگرچند روز یزید نے ظلم کے احکام جاری کئے تو اس سے دمشق کی ذاتی فضیلت کو کیا نقصان جیسے ابوجہل وغیرہ سے مکہ معظمہ کی عظمت مین کوئی نقص نہ آیا یہ تو قاعدہ ہے کہ جہان اچہے لوگ بکثرت ہوتے ہین چند برے بھی ہوتے ہین بڑی حیرت کی بات ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تو دمشق کو اچہا اور اسمین رہنے والون کی تعریفین فرماوین اور مرزا صاحب برخلاف اسکے یہ کہتے ہین کہ وہ۔۔ اور اسمین رہنے والے نہایت برے ہین یہ کیسی بے باکی ہے کہ امتی ہونیکا دعوے اور اسپر یہ مخالفت نعوذ باللہ من ذلک۔ اب دیکھئے کہ نہ دمشق مین کوئی ذاتی برائی ہے نہ باعتبار واقعہ کے اسمین کوئی برائی آئی نہ قادیان و دمشق مین کسی بات مین

مشابہت ہے نہ استعارہ دمشق کا علم ہونے کی وجہ سے صحیح ہو سکتا ہے مگر مرزا صاحب زبردستی
نزول عیسے علیہ السلام کی حدیث کو جہوٹی بنانے کے فکر مین ہین سکتے ہین کہ نہ عیسے اترینگے نہ دمشق
اونکے اترنے کی جگہ ہے اگر عیسے ہون تو مین ہون اور اگر اونکے اترنے کی جگہ ہے تو قادیان ہے یہان
مجنون کی حکایت یاد آتی ہے کسی نے اوس سے پوچہا کہ خلافت امام حسین کا حق تہا یا یزید کا اوس نے
کہا کہ نہ اونکا حق تہا نہ اوسکا میری لیلی کا حق تہا مرزا صاحب بھی چونکہ مسیحیت کے عاشق ہین اس قسم کی بات
کہین تو کوئی تعجب کی بات نہین مگر مسلمانون کو چاہئے کہ ایسے مجنونانہ مضامین کو قابل اعتماد نہ سمجہین۔
مرزا صاحب لکھتے ہین کہ خدا تعالے نے دمشق کو نشانہ بنا کر لکھا کہ اب مثیل دمشق عدل اور ایمان
پہیلانے کا ہیڈ کوارٹر ہوگا کیونکہ اکثر نبی ظالمون کی بستیون مین آتے رہتے ہین۔
حاصل یہ کہ قادیان مثیل دمشق ہے یعنے ظالمون کی بستی ہے اور ایسے بستیون مین انبیاء آتے رہتے ہین
اسلئے خود بدولت قادیان مین عدل پہیلانے کو آئے ہین۔
اس سے ظاہر ہے کہ وہ ختم نبوت کے قائل نہین تہی تو کہا کہ (انبیا ایسی بستیون مین آتے رہتے ہین)
اگر ختم نبوت کے قائل ہوتے تو آتے رہتے کہہ سکتے تہے جب قادیان کا ظالمون کی بستی ہونا ثابت
کر کے کہا کہ ایسی بستیون مین انبیاء آتے رہتے ہین اور ساتہہ ہی یہ دعوے کیا کہ مین اوسمین ایمان
و عدل پہیلانے کو آیا ہون اور نیز لکھتے ہین کہ آخری زمانہ مین بر طبق پیش گوئی احمد بہیجا گیا جیسا کہ اوپر
معلوم ہوا تو اب اونکے دعوے نبوت مین کیا شک ہے
مرزا صاحب نبوت کی طمع مین قادیان کے لوگون کو زبردستی ظالم بنا رہے ہین ہمنے تو نہ کسی سے
یہ سنا کہ قادیان ظالمون کی بستی ہے نہ کوئی اوسمین ظلم کا ایسا واقعہ کتب تواریخ سے ثابت ہے کہ
غیر معمولی طور پر یادگار ہو البتہ ہم اسکا انکار نہین کر سکتے کہ مرزا صاحب پر وہان کے لوگون سے
یورش کی ہوگی مگر وہ بیچارے اوسمین معذور ہین کیونکہ مرزا صاحب نے مسلمانون کی دل آزاری اور
اشتعالک طبع کا کوئی دقیقہ اٹہا نہ رکہا اونکے علما و مشائخین زمانہ پر گالیون اور لعنت کی وہ بوچہاڑ
کی کہ الامان جنکو آپ دیکہہ چکے اونکی دینی کتابون کو لکھا کہ شرکت سے بہری ہوی ہین۔ اون کے

اعلی درجہ کے مقتدا یعنے صحابہ اور تابعین و محدثین وغیرہم پر شرک کا الزام لگایا۔ اون کے نبی کی
شان مین جو آیت وارد ہوی اوسکے مصداق خود بن بیٹھے اونکی کتاب یعنے قرآن شریف مین تحریف
کر کے بگاڑنے کا گویا بیڑا اٹھایا۔ نبوت اور رسالت کا دعوے کر کے اون کے نبی کی ریاست کو جو
قیامت تک قایم ہے چھیننا چاہا اسپر بھی اگر وہ لوگ برہم نہ ہوتے تو خدا و رسول کے پاس اونکا نام
کس زمرہ مین لکھا جاتا اور ہم چشمون مین اونکی کس درجہ کی بے حرمتی اور بے غیرتی ثابت ہوتی لیکن جو
بے غیرت مسلمان ہو ممکن نہین کہ اتنی باتین سنکر اوسکی رگ حمیت جوش مین نہ آئے۔ مرزا صاحب اگر
گورنمنٹ کی حمایت مین نہوتے تو دیکھئے کہ قادیان ہی کے لوگ کیا کرتے اب بھی کسی اسلامی سلطنت مین
اپنے تصنیفات لے جاوین اور پہر دیکھین کہ کیا کیفیت ہوتی ہے۔ مرزا صاحب کو گورنمنٹ کا بہت
شکریہ کرنا چاہیئے مگر بجاے شکریہ کے گورنمنٹ کو دجال کہتے ہین جیسا کہ رسالہ سفر مرزا مطبوعہ امرتسر مین لکھا ہے
اور وہ قادیان کی گورنمنٹ کو ظالم قرار دیتے ہین کیونکہ اسکو دمشق کے ساتھ تشبیہ دے رہے ہین
جسکا مطلب صاف ظاہر ہے کہ جیسے دمشق کی حکومت سے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ پر ظلم اور بیداد کے
احکام جاری ہوے قادیان کی حکومت سے بھی ایسا ہی ہوا ورنہ ہر شخص جانتا ہے کہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ پر
دمشق مین ظلم نہین ہوا جس سے مرزا صاحب کی مظلومیت قادیان مین بطور تشبیہ ثابت ہو۔ لسان
شرع شریف سے تو دمشق کی مدح ثابت ہے مگر مرزا صاحب اوسکی مذمت اس بنا پر کرتے ہین کہ
اوسمین حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پچاس برس بعد ظلم ہوا تھا لانکہ
حضرت نے شہادت کا واقعہ جو بیان فرمایا اوسمین اگر دمشق کا نام بھی ہوتا تو یہ سمجھا جاتا کہ یہ شہر دار الظلم
ہوگا برخلاف اوسکے خاص طور پر صراحۃً دمشق کی تعریف کی جیسا کہ ابھی معلوم ہوا اگر صرف اس
بنا پر کہ کسی نہ کسی زمانہ مین کسی شہر مین ظلم ہوا اور ایسے شہر کا نام لینے سے اوس ظلم کی طرف اشارہ
ہوتا ہو تو یہ لازم آئیگا کہ جہان مکہ معظمہ کا نام قرآن و حدیث مین آئے اون تمام اذیتون کی طرف
اشارہ ہو جاے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر دس بارہ سال تک ہوتی رہین جن کا حال متعدد
احادیث مین موجود ہے۔ اہل اسلام پر اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ادنے تکلیف کا صدمہ شدید

ہونا چاہیئے کہ اپنی یا اور کسی کی موت سے ہو چہ جائیکہ اتنی مدت مدید و تک پیہم صدمات و تکالیف شاقہ جاری رہے جس سے ہجرت کی نوبت پہونچے اگر ذکر مکہ سے اشارہ اون تمام اذیتوں کی طرف ہو تو وہ شہر مبارک بقول مرزا صاحب معاذ اللہ مبغوض ہونا چاہیئے حالانکہ نہ کسی حدیث سے مرزا صاحب اوسکا مبغوض ہونا ثابت کر سکینگے نہ کوئی مسلمان اوسکو مبغوض کہہ سکتا ہے کیونکہ چند بدمعاشوں کے ظلم و زیادتی سے کوئی متبرک اور ممدوح شہر مبغوض نہیں ہو سکتا۔

مرزا صاحب جو دمشق کو مبغوض قرار دے رہے ہیں صرف کارسازی اور خود غرضی ہے مقصود انکا یہ ہے عوام الناس کو جو ظاہر بین ہوتے ہیں ایک واقعہ جانکاہ یاد دلا کر اوسکی خرابی کی جہت کی طرف متوجہ کر دیں اور ساتھ ہی وہی جہت قادیان میں قایم کر کے دمشق سے مراد قادیان لے لیں جس سے اپنی عیسویت جہلا کے پاس جم جائے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مقصود صریح فوت ہو جائے اسلیئے کہ مقصود اوس حدیث شریف سے اسیقدر ہے کہ عیسےٰ علیہ السلام دمشق میں اترینگے نہ اوسکے سیاق و سباق میں امام حسین رضی اللہ عنہ کا نام ہے نہ دمشق کی خرابی نہ کسی طرف اشارہ اب دیکھیئے کہ یہ کیسی کہلی کہلی تحریف ہے۔

مرزا صاحب کو منظور تھا کہ قادیان کو دمشق ثابت کریں اسلیئے یہ واسطہ قائم کرنیکی ضرورت ہوی کہ قادیان کے لوگ یزیدی الطبع ہیں اگر اسکو مکہ بنانا منظور ہوتا تو یہ آیہ شریفہ ان اول بیت وضع للناس للذی ببکۃ مبارکا وھدی للعالمین پیش کر کے وہی تقریر فرماتے کہ مکہ کا لفظ محض استعارہ کے طور پر استعمال کیا گیا چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر وہان نہایت ظلم ہوا اور قادیان میں ابوجہلی الطبع لوگوں نے اپنے پر ویسا ہی ظلم کیا اس سلئے مکہ سے قادیان مراد ہے بمناسبت مرحوم یزیدی الطبع قادیان دمشق ہو تو بہ مناسبت ابوجہلی الطبع قادیان مکہ بننے کو کیا دیر۔

مرزا صاحب کی غمخواری حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے نسبت سلام روستائی سے کم نہیں سان حضرت کو ان امور سے تعلق ہی کیا۔ وہان تو علانیہ سب دہڑک حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ پر اعتراضات

ہوتے ہین کہ انہون سنے خواہ مخواہ سلطنت مین مداخلت کر کے مخالفت کی جیسا کہ صاحب عصا ئے موسئے نے مدلل لکھا ہے اور خط مولوی نورالدین صاحب جو مرزا صاحب کے اعلی درجہ کے حوارین مین سے ہین نقل کیا ہے جسکا حاصل مضمون یہ ہے کہ **لا یلدغ المؤمن من جحر واحد مرتین** وارد ہے۔ حضرت امام اس تحریر مین کیون جا پھنسے صحابہ کی مشورت کے خلاف کیون کیا۔

لیجئے جب حضرت امام حسینؓ کی حرکت و مخالفت قابل مواخذہ و اعتراض ٹہیرے تو یہ اظہار خوش اعتقادی غرض آمیز نہین تو کیا ہے۔ اگر مرزا صاحب کی خوش اعتقادی دلی ہوتی تو اون کے مریدین کو کبھی ایسے تقریرون کی جرءت نہوتی

تحریر فرماتے ہین کہ یقینی طور سے معلوم ہوگیا کہ جیسے دمشق مین مثیل یہود کے تھے ایسا ہی قادیان مین مسیح کا مثیل آئیگا۔ سبحان اللہ کجا دمشق کجا قادیان پھر طرفہ یہ کہ تمام مسلمانون کو یقین بھی آگیا مرزا صاحب کو یقین ایسے ہی باتون کا ہوا کرتا ہے لیکن احادیث صحیحہ پر یقین نہین آتا۔ اللہم انا نعوذ بک من شرور انفسنا۔ یہ چند تحریفین جو مرزا صاحب کی لکھی گئین مشتے نمونہ از خروارے ہین انشاء اللہ تعالے آئندہ بحسب فرصت وقت اور بھی لکھی جاینگی اسوقت اکثر احباب کی یہ راے ہوی کہ بالفعل یہ رسالہ **انوار الحق** جسقدر لکھا گیا طبع کرا دیا جاے تاکہ جسکو توفیق ازلی ہو اوس سے بہرہ یاب ہو اس لئے اس حصہ کو مین اس دعا پر ختم کرتا ہون کہ الٰہی بطفیل اپنے حبیب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل اسلام کو توفیق عطا فرما کہ جو راہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تبلائی اور صحابہ سے آجتک اہل حق کا اوسپر اتفاق و اجماع رہا اوسکی پیروی مین مصروف اور نئے نئے دین و آئین و خیالات سے محترز اور محفوظ رہین آمین۔

تاریخ طبع زاد جناب معلی القاب مولوی محمد مظفر الدین صاحب المتخلص معلی عم فیضہ

چو مولائے من مقتدائے زمن
کند عزم ساگر بہر طلب گار حق

درین نسخہ فرمود اظہار حق
نمودم چو فکر سنہ طبع او

نمود از خیالات باطل برون
پئے شکر و تحسین این کار حق

منادی دلم گفت تاریخ طبع
زہے جلوۂ فیض افزاے حق

صحت نامہ کتاب انوار الحق

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱	۲	افاده	افادة
〃	〃	بازاله	بازالة
〃	۱۰	تقیریرون	تقریرون
۲	۵	رو	رد
〃	〃	رمانه	زمانه
〃	۸	روسکنے	روسکنے
〃	۱۲	بقول الحق	یقول الحق
〃	۱۸	تکفر نہین	تکفیر نکی ہو
〃	〃	نہوسے	نہوسے ہون
〃	۱۹	سالقہ ہی	سابقہ ہی
〃	۲۰	زمانہ نہین	زمانہ مین نہین
۳	۳	جکہاتےس	چکہائینگے
〃	۵	رجبا	رجسًا
〃	۶	عامراةً	عامٍ مراةً
〃	۷	اذنکو برٹہای	اذنکو بڑہائی
〃	۹	س سے	اس سے
〃	۱۳	رہاکیے	رہا کئے
〃	۱۵	اسلئے صفات	اسلئے کہ صفات
〃	۱۶	مضل الله	مضل له
〃	〃	انہیں	انہین
۴	۵	ضیتقا	ضیقًا
〃	۱۵	نصل	ہو نفصل
〃	〃	کاما	کا منما
۴	۱۵	یصعد	یصّعّد
۵	۱۸	مشتخل	مشتعل
۷	۱۰	عقیه	عقبه
〃	۱۱	〃	〃
〃	۱۲	فارت	غارت
〃	۱۶	عقیه	عقبه
۸	۱	〃	〃
〃	۲	حراجات	جراحات
〃	۱۰	سیر	پیر
〃	۱۳	بالحکمه	بالحکمة
〃	۱۸	سہے	رہے
۹	۲	الحمدالله	الحمدلله
〃	۸	فقولا	فقولا
〃	۱۰	فاذاالذی	فاذا الذی
〃	۱۲	ہات	بات
〃	۱۶	تدہب	تذہب
〃	۱۶	اهتدیتمم	اهتدیتم
۱۰	۱	خودرای	خودرائی
〃	۱۱	یقرا	یقرأ
〃	۱۲	سی	سے
〃	۱۲	الحسنین	الحسن
۱۱	۳	بابت	بات
〃	۶	الحضرت	آنحضرت

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
١١	٧	ہونگے	ہونگی	١٥	١٩	خنظلہ	خنظلۃ
"	٨	اعرفجہ	عرفجۃ	"	٢١	سی	نہین
"	"	بقول	یقول	١٦	٤	یعمل	عمل
"	٩	صفات	بنات	"	٥	الرجلہ	الرجل
"	١٧	ازالہ الاوہام	ازالۃ الاوہام	"	١٠	تترک	تترکہ
١٢	٣	طن	ظن	"	٢١	اور کہتے ہین	کہتے ہین
"	٤	انباع	اتباع	١٧	٢	مدار	مدا
"	٥	دلہن	دشمن	"	٣	دالقوقانیہ	والفوقانیہ
"	٧	لکھے کہ	لکھتے ہین کہ	"	٤	الحدیثی	حدیثی
"	١١	تما	تہا	"	٥	عنہا	عنہا
"	١٤	وجہ	وجہہ	"	٧	ربعیہ	ربیعۃ
"	١٥	ندہ	ذہ	"	٦	ملامتہ	ملامۃ
"	١٦	وجہ	وجہہ	"	٨	لوادرک	ادرک
"	"	سے	سی	"	١٩	صلے اللہ سے	صلے اللہ علیہ وسلم سے
"	١٨	وجہ	وجہہ	"	٢٠	الزہو بن عدی	الزہر بن عدی
١٣	٤	زمد	زبید	"	٧	فتکمعونا	فشکونا
"	٦	د	دہ	١٨	٨	جتینی	جتبنی
"	١٤	وجہ	وجہہ	"	١٢	صراحتہ	صراحۃ
"	١٧	غارحی	خارجی	١٩	٣	والخنازس	والخنازیر
"	٢٠	عنہ	عنہ سکا	٢٠	١١	سوتا ہے	ہوتا ہے
١٤	٣	وجہ	وجہہ	٢١	١١	علم الہی ہین	علم الہی ہین
"	٩	دیکھتے کہا	دیکھتے ہی کہا	"	١٢	وبکھی	دیکھی
"	١٣	تہمد	تہہد	"	١٣	ادہ وقوع	اذ وقوع
١٥	٣	ہوسے	ہوئے	"	١٤	دلع	دفع
"	١٠	دالنا	ڈالنا	"	١٠	اہل	اہل

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۱	۲۱	غظم	عظیم
۲۲	۲	ارودر	اوررد
"	۷	صلے اللہ صلے اللہ	صلے اللہ
"	۲۱	اراُیم	اراُیتم
"	"	م احیتہ	ثم احییتہ
۲۳	۱۴	بہت سی	بہت ہی
۲۴	۲۰	تمیذ	تمیز
۲۶	۴	کوئی	کوئے
"	۲۱	بامخالف	یامخالف
۲۸	۱۱	وجہ	وجیہ
"	۱۳	وجہ	وجہہ
۲۹	۲۱	نفس	نفیس
۳۱	۷	فتنہ	فتنے
"	۱۴	شرفیں	شریفین
۳۲	۱۳	کرکیا تھا	کرلیا تھا
"	۲۱	صاد	صیاد
۳۴	۱۶	مجہین	مجہہین
۳۵	۱۸	تسیطیع	تستطیع
۳۶	۱۳	ہوا	ہوّا
"	۱۱	قرب	قریب
"	۱۲	ہوتا ہے	ہوتا
"	۲۱	ویرانی	دیرانی
۳۷	۲۰	اسی	اس
۳۸	۸	موغوذہ	موعودہ
"	۱۱	محاز	مجاز

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳۸	۱۷	لظلماً	ظلماً
۳۹	۱۰	وجدیات	وجدانیات
"	"	عطیات	حدثیات
"	۱۳	یقنیات	یقینیات
"	۱۹	بالغو	باللغو
۴۰	۳	ملحصا	ملخصا
"	۱۴	ثسرب	شرب
"	۲۰	ملحص	ملخصا
۴۱	۱۰	ادمی	اومی
"	۱۹	من مس	یمن مین
۴۳	۱۸	غہ	عشہ
۴۴	۱	سے	سھے
"	۴	اعجنی	اعجبنی
۴۵	۶	پرابہ	پیرایہ
۴۶	۱	منقر	منضر
"	۱۲	حیاذنہ	حیاتہ
"	۱۳	ماتہ	ماتتہ
۴۷	۸	لعقور	لیغفور
"	۹	دیدبا	دیدی
۴۹	۱۴	سخارتی	بخاری
۵۰	۳	مریم	مریم کا
۵۱	۱	صورت	صورت مین
"	۶	نصب	نصیب
۵۲	۷	ما	ماؤ
"	۸	نوزہم	توزہم

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۵۲	۱۰	یفعلون	تفعلون	۶۴	۱۳	وجہ	وجہہ
״	۱۳	من	ممن	۶۵	۲	نکلے گین	نکلین گی
״	۱۵	زیتن	زیتنا	״	۳	وجہ	وجہہ
״	۱۷	بشاون	تشاون	״	۱۰	״	״
״	۱۸	وکنا	کنا	״	۲۰	״	״
۵۳	۱۳	تعالے نے	تعالیٰ	۶۶	۱	״	״
״	۱۹	الوہیت	الوہیت کا	״	۱۰	״	״
۵۴	۳	حیز	نجبر	״	۲۰	پڑتا	پڑتا
״	״	دحل	دخل	״	״	پیا	پینا
۵۶	۷	قال اہکذا	قیل اہکذا	۶۷	۱۸	لغنت	لعنت
״	۱۵	تعین	تعیین	״	״	عبدالغریر	عبدالعزیز
״	״	معصود	مقصود	״	۱۹	نہین	تحقین
۵۷	۶	ارد	اردو	۶۸	۶	پڑا	پڑا
۵۸	۱۲	ایکبا	ایک بار	״	۱۴	خلاصۃ الوفا	خلاصۃ الوفا
۵۹	۶	اخر	آخر	״	۱۶	کنکرسے	کنکرسے
״	۱۲	یانزید	بانزید	۷۰	۲۰	زنہ	زمانہ
״	۲۰	بین	بین	״	״	اصع	وضع
״	۲۱	فلط	غلط	۷۲	۱	ہدلون	بڈیون
۶۰	۵	نست	نسبت	״	۸	بیتتنہ	یتیتنہ
۶۱	۸	ہین کہ	ہین	״	۹	بیتبتین	تبیتین
״	۱۲	غرص	غرض	״	۱۵	تمنور	نشور
۶۲	۱۴	کیین	کیا	״	״	وجہ	وجہہ
۶۳	۳	جملہ	حمل	״	۲۱	تمنور	نشور
״	۱۳	لیبٹی	لیٹے	۷۵	۱۵	ڈالناہے	ڈالتاہے
۶۴	۳	خالباً	غالباً	״	۱۹	آمین	آئین

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۷۶	۲	سیم	سلیم
〃	۴	سپہلے	پہلے
〃	۷	سو	ہو
〃	۱۷	چرہاتے	چڑہاتے
۷۷	۳	الی العطا	الی العظام
〃	〃	ہنور	ہنوز
۷۸	۲۱	تحریک	تحریف
۷۹	۱	انتی	اتنی
〃	۱۰	خواب	جواب
〃	۱۷	کی	کیا
〃	۲۰	لیکوں	لیکون
۸۰	۶	نمایاں	نمایان
〃	۸	نعود	نعوذ
〃	۱۳	امرۃ	امراۃ
〃	۱۵	مشک	مسک
۸۱	۵	نعود	نعوذ
۸۳	۳	یرسول	برسول
〃	〃	بعد	بعدی
〃	۱۳	علمہ	علیہم
〃	۱۷	ی	ہی

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۸۳	۲۰	حقیقہ	حقیقۃ
۸۵	۸	یارسول	رسول
۸۶	۱	ارالہ	ازالۃ
〃	۱۱	الہام	ابہام
〃	۱۸	یہ	ہے
۸۸	۴	معنی	معنے
〃	۶	طلم	ظلم
۸۹	۱۷	ہست	نیست
۹۰	۳	انا انزلناہ	انزلناہ
〃	۴	پہرلی	پہرتی
۹۱	۳	عاقبہا	عاقبتہا
〃	۶	ادز	ادر
۹۲	۵	اگرچہ	اگر
〃	۱۰	ضرو	ضرور
۹۳	۵	تنص	تنغص
〃	۱۲	مغظمہ	معظمہ
〃	۱۸	مشق	دمشق
〃	۲۰	مخالعت	مخالفت
۹۵	۵	عیر	غیر
+	+	+	+

تمت

اشتہار

کارخانہ ہذا مین جو کام کہ طبع ہوتا ہے حتی الوسع خوبی وصفائی وخوش خطی کا لحاظ ہر وقت دامنگیر رہتا ہے۔ عاصی کو اپنے مسلمان بھائیون سے امید ہے کہ ضرور اس اسلامی کارخانہ کے جانب توجہ مبذول فرما کر کار لاحقہ سے ہر وقت یاد شاد فرماتے رہین گے اور غریب کی امید کو پوری کرین گے

المشتہر

خاکسار سید رحیم الدین مہتمم مطبع شمس الاسلام